بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان

ماہنامہ

میمن سماج

اردو۔ گجراتی

جون 2020ء ذیقعدہ ۱۴۴۱ھ

બાંટવા મેમણ જમાત
قیام: 2 جون 1950

મેમણ

સમાજ

ગુજરાતી - ઉર્દૂ માસિક

MEMON SAMAJ

Urdu Gujrati Monthly

June 2020, Ziquad 1441 Hijri

2 جون 2020ء کو بانٹوا میمن جماعت کا 70 واں یوم تاسیس مبارک ہو

موجودہ قیادت میں بانٹوا میمن برادری ترقی اور خوشحالی کی شاہراہ پر گامزن

سالگرہ ایڈیشن

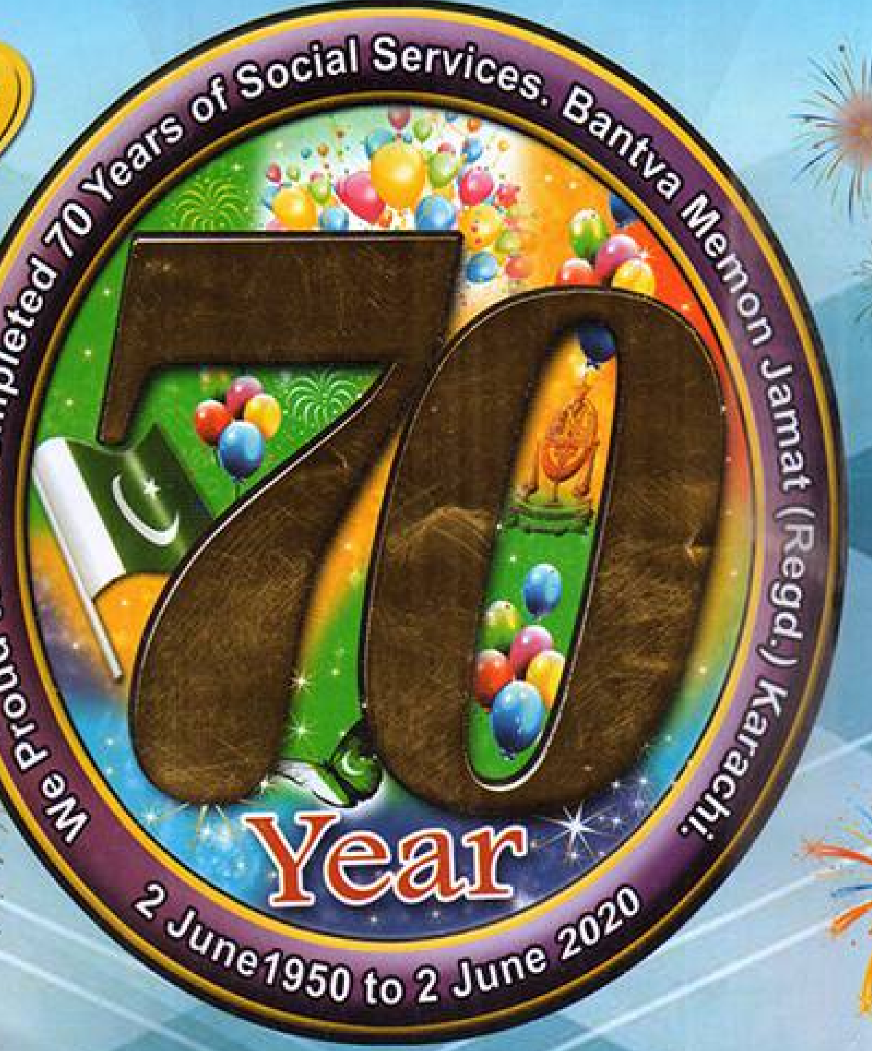
We Proud to be Completed 70 Years of Social Services. Bantva Memon Jamat (Regd.) Karachi.
70
Year
2 June1950 to 2 June 2020

بانٹوا میمن جماعت اور بانٹوا سے تعلق رکھنے والے سماجی اور فلاحی ادارے

بانٹوا میمن برادری اور عوام الناس کی گراں قدر مخلصانہ خدمات کے لئے ہمہ وقت کوشاں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔﴾

وَجَعَلۡنٰکُمۡ شُعُوۡبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ
۱۴۰۱

وَجَعَلۡنٰکُمۡ شُعُوۡبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا ؕ

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ؕ

سورۃ الحجرات۔ پارہ ۲۶۔ آیت ۳۹

اور تمھیں شاخیں اور قبیلے بنایا کہ آپس میں پہچان رکھو۔

بے شک اللہ کے نزدیک تم میں عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے

بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان

ماہنامہ

میمن سماج

کراچی

اردو۔ گجراتی

مدیر اعزازی انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

پبلشر عبدالجبار علی محمد بدو

جون 2020ء

ذیقعدہ ۱۴۴۱ھ

شمارہ: 06

جلد: 65

فی شمارہ: 50 روپے

- ایک سال کی خریداری (مع ڈاک خرچ): 500 روپے
- پیٹرن (سرپرست) 10,000 روپے
- لائف ممبر: 4000 روپے

32768214
32728397

Website : www.bmjr.net
E-mail: bantvamemonjamat01@gmail.com

زیرِ نگرانی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

پتہ: بانٹوا میمن جماعت خانہ، ملحقہ حور بائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ، نزد راجہ مینشن، کراچی۔

Regd. No. SS-43

Printed at : City Press Ph: 32438437

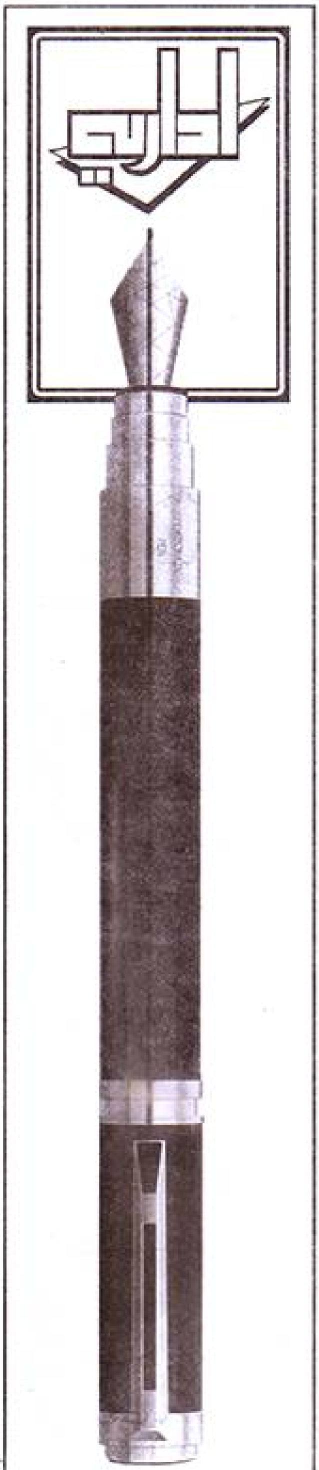

بانٹوا میمن جماعت کے قیام سے اب تک کا 70 سالہ خدمتی سفر

ابتداء سے اب تک بانٹوا میمن برادری کے بزرگوں اور مخیر شخصیات کی روشن اور تابناک کاوشیں

موجودہ عہدیداران کا ہدف برادری کی خوشحالی، ترقی اور مسائل کا حل ہے

یہ حقیقت ہے کہ بانٹوا میمن برادری کی بقا اور اس کے استحکام کے لیے برادری کے آباؤ اجداد نے بڑی کوششیں کی تھیں۔ اس کے لیے بڑی قربانیاں دی گئیں، برادری کے بزرگوں نے اپنے آپ کو برادری کی ترقی اور فروغ کے لیے وقف کر دیا تھا۔ گزشتہ تقریباً سو سال کی طویل تاریخ پر نظر ڈالیں تو آپ کو اپنی بانٹوا میمن برادری کی سماجی اور فلاحی خدمات جاری و ساری نظر آئیں گی۔ ان میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا ہے۔ جس طرح یہ کام شروع کیا گیا تھا اور جس جوش و جذبے کے ساتھ اس کی ابتدا 2 جون 1950ء کو یہاں ہوئی تھی اسی جوش و جذبے کے ساتھ آج 2 جون 2020ء تک جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی جاری و ساری رہے گا۔

بانٹوا میمن برادری کی ساکھ کو برادری کے ہر فرد نے آج تک قائم رکھا ہے۔ بانٹوا میمن برادری اور میمن برادری نے اپنے مخصوص لباس اور اپنے روایتی اخلاق کا بھرپور مظاہرہ کر کے کامیاب قوموں کی صف اولی میں اپنے آپ کو لا کھڑا کیا ہے۔ یہ کام نسل در نسل چل رہا ہے اور برادری کی ساکھ، عزت اور وقار میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد گزشتہ 70 سالوں پر نظر ڈالیے اور اپنے کردار کا جائزہ لیجیے تو یہ واضح ہو جائے گا کہ ہمارے بزرگوں نے میمن ورثے کو جس طرح قائم و دائم رکھا تھا۔ اس کی حفاظت میں ہم سے اگر کوتاہی ہوئی ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے، ہماری ثقافت اور ساکھ کا تمام دارومدار ہماری ہلکی پھلکی میمن زبان پر تھا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی کو یہ گمان ہو کہ ہم نے اپنی دیرینہ روایات کو نظر انداز کر کے جدید طور طریقے اپنا کر کوئی قابل ذکر کام کیا ہے۔ تو یہ سراسر ناسمجھی کی بات ہے۔ یہی نہیں بلکہ وہ شخص اپنی بقا کی اہمیت سے بھی بے خبر ہے۔ اسے معلوم ہی نہیں کہ اس نے اپنی

شناخت کو کھودیا ہے۔ مثال کے طور پر ہم اپنے ناموں پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ہمارے بزرگوں نے ہمیشہ اپنے بچوں کے نام پیغمبروں اور بزرگان دین کے ناموں پر رکھے ہیں لیکن اب ایسے نام بھی رکھے جانے لگے ہیں جن کا اسلام سے، دین سے اور صوفیائے کرام سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم بڑے فخر سے فلم اسٹارز، ٹی وی کے فن کاروں کے نام پر اپنے بچوں کے نام رکھنے لگے ہیں۔

اپنی میمن بولی (زبان) کو چھوڑ کر اپنے مخصوص لباس کو ترک کر کے ہم نے اپنا ''میمن پن'' یعنی اپنی شناخت کو کھودیا ہے۔ اس کے اثرات آپ کو ابھی معلوم نہیں ہوں گے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی مخصوص پہچان، شناخت اور شخصیت کو ایک بار پھر تھام لیں، اسے اپنے سینے سے لگائیں، اس کا صحیح مقام اور مرتبہ بھی یہی ہے۔ میمن زبان بولیے اور اپنی ثقافت کو زندہ رکھیے یہ ہمارے تشخص کا ذریعہ ہے۔ بقول شاعر مشرق علامہ اقبالؒ

شاخ بریدہ سے سبق اندوز ہوکہ تو ناآشنا ہے قاعدہ روزگار سے
ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

70 سالوں (قیام 2 جون 1950ء) سے بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی بانٹوا میمن برادری کی خدمت میں سرگرم عمل ہے۔ سماجی اور معاشرتی میدانوں میں اپنی جماعت نے سب سے زیادہ فلاحی خدمات انجام دیں اور خاصے وسیع پیمانے پر خدمتی کام کر رہی ہے۔ دوسری خدمتی اداروں وانجمنوں اور سماجی تنظیموں میں اس کا مقام سب سے نمایاں ہے۔

اپنی جماعت کا نصب العین یہ ہے کہ بانٹوا میمن برادری کی خدمت کی جائے۔ برادری کے کمزور اور پسماندہ لوگوں کو رہائشی (آبادکاری) کی سہولیات فراہم کی جائیں۔ ضرورت مند لوگوں کی مالی سپورٹ کی جائے۔ مستحق اور غریب طلبہ وطالبات کو تعلیمی وظائف دیے جائیں تاکہ وہ حسب خواہش اعلیٰ تعلیم حاصل کرسکیں۔ اس کے علاوہ جماعت کا مشن یہ بھی ہے کہ گھریلو تنازعات کے تصفیہ کرائے جائیں۔ جماعت چاہتی ہے کہ سماج اور معاشرے سے برائیوں کے مکمل خاتمے کے لیے سماجی اصلاحات نافذ کی جائیں۔

افرادی قوت کو مجتمع کر کے ان کی بھلائی اور خوشحالی کے لیے منصوبے بنائے جائیں۔ ان کی صحیح رہنمائی کی جائے۔ جماعت کی خواہش ہے کہ برادری کے سبھی لوگوں کو معیار زندگی بلند ہو، وہ ترقی کر کے ان لوگوں کی صف میں شامل ہوجائیں جن پر معاشرہ فخر کرتا ہے۔

جماعت کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ برادری سے تمام غیر ضروری، غیر اسلامی اور غلط رسومات کا خاتمہ کیا جائے۔ اس سلسلے میں جماعت کا اپنا ترجمان رسالہ ماہنامہ میمن سماج پابندی سے شائع ہوتا ہے۔ ترجمان رسالے کے ذریعے غلط رسم ورواج کے خاتمے کی تلقین کی جاتی ہے تاکہ برادری ان غلط رسوم ورواج سے چھٹکارا حاصل کرسکے۔

یہ ان بزرگوں کی رہنمائی اور قیادت ہی تھی کہ اپنی بانٹوا میمن برادری کے لوگوں نے انسانی خدمت اور پیار ومحبت کو عام کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ آج یہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوتی ہے کہ جن بزرگوں اور عہدیداران نے بانٹوا میں پیار محبت عام کر کے ایکتا کا جو بیج بویا تھا وہ آج محبت، رواداری، خلوص اور پیار کا ایسا تناور درخت بن چکا ہے جس کی خوشبو کے باعث لوگ اس کی طرف کھنچے

چلے آتے ہیں۔ پیار و محبت کا یہ سفر جو بانٹوا سے شروع ہوا وہ انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت اپنے پیارے ملک پاکستان میں جاری رہے گا۔ اس کے ساتھ ہی بانٹوا میمن جماعت کے بزرگوں، مخیّر حضرات، اس کے عہدیداران اور رہنماؤں اور اس کے تمام فلاحی اداروں کا نام بھی ہمیشہ روشن اور سربلند رہے گا (آمین)۔

نیک خواہشات اور پر خلوص دعاؤں کا طالب
ادنیٰ خادم

انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

مدیر اعزازی ماہنامہ میمن سماج کراچی

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح

نے سماجی اور فلاحی خدمات کے بارے میں فرمایا

آیئے ہم اپنی عظیم قوم اور اپنی خود مختار مملکت پاکستان کی تشکیل و تعمیر کے لئے سماجی اور فلاحی خدمات انجام دیں اور ملک کو خوشحالی کی جانب گامزن کریں۔

میں پاکستان کے ہر باشندے کو یہ بات اچھی طرح بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ خدمت، ہمت اور برداشت کے سچے جذبے کا مظاہرہ کریں۔ ایسی شریفانہ اور بلند مثالیں قائم کریں کہ آپ کے ہم عصر اور آنے والی نسلیں آپ کی تقلید کریں۔

(کراچی کلب۔ اگست 1947ء)

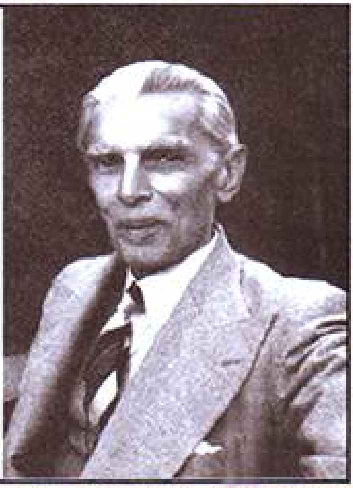

خدمت کا جذبہ سرسید کی نظر میں

۔۔۔ معاشرے میں سماجی خدمات انجام دینے والے لوگ دین اور دنیا دونوں میں سرخرو ہوتے ہیں۔ میں آپ سے پوری دل سوزی کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ آپ دکھی لوگوں کی خدمت کرنے کے جذبے کو اپنی آنے والی نسلوں میں بھی منتقل کریں، ہمارے آس پاس دکھی اور پریشان حال لوگ خواہ وہ کسی بھی مذہب اور عقیدے سے تعلق رکھتے ہوں، ہم سب کی ہمدردیوں کے مستحق ہیں، ان کے بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت کی ذمہ داریوں کو محسوس کرنا ہوگا۔ تعلیم کو عام کرنے کے لئے میرا ساتھ دینے کے لئے آمادہ ہونا ہوگا۔ جس گھر میں تعلیم ہوگی وہاں روشنی ہوگی اور خوشحالی آئے گی۔

(محمڈن اینگلو اورینٹل کالج علی گڑھ کی تقریب سے خطاب۔ مورخہ 26 جون 1889ء)

SIR SYED AHMED KHAN

حمد باری تعالیٰ

مظفر وارثی

آنکھ اٹھے تیرے لئے کھلتے ہیں لب تیرے لئے
میرا جینا میرا مرنا میرے رب تیرے لئے

دائرہ تیری رضا، پرکار میری زندگی
ہر تمنا ہر ارادہ ہر طلب تیرے لئے

کیسے ہوسکتا ہے مجھ سے منحرف اک سانس بھی
وقف میں نے کردیا ہے خود کو جب تیرے لئے

میری باقی عمر کے دن قیمتی ہیں کس قدر
میرا ہر لمحہ بسر ہوتا ہے اب تیرے لئے

روشنی ہو یا اندھیرا تجھ سے میں غافل نہیں
میرا دن تیرے لئے ہے میری شب تیرے لئے

تیرے مداحوں میں شامل ہے مظفر کا بھی نام
اس نے دنیا سے لیا ہے یہ لقب تیرے لئے

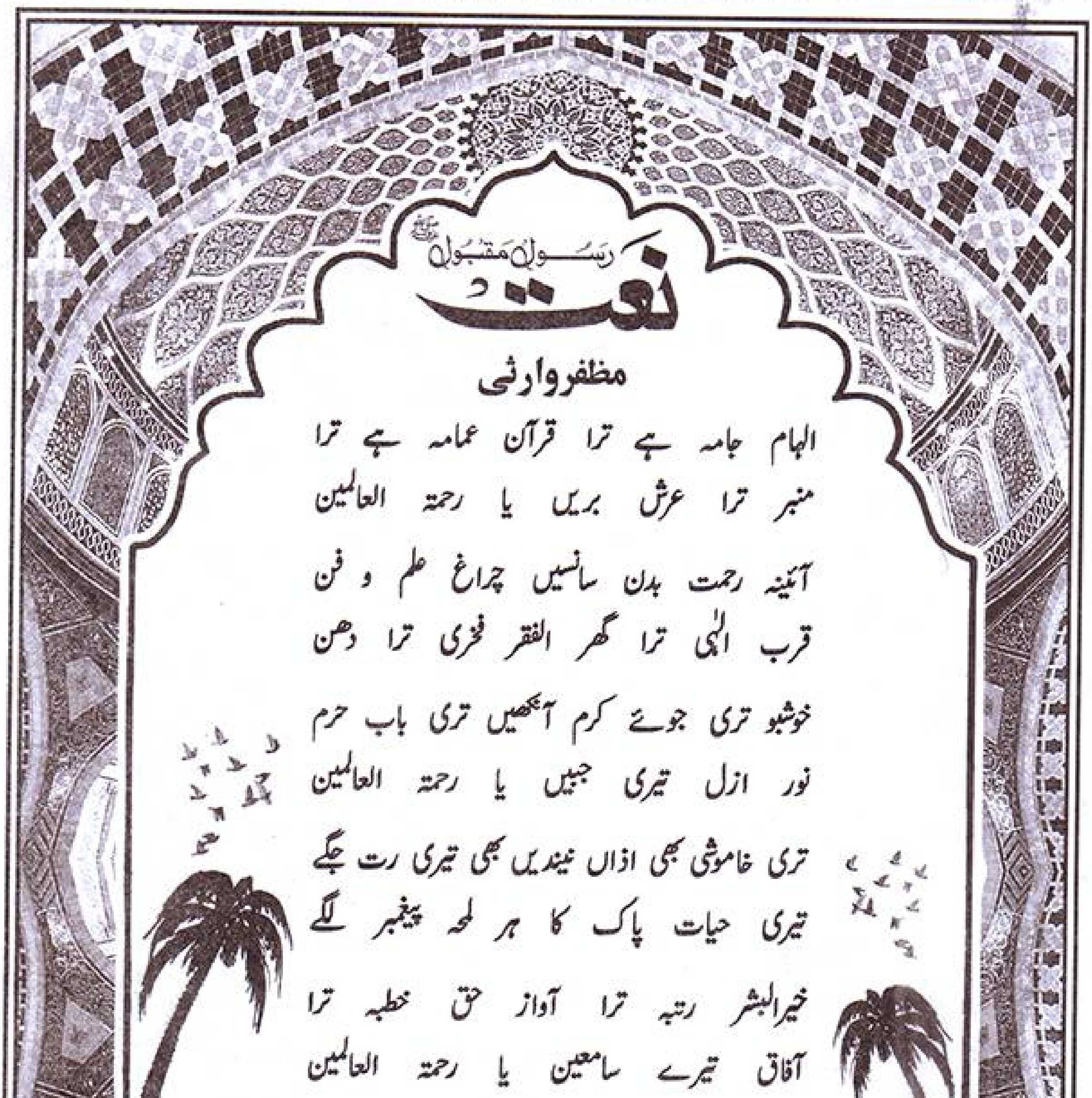

رسول مقبول ﷺ
نعت

مظفر وارثی

الہام جامہ ہے ترا قرآن عمامہ ہے ترا
منبر ترا عرش بریں یا رحمۃ العالمین

آئینہ رحمت بدن سانسیں چراغ علم و فن
قرب الٰہی ترا گھر الفقر فخری ترا دھن

خوشبو تری جوئے کرم آنکھیں تری باب حرم
نور ازل تیری جبیں یا رحمۃ العالمین

تری خاموشی بھی اذاں نیندیں بھی تیری رت جگے
تیری حیات پاک کا ہر لمحہ پیغمبر لگے

خیرالبشر رتبہ ترا آواز حق خطبہ ترا
آفاق تیرے سامعین یا رحمۃ العالمین

تو آفتاب غار بھی تو پرچم یلغار بھی
عجز و وفا بھی پیار بھی شہ زور بھی سالار بھی

دعوی ہے تری چاہ کا اس امت گمراہ کا
رب کے سوا کوئی نہیں یا رحمۃ العالمین

پی آئی اے کا بدقسمت طیارہ پی کے 8303 جمعہ 22 مئی 2020ء دوپہر کراچی ایئرپورٹ سے متصل علاقے جناح گارڈن کے رہائشی ایریا میں گر کر تباہ ہوگیا، خوفناک اور دلخراش حادثہ

مرحوم الحاج محمد صدیق پولانی کی فیملی کو صدمہ

بانٹوا میمن جماعت کے عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین کی دلی تعزیت

پاکستان قومی ایئرلائن کا مسافر ایئربس 320 لاہور سے کراچی آنے والی فلائٹ 8303 جمعہ 22 مئی 2020ء بہ وقت 3:50 ماڈل کالونی کراچی کا محلہ جناح گارڈن میں طیارہ حادثے کا شکار ہوگیا۔ جس میں سوار عملے سمیت 99 افراد میں سے 97 موقع ہی پر جاں بحق ہوگئے جبکہ دو مسافر معجزانہ طور پر محفوظ رہے۔

اس بدقسمت طیارہ میں زکریا حاجی محمد صدیق پولانی کے صاحبزادے جناب زین پولانی (عمر 40 سال)، شریک حیات محترمہ سارہ زین پولانی (عمر 37 سال) اور تین بچے ابراہیم زین پولانی (عمر 14 سال)، عثمان زین پولانی (عمر 11 سال) اور محمد صدیق زین پولانی (عمر تین سال) خوفناک اور دلخراش حادثے میں جاں بحق ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

طیارے میں جاں بحق ہونے والے پولانی فیملی کے مرحومین کی نماز جنازہ 29 مئی 2020ء بروز جمعہ عالمگیر مسجد بہادر آباد نزد کوکن گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ جس میں بانٹوا میمن جماعت کے عہدیداران، مجلس عاملہ کے اراکین، آل پاکستان میمن فیڈریشن کے عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین، ورلڈ میمن آرگنائزیشن، میمن پروفیشنل فورم، میمن خدمت فورم کے عہدیداران، سماجی اور سیاسی رہنما، تاجروں اور صنعت کاروں اور دوست احباب کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

بانٹوا میمن جماعت ۔ قرارداد تعزیت

جناب زین زکریا پولانی، زوجہ محترمہ سارہ زین پولانی تین بچوں ابراہیم زین، عثمان زین اور محمد صدیق زین پولانی، پی آئی اے کے بدقسمت طیارے کے غم انگیز حادثے میں جاں بحق ہوگئے۔ بانٹوا میمن جماعت کے عہدیداران، مجلس عاملہ کے اراکین اور سب کمیٹی کے کنوینز صاحبان نے پولانی فیملی کے تمام افراد جملہ لواحقین سے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ حادثے میں جاں بحق ہونے والوں کی مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا کرے۔ (آمین)

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے منصوبوں اور سرگرمیوں کے متعلق آپ کی واقفیت ضروری ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ید اللہ علی الجماعۃ

جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔

قوم: دو لفظوں کا ایک مبارک نام ہے جس کی آغوش میں ہزاروں زندگیاں نشو ونما اور پرورش پاتی ہیں۔ قوم کی صورت میں اس عظیم الشان عمارت میں قوم کے ہزاروں انسان اینٹ کی صورت میں پیوست کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر اس عمارت کی ایک اینٹ بھی اپنی جگہ صحیح طور پر لگی ہوئی نہ ہو تو پوری کی پوری عمارت پل بھر میں منہدم ہوجاتی ہے۔ قوم کی اس عمارت کا دوسرا نام جماعت ہے، یکجہتی ہے، اجتماعیت ہے۔ یہ یکجہتی اور اجتماعیت اس طرح قائم رہ سکتی ہے کہ قوم کے فرد ان اینٹوں کی طرح اپنی اپنی جگہ پر مضبوطی سے جمے رہیں کیونکہ ایک اینٹ کی غلط تنصیب پوری کی پوری عمارت کو منہدم کردیتی ہے۔ اسی طرح قوم کے ایک فرد کی لاپرواہی اور عدم توجہی جماعت کی یکجہتی کو ختم کرسکتی ہے۔

قومی عمارت کی بنیاد اور مضبوطی اس میں لگی ہوئی ہر ایک اینٹ پر منحصر ہے اسی طرح جماعت کی بنیاد اور مضبوطی کا انحصار بھی ہر فرد پر ہے۔ قوم اور جماعت کا ہر فرد اپنی ذمہ داری اپنے فرائض کو صحیح طور پر اور خوش اسلوبی سے انجام دے تو کوئی وجہ نہیں کہ قوم اور جماعت کی یہ عمارت ہر آنے والی آفت اور طوفان کے سامنے مقابلہ نہ کرسکے۔

ہم سب بانٹوا میمن جماعت کراچی کے عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین اور
سب کمیٹیوں کے کنوینر صاحبان کی جانب سے
قیام 2 جون 1950ء سے مسلسل اب تک 2 جون 2020ء تک گراں قدر
سماجی اور فلاحی خدمات کا طویل سفر
2 جون 2020ء کو

70 واں یوم تاسیس

کے موقع پر تمام بانٹوا میمن برادری کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں
منجانب : عہدیداران، مجلس عاملہ کے اراکین اور سب کمیٹیوں کے کنوینر صاحبان
آپ کی سپورٹ، تعاون اور دعاؤں کے طالب

☆ جناب محمد سلیم محمد صدیق بکیا
صدر

☆ جناب نجیب عبدالعزیز بالاگام والا
سینئر نائب صدر اول

☆ جناب محمد حنیف حاجی قاسم کھانانی مچھیارا
سینئر نائب صدر دوم

☆ جناب عبدالغنی حاجی سلیمان بھنگڑا
جونیئر نائب صدر اول

☆ جناب عبدالجبار علی محمد آدم بدو
جونیئر نائب صدر دوم

☆ جناب انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا
اعزازی جنرل سیکریٹری

☆ جناب فیصل محمد یعقوب دیوان
جوائنٹ سیکریٹری اول

☆ جناب محمد شہزاد ایم ہارون کوٹھاری
جوائنٹ سیکریٹری دوم

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

اللہ کے محبوب بندے

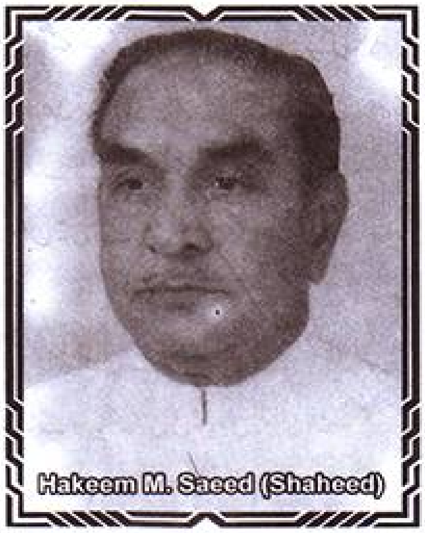

Hakeem M. Saeed (Shaheed)

حکیم محمد سعید شہید کی ایک اہم تحریر

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے بلاشبہ وہ لوگ ہیں جو اس کے احکام کی بالکل اسی طرح اطاعت کرتے ہیں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے بتایا اور عمل کر کے دکھایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور جن لوگوں نے اس حقیقت کو سمجھا اور اپنی بساط کے مطابق آپ ﷺ کی پیروی کی، وہی اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، جن کے اوصاف حمیدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بیان فرمائے ہیں، اللہ کو اس لیے محبوب تھے کہ وہ صرف نمازیں ہی نہیں پڑھتے تھے بلکہ نماز کی روح سے بھی آشنا تھے۔ اس لیے تن، من، دھن سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے تھے۔ ان کی عقیدت اور محبت کا یہ عالم تھا کہ ہر قسم کی قربانی بغیر کسی پس وپیش اور جبر و کراہ کے پیش کرتے تھے۔ ان کی ارادت و اطاعت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی آنحضرت ﷺ ان سے کوئی بات دریافت فرماتے تو جانتے ہوئے بھی پاس ادب سے یہی فرماتے تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ اس میں اولیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل تھی۔

قبول اسلام کے بعد وہ اسلام کی تبلیغ میں آنحضرت ﷺ کے دست راست بن گئے اور جو کچھ ان کے پاس تھا، راہِ خدا میں سب نثار کر دیا اور میدان جاں نثاری میں کوئی دوسرا صحابی آپ سے بازی نہ لے جاسکا۔ بعض مواقع پر گھر کا سارا اثاثہ اللہ کی راہ میں دے دیا اور جب آنحضرت ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اہل وعیال کے لئے بھی کچھ چھوڑا ہے تو عرض کیا کہ ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کافی ہے۔ یہ ہیں اللہ کے محبوب بندے کی نشانیاں، جس کی تعریف خود رسول اللہ ﷺ نے یہ کہہ کر فرمائی کہ سب کے احسان کا بدلہ میں نے ادا کر دیا، لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احسان کا بدلہ خود اللہ تعالیٰ ادا کرے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور تمام دوسرے صحابہ رضی اللہ

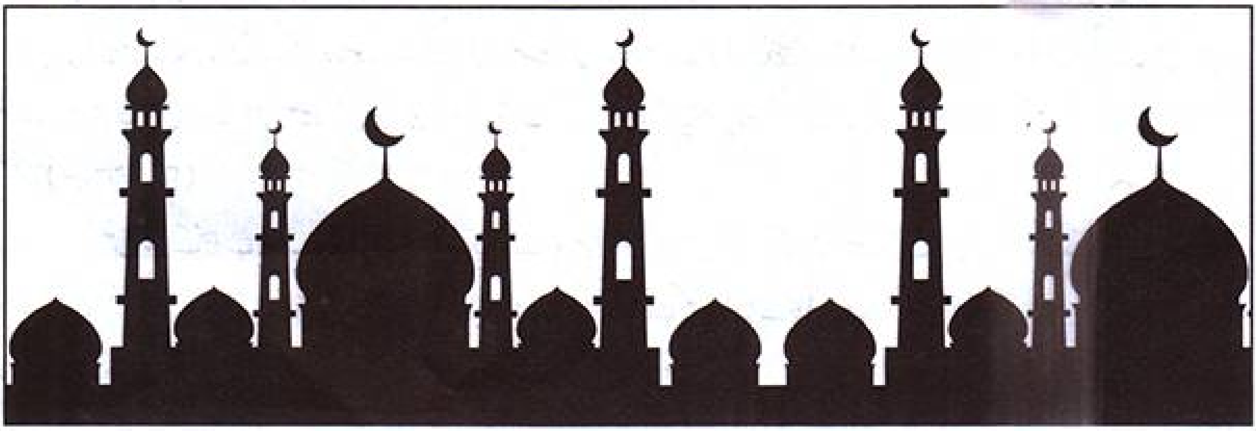

تعالیٰ عنہا وصحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہہ اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہہ بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں میں شامل ہیں۔ ان محبوب ترین بندوں کی عجیب وغریب شان ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ''اللہ ان سے راضی ہے'' جیسے الفاظ سے ان کی عزت افزائی فرماتا ہے۔ مالک ان سے خوش تھا اور خالق ان سے راضی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جذبۂ جاں نثاری کو اس طرح قبول فرمایا کہ وہ نہ صرف اپنی رضامندی کا اظہار کرتا ہے بلکہ یہ بھی کہتا ہے کہ اس کے یہ بندے ایسے محبوب ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذرہ نوازی سے خود بھی راضی اور خوش ہیں۔ بندے کی رضا کا اس طرح ذکر ان کے عجیب و غریب مقام کی نشان دہی کرتا ہے۔ رسول اکرمﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں میں صحابہ کرام ہی سب سے زیادہ محبوب رہے ہیں۔ چنانچہ آنحضرتﷺ نے ان کی شان میں فرمایا کہ میرے اصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہہ ستاروں کے مانند ہیں۔ تم ان میں سے جس کسی کی بھی پیروی کروٗ راہ حق پر رہوگے۔

اس سلسلے میں یہ دلچسپ اور اہم نکتہ بھی قابل توجہ ہے کہ بندوں میں سے صرف حضور اکرمﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس عزت سے نوازا کہ جو کوئی رسول اللہﷺ کی پیروی کرے گا، اللہ اس سے محبت کرے گا اور رسول اللہﷺ نے یہ مرتبہ اپنے اصحاب کو دیا کہ اس کی پیروی رسول اللہﷺ کی خوشنودی کا باعث ہے جس کا مطلب اللہ کی خوش نودی اور رضا ہے۔

یوں تو صحابہ کرامؓ سب کے سب اللہ کے محبوب ترین بندے ہیں لیکن ان میں بعض کا یہ مرتبہ بھی ہے کہ ان کے ایثار سے اللہ تعالیٰ اتنا خوش تھا کہ ان کا ذکر قرآن حکیم میں بھی فرمایا گیا۔ چنانچہ جب مدینہ کے انصارؓ نے مہاجرین کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور ان کے لئے بے مثال قربانیاں پیش کیں تو اللہ تعالیٰ ان سے بہت خوش ہوا۔ چناں چہ جب بنی النضیر کی زمین دو انصاریوں کے سوا مہاجرین میں تقسیم کردی گئی تو انصار نے ہنسی خوشی اس فیصلے کو تسلیم کیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ ایثار بے حد پسند آیا اور سورۂ حشر میں خاص طور پر اس کی مدح وستائش کی گئی۔ تعلیمات اسلامیہ میں ایثار اور قربانی کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ عدل واحسان کو بلند مقام حاصل ہے۔ انسان سے محبت اور اس کا احترام بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ انصار اور مہاجرین کے مابین یہ تمام رشتے استوار تھے اور ان میں باہمی یگانگت اور محبت انسانیت کے لئے ایسا سبق اور درس ہے کہ جسے دوام اور ہمیشگی حاصل ہے۔

ایک دفعہ ایک بھوکا آدمی رسول اللہﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپﷺ نے فرمایا: جو شخص آج کی رات اس کو اپنا مہمان بنائے گا' اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا۔ میزبانی کی سعادت ایک انصاری صحابیؓ کے حصے میں آئی۔ وہ اس کو اپنے گھر لے گئے۔ بیوی سے پوچھا کہ گھر میں کچھ ہے؟ بولیں صرف بچوں کا کھانا ہے۔ بولے' بچوں کو سلا دو اور چراغ بجھا دو۔ ہم دونوں رات بھوکے رہیں گے اور مہمان پر ظاہر کریں گے کہ کھا رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ صبح کو رسول اللہﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپﷺ نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے اس حسن سلوک سے بہت خوش ہوا۔'' اس سلسلے میں قرآن حکیم کی آیت نازل ہوئی: ''یہ حضرات خود فاقے کرتے ہوں تب بھی ایثار پر آمادہ رہتے ہیں۔'' (سورۃ الحشر: 9)

غرض اللہ کے محبوب بندے وہی ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی بغیر کسی پس وپیش کے اطاعت کرتے ہیں اور رسول اللہﷺ کے ہر فیصلے کو اس طرح تسلیم کرتے ہیں کہ دل میں ذرا بھی انقباض نہیں ہوتا۔ ان کے لئے محض یہ بات کافی ہے کہ رسول اللہﷺ نے ایسا فرمایا۔ یا فلاں معاملے میں رسول اللہﷺ نے اس طرح عمل کیا۔ یہ اتباع سنت ہے اور اہل اسلام کے لئے اس کا بلند واہم مقام ہے۔ اس کے بغیر ایمان کامل نہیں

ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: ''آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو ہماری اطاعت کرو' اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور اللہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم والا ہے۔'' (آل عمران: 31)

اس واضح حکم سے یہ بات صاف ہو گئی کہ اللہ کے نیک اور محبوب بندے صرف وہی ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت اور پیروی کرتے ہیں۔ اس لئے جو لوگ اللہ کے محبوب بندے کے زمرے میں شامل ہونا چاہتے ہیں انہیں چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کا گہری نظر سے مطالعہ کریں اور اس پر زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اپنی عبادت، اپنے اخلاق، اپنے مزاج، اپنے طور طریقے، ابنائے جنس کے ساتھ ہمدردی اور محبت سب کو رسول اللہ ﷺ کے نمونے پر پورا اتارنے کی کوشش کریں۔ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر جتنا زیادہ عمل کرے گا وہ اتنا ہی زیادہ اللہ کا محبوب بندہ ہوگا۔

اس کرۂ ارض پر مختلف اور متعدد اقوام و ملل آباد ہیں۔ ان کے اپنے اپنے معتقدات ہیں اور مذاہب ہیں۔ ان کی پہچان اور شناخت ان کے فکر و عمل سے ہوتی ہے اور ان کا طرز زندگی اور انداز بود و باش ان کے اعتقاد و مذہب کا عکاس ہوتا ہے اور وہی ان کا تشخص ہوتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ ایک مسلمان کا اپنا ملی تشخص کیا ہے؟ ایک مسلمان کی پہچان کیا ہے؟ اس سوال پر جس قدر بھی غور کریں' اس کا جواب بس ایک ہی ہے وہ یہ کہ مسلمان کا تشخص اور اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو خالق کائنات تسلیم کرتا ہے اور اس کا یہ ایمان ہے کہ اس کرۂ ارض کی ہر شے کا مالک فقط اللہ تعالیٰ ہے' اور انسان بس اس کا امین ہے۔ مسلمان کا ایمان یہ ہے کہ وہ محمد رسول ﷺ کو اللہ کا رسول تسلیم کرتا ہے اور ہر کام میں زندگی بھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے۔ **اطیعو اللہ و اطیعو الرسول** اس کا وطیرہ اور حاصل زندگی ہوتا ہے۔

ایسا انسان کہ جو قرآن کی تعلیمات کو تسلیم کرتا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کی حیات طیبہ اور سنت رسول ﷺ کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے وہ بلاشک و شبہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہے اور ایسا انسان فکر و عمل کے لحاظ سے طرز زندگی کے اعتبار سے اپنے مسلک و سلوک کی وجہ سے ہمیشہ سربلند رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے نیک اعمال کی وجہ سے اسے سرفرازی عطا فرماتا ہے۔ سچا اور صادق مسلمان ہمیشہ سرخ رو رہتا ہے۔ دین فطرت ہونے کی وجہ سے اسلام نے اپنی برتری کو ساری دنیا سے تسلیم کرا لیا ہے۔ قرآن حکیم نے واشگاف الفاظ میں کہہ دیا ہے: ''اللہ کے ہاں جو طریقہ زندگی مقبول ہے وہ تو فقط اسلام ہے۔'' (آل عمران: 19)

آپ کے تعاون کے بغیر سماج میں غلط رسم و رواج کے
خاتمے کے لیے جماعت کی کوششیں
کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتیں

بانٹوا انجمن حمایت اسلام کے اعزازی جنرل سیکریٹری اور بانٹوا میمن جماعت کے سابقہ آفس سیکریٹری

ممتاز پرجوش ہمہ جہت سماجی شخصیت

Mr. Abdul Aziz Edhi

عبدالعزیز عثمان ایدھی

کی غم انگیز رحلت

بانٹوا انجمن حمایت اسلام کے اعزازی جنرل سیکریٹری اور بانٹوا میمن جماعت کے سابقہ آفس سیکریٹری ممتاز پرجوش ہمہ جہت شخصیت، گجراتی زبان وادب کے معروف قلمکار بروز اتوار ۱۵ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ 7 جون 2020ء دوپہر 12 بجے حرکت قلب بند ہونے کے باعث 86 سال کی عمر میں دارالفانی سے کوچ فرماگئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ بعد نماز عصر فیضان عرفان (نزد نشتر پارک) اور تدفین میوہ شاہ قبرستان میں عمل میں آئی۔ مرحوم کا سوئم و قرآن خوانی اور فاتحہ سوئم بروز پیر 8 جون 2020ء فیضان عرفان میں مغرب تا عشاء منعقد ہوئی۔ نماز جنازہ اور تجہیز و تکفین اور قرآن خوانی (سوئم) میں بانٹوا میمن جماعت، بانٹوا انجمن حمایت اسلام اور آل پاکستان میمن فیڈریشن، بانٹوا میمن راحت کمیٹی کے عہدیداران، مجلس عاملہ کے اراکین، سماجی کارکنان، دوست احباب کی بڑی تعداد میں شرکت کی۔

بانٹوا میمن جماعت ۔ قرارداد تعزیت

اعزازی جنرل سیکریٹری بانٹوا انجمن حمایت اسلام عبدالعزیز عثمان ایدھی مرحوم کی غم انگیز رحلت پر بانٹوا میمن جماعت کے موجودہ عہدیداران، مجلس عاملہ کے اراکین اور سب کمیٹیوں کے کنوینر صاحبان نے مرحوم کے اہل خانہ اور دیگر لواحقین سے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ مرحوم کی مغفرت کرکے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اہل خانہ اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے (آمین)

رب زدنی علما

علم کے چراغ جلاکر
جہالت کے اندھیرے دور کیجئے۔
اپنا، اپنی برادری اور اپنے ملک کا
مستقبل روشن بنائیے۔

اُن کی باتوں میں گلوں کی خوشبو

☆ جس کو مسلمان کا غم نہیں، وہ میری امت سے نہیں ہے۔
(حضور اکرم ﷺ)

☆ زندگی سادہ ہونی چاہیے ورنہ قیامت کے دن حساب میں پریشانی ہوگی۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

☆ لوگوں سے ملو تو اخلاق کی بنا پر اور کٹو تو اعمال کی وجہ سے۔
(حضرت عمر فاروقؓ)

☆ حاجت مند غرباء کا تمہارے پاس آنا اللہ پاک کا انعام ہے۔
(حضرت عثمان غنیؓ)

☆ کوشش کرو کہ تم دنیا میں رہو، دنیا تم میں نہ رہے، کیونکہ کشتی جب تک پانی میں رہتی ہے خوب تیرتی ہے لیکن جب پانی کشتی میں آجاتا ہے تو وہ ڈوب جاتی ہے۔ (حضرت علیؓ)

☆ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کروگے تو موت سے خوفزدہ ہونے کے بجائے اس کا خیر مقدم کروگے۔ (حضرت امام حسنؓ)

☆ اعلیٰ درجے کا معاف کرنے والا وہ ہے جو انتقام پر قدرت رکھتے ہوئے عفو و درگزر سے کام لے۔ (حضرت امام حسینؓ)

☆ دوست وہ ہے جو دوست کا ہاتھ اس کی پریشانی اور تنگی میں پکڑتا ہے۔ (شیخ سعدیؒ)

☆ کسی سے نیکی کرتے وقت بدلے کی توقع مت رکھو کیوں کہ اچھائی کا بدلہ انسان نہیں صرف اللہ دیتا ہے۔ (حضرت جنید بغدادیؒ)

☆ محبت کی تاثیر عادتوں کو بدل دیتی ہے۔ (حضرت داتا گنج بخشؒ)

☆ جو آخرت کو دنیا سے بہتر جانے وہ ایمان والا ہے۔ (امام غزالیؒ)

☆ جدوجہد نہ کرنا محتاجی کا باعث ہوتا ہے اور محتاجی دین کو تنگ، عقل کو ضعیف اور مروت کو زائل کر دیتی ہے۔ (حکیم لقمان)

☆ ہر روز آئینہ دیکھا کرو اگر صورت بری ہو تو برا فعل نہ کرو اور اگر صورت اچھی ہے تو برا کام کر کے اس کی خوبصورتی کو تباہ نہ کرو۔
(سقراط)

☆ بات کو دیر تک سوچو، پھر منہ سے نکالو اور اس کے بعد اس پر عمل کرو۔ (افلاطون)

☆ حقیقی حسن کا سرچشمہ دل ہے اگر یہ سیاہ ہو تو چمکتی آنکھیں کچھ کام نہیں دیتیں۔ (بوعلی سینا)

☆ جب انسان کسی کے ساتھ کسی طرح کی نیکی نہ کر سکے تو اس کی برائیوں ہی سے اسے مطلع کرتا رہے۔ (بقراط)

☆ جھوٹ سے سچ کا بھی اعتبار جاتا رہتا ہے۔ (بطلیموس)

☆ زندگی کسی دوسرے سے ادھار نہیں لی جاتی اسے خود ہی اپنے اندر روشن کرنے کی ضرورت ہے۔ (علامہ اقبال)

☆ آدمی کی عقل کی دلیل اس کا قول ہے اور قول کی دلیل اس کا فعل ہے۔ (جالینوس)

☆ تجسس ذہین لوگوں کی ایک مستقل خوبی ہے۔ (سموئیل جانسن)

☆ دکھ کو تم جتنا خوفناک سمجھتے ہو وہ اتنے خوفناک نہیں۔ (برنارڈ شا)

☆ دنیا میں سب سے بہتر خیال یہ ہے کہ میں آج کون سی نیکی کر سکتا ہوں۔ (بنجمن فرینکلن)

☆ ہر عمدہ اور اچھا کام ابتدا میں ناممکن ہی نظر آتا ہے۔ (کارلائل)

کورونا وائرس کا مقابلہ قومی عزم اور ہمت سے ممکن ہے

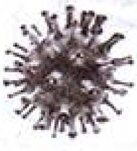

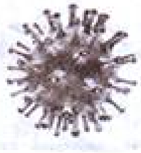

نوول کورونا وائرس

خود کو اور دوسروں کو بچانے کے لئے چند تدابیر

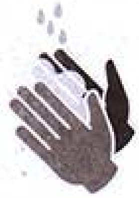

☆ بخار، کھانسی اور سانس لینے میں دشواری کی صورت میں ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

☆ کھانسنے یا چھینکنے کے دوران ناک منہ کو ٹشو یا کسی کپڑے سے ڈھانپ کر رکھیں۔

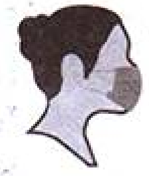

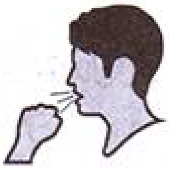

☆ استعمال کے بعد ٹشو کو مناسب طریقے سے ضائع کریں۔

☆ ہاتھوں کی صفائی کا خیال رکھیں۔

☆ اگر کسی کو نزلہ، زکام ہے تو دوسرے لوگوں سے کم از کم ایک میٹر کے فاصلے پر رہیں۔

STAY AT HOME
SAVE YOUR LIFE

☆ گندے ہاتھوں سے آنکھ، ناک یا منہ کو مت چھوئیں۔

☆ اپنی حفاظت کے لئے فیس ماسک استعمال کیا جا سکتا ہے۔

☆ صحیح طریقے سے پکے ہوئے انڈے، مرغی، مچھلی، گوشت سے بیماری پھیلنے کا خدشہ نہیں ہے۔

لہذا ملک کے ہر شہری اور برادری کو عدم سنجیدگی اور لاپروائی کو قطعی ترک کر کے بلا تاخیر تمام احتیاطی تدابیر کو قومی فریضہ سمجھتے ہوئے پورے اہتمام سے اختیار اور عمل کرنا چاہیے۔

اگر ہم سب عمل نہیں کریں گے تو قومی یکجہتی کی حقیقی اور پائیدار فضا کا فروغ پانا محال ہوگا۔ اس موذی مرض سے بچنا مشکل ہوگا۔

آیئے ہم اس کورونا وائرس کے خاتمے کے لئے اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کریں۔

کامیاب انٹر پرینیور

کامیاب انٹر پرینیور بننے کیلئے درکار صلاحیتیں

تحریر: جناب مصطفیٰ حنیف بالاگام والا، ایم بی اے۔ ایم فل فنانس۔ ایم اے اکنامکس

Mustafa Balagam Wala

انٹر پرینیور شپ کو کسی بھی قوم کا بہترین اثاثہ کہا جا سکتا ہے، جس میں جاب اور ترقی کی کوئی خاص حد مقرر نہیں، تاہم محنت، لگن، سوچ اور جذبہ آپ کو کامیابی کی بلندیوں تک پہنچا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کے ترقی یافتہ ممالک انٹر پرینیور شپ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ تعلیمی ماہرین کی رائے کے مطابق پاکستان سے بے روزگاری کے خاتمے اور معاشی ترقی کی شرح بڑھانے کے لیے ضروری ہے کہ انٹر پرینیور شپ کے رجحان کو فروغ دیا جائے۔ لیکن اس سے قبل ضروری ہے کہ ہمارے طلبہ وطالبات میں وہ صلاحیتیں پیدا کی جائیں، جو ایک کامیاب انٹر پرینیور کے لیے بے حد ضروری ہیں۔ ان ضروری صلاحیتوں کے چند نکات درج ذیل ہیں۔

منی مینجمنٹ : اگر آپ ایک کامیاب انٹر پرینیور بننا چاہتے ہیں تو منی مینجمنٹ بے حد ضروری ہے۔ اگر آپ منی مینجمنٹ نہیں کر سکتے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کاروبار اچھے طریقے سے چلا پائیں۔ آپ کو علم ہونا چاہیے کہ ہر ماہ کتنا پیسہ آپ کے پاس آتا ہے اور کتنا خرچ ہوتا ہے (کہاں کہاں خرچ ہوتا ہے)۔ مقصد یہ کہ بجٹ، بچت اور اخراجات کا انتظام وانصراف ایک کامیاب انٹر پرینیور شپ کے لیے بے حد ضروری ہے۔

آمدنی بڑھانے کی صلاحیت : کامیاب انٹر پرینیور کے لیے پیسے کا انتظام وانصرام ہی نہیں بلکہ آمدنی میں اضافہ کرنے کی صلاحیت کو ہونا بھی بے حد ضروری ہے۔ آپ کو ان عوامل سے آگاہ ہونا چاہیے، جن کی بدولت دنیا بھر کے افراد نے کم سرمائے سے کاروبار کا آغاز کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس سرمائے میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

جذبہ : کاروباری ماہرین ایک کامیاب انٹر پرینیور کے لیے پیسے کو ثانوی حیثیت دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک جذبہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے جبکہ پیسہ، افرادی قوت، مہارت، تعلیم، وغیرہ بطور اوزار استعمال ہوتے ہیں اور ان کی اہمیت بنیادی نہیں ہے۔ لیکن اگر آپ کے اندر کامیابی کے

لیے درکار جذبہ موجود نہیں تو سرمایہ، تعلیم، مہارت اور افرادی قوت ہونے کے باوجود آپ کامیاب نہیں ہو سکتے۔

اسٹریس مینجمنٹ : اسٹریس ایک فطری عمل ہے، جس سے کوئی بھی شخص بچ نہیں پاتا لیکن اصل کامیابی اسٹریس مینجمنٹ ہے۔ جو افراد اسٹریس کو مینج کرنا جانتے ہیں وہ ایک کامیاب انٹر پرینیور شپ کی صلاحیت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ ماہرین کی رائے کے مطابق اکثر کاروبار اسٹریس کی وجہ سے تباہ ہوتے ہیں۔ اس لیے ایک کامیاب کاروبار کے لیے آپ کاروبار میں آنے والے اتار چڑھاؤ اور نفع ونقصان سے متعلق بہتر حکمت عملی سے آگاہ ہوں۔

پیداواری صلاحیت میں اضافہ : پیداواری صلاحیت میں اضافہ ایک وسیع مضمون ہے کیونکہ پیداواری صلاحیت میں اضافہ کے لیے کوئی خاص حد یا طریقہ مخصوص نہیں، جس پر عمل کر کے پیداوار بڑھائی جاسکے لیکن ایک کامیاب کاروباری شخص یہ جانتا ہے کہ اسے اپنی پیداوار کیسے بڑھانی ہے۔

مستقل مزاج ہونا : ایک کامیاب انٹر پرینیور کے لیے مستقل مزاج ہونا بھی بے حد ضروری ہے کیونکہ کاروباری صلاحیتوں کو پروان چڑھانے اور کامیابی حاصل کرنے کے لیے کسی بھی شخص کا مستقل مزاج ہونا دوسرا کلیہ ہے، جو کسی بھی کام میں جنون تک لگاؤ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں معاون ہوتا ہے۔

تبدیلی قبول کرنے کی صلاحیت : اگر آپ ایک کامیاب انٹر پرینیور بننا چاہتے ہیں تو آپ کو ہر وقت تبدیلی کے لیے تیار رہنا ہوگا۔ تبدیلی قبول کرنا کسی بھی فرد کے لیے مشکل ترین کام ہوتا ہے، مگر آج کی دنیا جو بہت تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے اور ٹیکنالوجی ہر جگہ چھا گئی ہے، وہاں تبدیلیوں سے ڈرنے یا ان سے بچنے کی بجائے قبول کرنا ہی کامیابی کی سیڑھی کے لیے ضروری عنصر ہے۔ یہ وہ صلاحیت ہے، جو ہر قدم پر حائل رکاوٹوں کو عبور کرنے میں آپ کے لیے زادِ سفر ہوتی ہے۔

ناکامی کو کامیابی میں بدلنے کی صلاحیت : یہ ناممکن ہے کہ کوئی بھی کاروبار صرف کامیابی ہی سمیٹے۔ کامیابی اور ناکامی کسی بھی کاروبار کا خاصہ ہیں لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اس نقصان یا ناکامی کو بطور انٹر پرینیور آپ نے کس طرح لیا۔ ایک کامیاب انسان کی داستان اٹھالیں آپ کو ہر کامیابی کے پیچھے ناکامی کی بھی ایک داستان پوشیدہ نظر آئے گی، اس لیے ناکامیوں سے گھبرانے کے بجائے ان سے لڑنا سیکھیں۔ اسی نکتے سے متعلق دوسری اہم بات یہ کہ اپنی ناکامیوں کا اعتراف کرنا سیکھیں، ’’میں صحیح اور ٹھیک‘‘ کی رٹ سے باہر آجائیں۔ حقیقی کامیاب رہنما اور افراد کو کیریئر سمیت زندگی میں اونچ نیچ کا سامنا ہوتا ہے مگر وہ ہمیشہ اپنی ناکامیوں کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔ ان کی یہ عادت نہیں ہوتی کہ اپنی ناکامیوں کا ملبہ دوسروں پر ڈال دیں۔

میرے حقوق کیا ہیں

☆ میں اڑ نہیں سکتا کیونکہ ہوا بے حد آلودہ ہے۔

☆ میں تیر نہیں سکتا کیونکہ پانی بے حد آلودہ ہے۔

☆ میں کیا کرسکتا ہوں؟ میرا کوئی مستقبل ہے؟

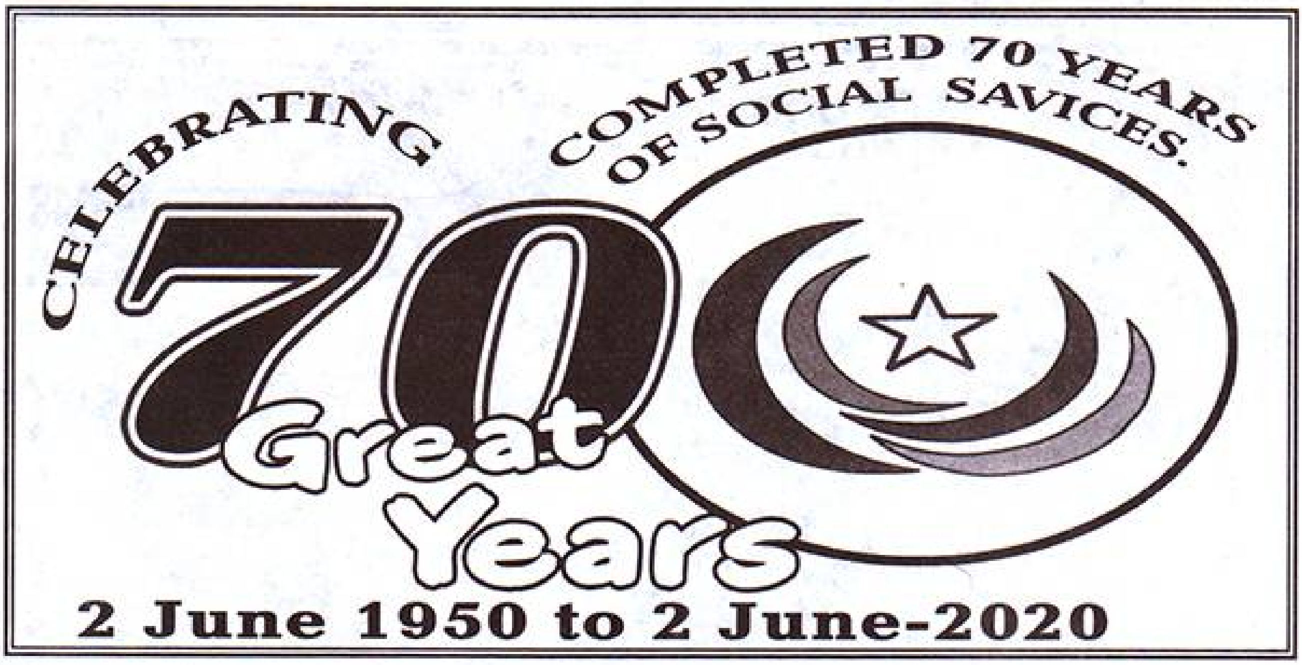
CELEBRATING
COMPLETED 70 YEARS OF SOCIAL SAVICES.
70
Great
Years
2 June 1950 to 2 June-2020

بانٹوا میمن برادری کے ذہنی وفکری ارتقاء اور
ترقی اور خوشحالی کا طویل خدمتی سفر

2 جون 2020ء کو 70 واں یوم تاسیس

جمۃ المبارک 2 جون 1950ء جب بانٹوا میمن جماعت کراچی کا قیام عمل میں آیا

موجودہ قیادت سماجی، فلاحی، اصلاحی اور معاشی مسائل حل کرنے میں مصروف عمل

تحقیق و تحریر : کھتری عصمت علی پٹیل

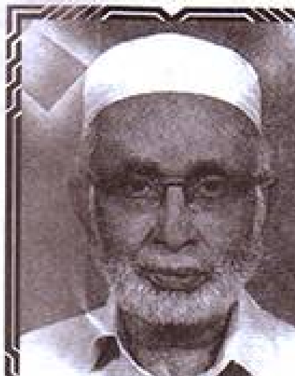

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی ایک ایسی خدمتی جماعت ہے جس نے سروسز فراہم کرنے اور عوام الناس کی خدمت میں نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔ جن کا برادری میں کوئی ثانی نہیں ملتا۔ اس جماعت کو شروع سے ہی نیک دل، پر خلوص، لگن والے، دین دار اور صاحب دل اور مخیر حضرات کا تعاون ملا۔ انہی حضرات نے اپنے دلی جذبے کے تحت 2 جون 1950ء کو بے لوث اور مخلصانہ خدمات انجام دینے والی بانٹوا میمن جماعت کو قائم کر کے ایک ایسا کارنامہ انجام دے ڈالا جس پر آنے والی تاریخ، آنے والی نسلیں اور پوری بانٹوا میمن قوم ناز کرتی رہے گی۔

BANTVA MEMON JAMAT
بانٹوا میمن جماعت

بانٹوا میمن جماعت خانہ حاجی آدم میموریل ہال اور حور بائی حاجیانی گرلز اسکول کی عمارت کے سنگِ بنیاد کی تختی کی نقاب کشائی مورخہ 7 دسمبر 1963ء کو کمشنر کراچی جناب روئداد خان اپنے دستِ مبارک سے کرتے ہوئے۔ ساتھ کھڑے ہوئے سیٹھ حاجی صدیق حاجی آدم، سیٹھ احمد داؤد اور بانٹوا میمن برادری کے دیگر معززین۔

قوم کے بزرگوں، دوستوں اور ہمدردوں نے قوم کو ایک ایسا سائبان اس تاریخی دن فراہم کیا تھا جس کی چھت تلے پوری قوم اور پوری برادری ہر طرح کے دکھ اور تکلیف سے محفوظ ہو گئی تھی۔ اس چھت، اس سائبان اور اس پلیٹ فارم نے ہر سطح پر برادری کی خدمت کی اور کچھ اس انداز سے کی کہ اس خدمت کی خوشبو ہر طرف پھیل گئی اور دوسرے لوگ، دوسری جماعتیں اور دوسری برادریاں بھی اس کی تقلید کرنے پر مجبور ہو گئیں۔

مگر خود بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی اس کے عوض کیا چاہا، کیا مانگا، کیا خواہش کی؟ شاید کچھ بھی نہیں۔ 2 جون کی تاریخ کسے یاد ہے؟ کسی کو بھی نہیں۔ چونکہ بانٹوا میمن برادری میں یوم تاسیس منانے کا نہ تو کوئی رواج ہے اور نہ طریقہ اس لیے کسی کو بھی یہ یاد نہیں ہے کہ خدمت خلق کے کاموں میں شب و روز مصروف رہنے والی یہ جماعت جس نے دوسری برادریوں کو فلاحی خدمات انجام دینے کا شعور دیا، انہیں بتایا کہ دکھی انسانیت کی خدمت کس طرح کی جاتی ہے مگر یہ سچ ہے کہ یہ دن اور یہ تاریخ اور یہ سن یعنی 2 جون 1950ء بانٹوا میمن برادری کے اہل دل حضرات، اس کے بزرگوں اور بڑوں کو بہت اچھی طرح یاد ہے جب ایک ایسے گھنے درخت کے لیے بیج ڈالا گیا جس کی چھاؤں تلے برادری کے ضرورت مند بے شمار افراد کو پناہ لینی تھی۔ انہیں ایک ایسا سائبان ملا تھا جس کے نیچے پناہ لینے کی سب کو بلا امتیاز جماعت تھی اور جس نے خدمت انسانیت کے اعلیٰ معیار قائم کیے۔

یہ تاریخ یہ مہینہ آج بھی حسب معمول آتا ہے اور خاموشی سے چلا جاتا ہے۔ نئی نسل کو تو بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کی تاریخ کا کوئی علم ہی نہیں ہے جبکہ انہیں اپنی اس محبت کرنے والی اور سرپرست جماعت کی خدمات کے بارے میں پوری معلومات حاصل ہونی چاہیے۔

واضح رہے کہ بانٹوا کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے 70 سال پہلے جب بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی میں قائم کی گئی تھی تو اس وقت برادری کے بڑوں اور بزرگوں نے جناب سیٹھ حسین قاسم دادا کو مکمل اتفاق رائے کے ساتھ اس کا پہلا صدر مقرر کیا تھا۔ اس وقت بے مثال اتفاق رائے ہم آہنگی اور یکجہتی دیکھنے میں آئی تھی۔ سب نے جس طرح ایک زبان ہو کر آپس میں ہم خیالی کا مظاہرہ کیا تھا، اس کے لیے آج لوگ ترستے ہیں کہ کاش ویسے ہی مناظر آج پھر نظر آ جائیں۔ یہ وہ تاریخی موقع تھا جب جناب حاجی عمر حاجی حبیب اس جماعت (بانٹوا میمن جماعت رجسٹرڈ کراچی) کے پہلے اعزازی جنرل سیکریٹری بنائے گئے تھے اور یہ کام بھی تمام بزرگوں اور بڑوں کے اتفاق رائے سے کیا گیا تھا۔

آخر اس جماعت کے قیام کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس سوال کا ایک سادہ اور سیدھا سا جواب یہ ہے کہ بھارت کی ریاست کاٹھیاواڑ کی دھن نگری شہر بانٹوا کے مسلمان جب وہاں فسادات کے بعد پاکستان ہجرت پر مجبور ہوئے تو وہ بہت دکھی تھے۔ انہیں اپنے وطن اور اپنی زمین سے بچھڑنے کا دکھ تھا کیونکہ جو لطف و مسرت انہیں وہاں حاصل تھا وہ یہاں شروع میں محسوس نہیں ہوا اس لیے ان سب نے مل کر یہاں بانٹوا جیسا ماحول پیدا کرنے کے لیے اپنے آپ کو منظم کیا اور پھر بانٹوا میمن جماعت کے قیام کے لیے غور و فکر کیا۔ اس طرح ایک ایسی جماعت کی داغ بیل ڈالنے کی راہ ہموار ہوئی جو انہیں ایک نئے وطن میں اجتماعیت فراہم کر سکتی تھی۔

جناب حاجی عمر حاجی حبیب، جناب محمد عبداللہ کریم ڈنڈیا، جناب سلیمان ابراہیم پولانی، جناب حاجی سلیمان حاجی ابراہیم بھورا، جناب جان محمد داؤد ایل ایل بی، جناب حاجی یوسف حاجی ابراہیم ڈونگر گڈھ والا، جناب حاجی رحمت اللہ عبدالغنی جانگڑا اور رحمت اللہ قاسم ناکراوالا کی اجتماعی کوششوں سے 2 جون 1950ء کو بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی قائم کر دی گئی۔ اس سے پہلے اس کے لیے آئین تیار کیا گیا جس کے

لیے برادری کے سبھی سرکردہ حضرات نے آپس میں صلاح مشورہ کیا تھا اور سماجی خدمات کی فوری فراہمی کے لیے آئین کا مسودہ تیار کرلیا گیا تھا۔ یہ آئین 21 مئی 1950ء کو عملی شکل میں آگیا تھا۔

جب یہ آئین تیار ہوا تھا اس وقت بانٹوا میمن برادری کے گھروں کی تعداد کا اندازہ کم و بیش 4000 گھروں کا لگایا گیا تھا اور برادری کے لوگوں کی مجموعی تعداد کا اندازہ لگ بھگ 20,000 لگایا گیا تھا۔ اس آئین کی رو سے ووٹ دینے کی عمر کی حد 21 سال تھی۔ گویا 21 سال یا اس سے زیادہ عمر کے افراد ووٹ دینے کے اہل قرار پائے تھے۔ دوسری طرف اسی آئین نے یہ سہولت بھی فراہم کی تھی کہ بانٹوا میمن برادری کا ہر وہ فرد جس کی عمر 25 سال یا اس سے زیادہ ہے وہ اس جماعت کی مینجنگ کمیٹی کا ممبر بن سکتا ہے۔

اس آئین کے تحت انتخابات کا ایک باقاعدہ سسٹم بھی تیار کیا گیا تھا جس کے تحت مینجنگ کمیٹی کے ممبرز کی تعداد 50 رکھی گئی۔ الیکشن کا سسٹم یہ تھا کہ پہلے جنرل باڈی اجلاس میں 7 صدور (Presidents) کا الیکشن ہوتا ہے اور پھر ان 7 صدور کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ 43 ممبرز منتخب کریں۔ پھر 43 ممبرز کی کمیٹی جنرل سیکریٹری اور جوائنٹ سیکریٹری کو منتخب کرتی ہے۔

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی واقعی ایک ایسا ادارہ ہے جو دل سے اپنی برادری کے مستحقین کو سپورٹ کرتا ہے کیونکہ وہ یہ کام اس طرح کرتا ہے کہ مالی امداد لینے والے کسی بھی فرد (خواتین و حضرات) کی عزت نفس مجروح نہیں ہوتی۔ یہ ایک ایسا انوکھا سسٹم ہے جس کی زندگی کے ہر شعبے میں تعریف ہوتی ہے اور لوگ اس سسٹم کو دل سے پسند کرتے ہیں کیونکہ اکثر جماعتیں اور ادارے اس سسٹم کی تقلید کرتے ہوئے اسے دل و جان سے اپنا رہے ہیں۔ ظاہر ہے یہ سسٹم ہی اچھا ہے جبھی تو ہر سطح پر اسے پسند کیا جا رہا ہے۔

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی بڑے طریقے اور سلیقے سے ہزاروں بلکہ لاکھوں روپے کی مالی سپورٹ غریبوں اور مستحقین میں تقسیم کررہی ہے اور اس کام کو اس قدر خاموشی سے کررہی ہے کہ لینے والوں کو کوئی شرمندگی نہیں ہوتی۔ اس کی سیدھی سی وجہ یہ ہے کہ یہ جماعت اپنے اس فلاحی کام کی کوئی تشہیر یا پبلسٹی نہیں کرتی۔ اس جماعت نے عورت اور مرد دونوں کی معاونت کی ہے۔ ان کے مسائل کو سمجھا ہے۔ ان کے مزاج کا اندازہ لگایا ہے اور پھر ان کی اس طرح سپورٹ کی ہے کہ وہ لوگ خوش اور مطمئن ہوگئے۔ اسی طرح تعلیمی اسکالرشپ اور ہائر ایجوکیشن حاصل کرنے کے طالب علموں کے لئے جماعت کی خاموش اور پرداداری میں سپورٹ قابل تحسین اقدام ہے۔

اس جماعت نے محنتی، ایماندار مگر سرمائے سے محروم نوجوانوں کو کاروبار کرنے کے لیے سپورٹ فراہم کی۔ اس جماعت نے سفید پوش اور سلجھی ہوئی مگر پیسے سے محروم خواتین کے لیے ایسے انتظامات کیے کہ وہ باعزت طریقے سے روزی حاصل کرسکیں۔ کہیں ہمارے لوگ گھروں سے محروم ہیں تو کہیں زندگی کی بنیادی ضروریات سے مگر ان کی اپنی سرپرست جماعت نے ان تمام مشکلات میں ان کی مدد کی اور انہیں سہولتیں فراہم کیں۔

بانٹوا میمن برادری کے بعض لوگ تو ایسے علاقوں میں آباد ہیں جہاں زندگی کی کوئی بھی بنیادی سہولت میسر نہیں ہے۔ کہیں گٹر ابل رہے ہیں تو کہیں سڑکیں ٹوٹ پھوٹ گئی ہیں۔ کہیں گندگی کے ڈھیر ہیں تو کہیں پانی نہیں ہے اس موقع پر اس جماعت نے اپنے لوگوں کی دادرسی کرکے ان کے لیے آسانیاں فراہم کی ہیں۔ اسی طرح مکانات کی خریداری کے لیے بھی یہ قابل فخر ادارہ سہولت اور آسانی فراہم کررہا ہے۔ یہ ادارہ بے روزگاری کے خاتمے میں ڈائنامک کردار ادا کرکے برادری سے جہالت کو دور کرنے میں اہم کردار ادا کررہا ہے اور تعلیم کے اجالے کو گھر گھر پہنچانے

کے لیے بھی سرگرم ہے۔

جماعت کی سب سے زیادہ توجہ اپنی بہنوں (خواتین) پر ہے جو غربت کی چکی میں پس رہی ہیں۔ یہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لیے مسلسل سرگرمی سے کام کر رہی ہے۔ بانٹوا میمن جماعت کے تحت جنوری 1956ء سے ماہنامہ میمن سماج شائع کیا گیا۔ رفتہ رفتہ یہ رسالہ (گجراتی زبان) آگے کی جانب بڑھتا رہا۔ اس میں غلط رسم و رواج کا خاتمہ، میمن برادری کے شب و روز اور اصلاحی معاشرہ کے موضوع پر مضامین کی اشاعت شروع ہوئی۔ بانٹوا میمن برادری کی نئی نسل اردو جاننے کے سبب اور بانٹوا میمن جماعت کے مشن اور وژن کو بانٹوا میمن برادری کے گھرانوں میں پہنچانے کے لئے جنوری 1965ء میں جماعت کی مینجنگ کمیٹی کے فیصلے، ہدایت اور خواہش پر حصہ اردو کو شامل اشاعت کیا گیا۔

کراچی میں 2 جون 1950ء میں یعنی قیام پاکستان کے تین سال بعد بانٹوا میمن جماعت کا قیام عمل میں آیا تھا۔ اس موقع پر بانٹوا (انڈیا) کی طرز پر کراچی میں بھی بانٹوا میمن جماعت کا ایک جماعت خانہ تعمیر کرانے کا ارادہ ظاہر کیا گیا اور اس پر جلد از جلد عمل درآمد کے عزم کا اظہار کیا گیا۔ اس کے علاوہ جب بانٹوا میمن جماعت کا دستور (آئین) تیار ہوا تو اس میں بھی یہ ذکر کیا گیا کہ سماجی خدمات کے لیے ایک جماعت خانہ قائم کیا جائے گا۔

بانٹوا میمن جماعت خانہ کے قیام اور تعمیر کا مختصر احوال : ادھر 2 جون 1950ء میں بانٹوا میمن جماعت کراچی کی داغ بیل ڈالی گئی اور ادھر اس کی سماجی خدمات کا سلسلہ بڑی سرعت اور تیزی کے ساتھ شروع ہوا۔ یہ سلسلہ شروع ہوتے ہی جماعت خانے کے لیے زمین کے ایک پلاٹ کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی۔ چنانچہ اس کے لیے 1954ء میں ایک سب کمیٹی قائم کردی گئی۔ کمیٹی کے ارکان نے اس ضمن میں بہت سے پلاٹ دیکھے مگر انہیں کوئی جگہ پسند نہ آئی۔ آخر کار ان لوگوں کی نظر میں ایک ایسا پلاٹ آیا جو انہیں اچھا لگا۔ آج اسی پلاٹ پر بانٹوا میمن جماعت خانہ قائم ہے۔ یہ پلاٹ حاجی آدم میموریل ہال (راجہ مینشن کے قریب واقع ہے)۔ 2000 مربع گز پر مشتمل یہ پلاٹ پارسی صاحب کا تھا جن سے اس کا سودا ہوا اور اسے خرید لیا گیا۔ اس وقت اس پلاٹ پر کچھ پکے اور کچے رہائشی فلیٹس تھے جن میں لوگ بھی رہتے تھے۔ آخر اس پلاٹ کی ادائیگی بھی کردی گئی۔ جب قانونی دستاویزات تیار ہوگئیں تو بانٹوا میمن جماعت کراچی کی سب کمیٹی نے ساری توجہ پلاٹ خالی کرانے پر لگادی۔

1956ء کے آخر میں زمین کا قبضہ ملا اور جولائی تک اس پر قابض متعدد لوگوں سے اسے چھڑا لیا گیا۔ اس خالی جگہ پر ''بانٹوا میمن جماعت کنزیومر کوآپریٹیو سوسائٹی'' قائم کردی گئی جس کے پہلے سیکریٹری جناب عبدالستار مادھوپوروالا بنائے گئے۔ باقی خالی جگہ پر اسی سوسائٹی کے نام سے ایک اسٹور بھی بنا دیا گیا۔ جب تمام لوگوں نے زمین مکمل طور پر خالی کردی تو بھی فوری طور پر جماعت خانے کی تعمیر شروع نہ ہوسکی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جماعت کے پاس مناسب اور مطلوبہ فنڈ نہیں تھا اور دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ زکوٰۃ فنڈ سے جماعت خانے کی تعمیر نہیں کرائی تھی۔ دوسری جانب اتنی خطیر رقم کا عطیہ دینے والا کوئی ڈونر بھی نہیں مل پا رہا تھا۔ کافی محنت اور کوشش کے بعد آدم لمیٹڈ کے ڈائریکٹر سیٹھ حاجی صدیق آدم جانگڑا سامنے آئے۔ انہوں نے مجوزہ جماعت خانے کے ساتھ لڑکیوں کا ایک بڑا اسکول اپنی والدہ محترمہ کے نام پر ''حور بائی حاجیانی گرلز اسکول'' اور ایک میموریل ہال اپنے والد محترم کے نام پر ''حاجی آدم میموریل کمیونٹی ہال'' قائم کرنے کے لیے آمادگی ظاہر کی۔ یہ ہال ہی اصل میں بانٹوا میمن جماعت کا جماعت خانہ ہے۔ لہٰذا اس طرح فنڈز ملا اور جماعت خانے کی تعمیر ممکن ہوسکی۔

1961ء میں مجوزہ جماعت خانے کا نقشہ پاس ہوا اور اس کے اگلے ہی سال 1962ء میں بانٹوا میمن جماعت خانے کی تعمیر شروع ہوگئی۔ یہ تعمیر چل رہی تھی کہ 1964ء میں پاکستان کے قومی انتخابات شروع ہوگئے۔ جماعت خانے کی زمین پر جناب سیٹھ حاجی صدیق گاندھی نے اپنا انتخابی دفتر قائم کر دیا۔ وہ اس الیکشن میں ایک امیدوار کی حیثیت سے حصہ لے رہے تھے۔ آخر اسکول اور جماعت دونوں کا تعمیراتی کام مکمل ہوگیا۔ جب جماعت خانہ تیار ہوگیا تو 1967ء میں میسرز آدم لمیٹڈ نے اس کا باقاعدہ شاندار افتتاح کرایا۔ پھر اسکول کا گراؤنڈ فلور بھی 1972ء میں بانٹوا میمن جماعت کے حوالے کر دیا گیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب تمام اسکولوں کو حکومت پاکستان نے قومی ملکیت میں لے لیا تھا۔

1956ء میں جب جماعت کا ترجمان ماہنامہ میمن سماج شائع ہوا تو اس میں جماعت خانے کے حوالے سے ساری معلومات شامل کی گئیں۔ میمن سماج کے پانچ سال مکمل ہونے پر اس کے خصوصی پانچ سالہ (پنج سالہ) رسالے میں جماعت کے افتتاح کے حوالے سے تفصیلی رپورٹ بھی شامل اشاعت کی گئی۔ اس کے افتتاح کا احوال بھی دیا گیا اور تمام اہم تصاویر بھی رسالے میں شائع کی گئی تھیں۔ جیسا کہ ہم اوپر بھی ذکر کر چکے ہیں اس جماعت خانے کا نام ''حاجی آدم میموریل ہال'' رکھا گیا تھا اور لڑکیوں کے اسکول کا نام ''حاجیانی حور بائی گرلز اسکول'' رکھا گیا تھا۔ ان ناموں کی تختیاں آج بھی جماعت خانے کے گیٹ کے پاس نصب ہیں اور خود ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

اسی جماعت کے تحت گھریلو تنازعات کے سماجی فیصلے بھی کیے جاتے ہیں تاکہ لوگوں کے مسائل دور ہوں اور وہ کورٹ کچہری کے چکر لگانے سے بچ جائیں۔ اس ادارے نے اس سرزمین کو فراموش نہیں کیا جہاں سے چل کر اس کے لوگ یہاں یعنی پاکستان پہنچے تھے۔ اس ادارے کے تحت انڈیا میں قائم مختلف بانٹوا تعلیمی اداروں اور سماجی، اسلامی و رفاہی اداروں کی مدد بھی کی جا رہی ہے۔ اس امداد کی رقم لاکھوں میں ہے۔

میں نے بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کا مختصر احوال پیش کیا کہ کس طرح اس ادارے کے قیام کی ضرورت محسوس کی گئی اور کس طرح اس ادارے کے لیے آئین تیار کیا گیا پھر اسے عملی طور پر نافذ کرتے ہوئے کس انداز سے اس کی سرگرمیاں شروع کی گئی تھیں جو آج تک جاری ہیں۔ ہر چند کہ میرا تعلق میمن برادری سے نہیں لیکن بانٹوا میمن جماعت کے ترجمان رسالے ماہنامہ میمن سماج کے سب ایڈیٹر کی حیثیت سے اکتوبر 1983ء سے اب تک یعنی گزشتہ 37 سالوں سے وابستہ ہوں اس لئے کماحقہ وسیع تر آگاہی رکھتا ہوں۔ اس ادارے سے اپنی وابستگی پر ناز ہے۔ بلاشبہ اس کی گراں قدر خدمات کی گواہی آنے والا وقت اور بانٹوا میمن برادری کی تاریخ ضرور دے گی۔

پانی نعمت ہے... نعمت کی قدر کیجیے
پانی زندگی ہے... زندگی کو اہم جانیے
پانی ضائع نہ کیجیے
پانی کے حصول، حفاظت اور ذخائر کو اپنی قومی سوچ کا حصہ بنائیے

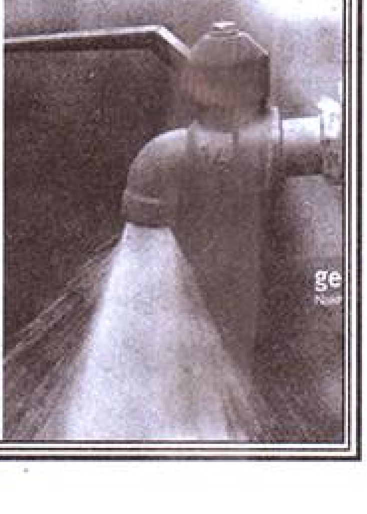

خاندانوں کو ٹوٹنے سے بچائیے

مناسب حکمت عملی آپ کے مستقبل کو محفوظ کرسکتی ہے

تحریر : پروفیسر ڈاکٹر سیما مناف PhD

Prof Dr. Seema Munaf

مضمون نگار کا تعارف: ڈاکٹر سیما مناف صاحبہ کراچی یونیورسٹی کے انسٹی ٹیوٹ آف کلینیکل سائیکالوجی میں پروفیسر بھی ہیں اور کلینیکل سائیکالوجسٹ بھی ہیں۔ آپ 1985ء سے اس شعبے سے وابستہ ہیں۔ آپ ہائر ایجوکیشن کمیشن آف پاکستان (HEC) کی منظور شدہ سپروائزر ہیں۔ متعدد قومی اور بین الاقوامی کانفرنسوں اور سیمینارز میں شرکت کرچکی ہیں اور اپنے تحقیقی مقالات پیش کرچکی ہیں۔ آپ کا تعلق بانٹوا میمن برادری سے ہے۔ برادری کو ڈاکٹر سیما مناف پر بے حد فخر ہے کہ وہ ایک PhD خاتون ہیں جنھوں نے انگریزی زبان میں ایک تحقیقی کتاب بھی تصنیف کی ہے جسے یونیورسٹی آف کراچی کے انسٹی ٹیوٹ آف کلینیکل سائیکالوجی نے بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے۔

مجھے بے حد خوشی اور اطمینان ہے کہ میں نے ایک کلینیکل سائیکالوجسٹ (ماہر نفسیات) کی حیثیت سے بے شمار نفسیاتی عوارض میں مبتلا افراد کے کامیابی کے ساتھ علاج کیے اور انہیں حتی الامکان عمدگی کے ساتھ Treat کیا۔ میں یہ بتادوں کہ ان حضرات کے نفسیاتی علاج کرتے ہوئے میرے علم اور مشاہدے میں بے شمار الجھنیں اور مسائل آئے۔ ان میں ایک اہم اور بنیادی مسئلہ شادی شدہ جوڑوں (Married Couples) کے درمیان ذہنی ہم آہنگی کا نہ ہونا تھا۔ بلاشبہ یہ ایک خاندانی مسئلہ تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ یہ پیچیدگی ان جوڑوں (میاں بیوی) کے درمیان Communication Gap کی وجہ سے تھیں یعنی ان کے رابطے کے درمیان ایک خلیج حائل تھی یا فاصلہ موجود تھا۔ کچھ جوڑوں کے درمیان آپسی اختلافات Mutual Conflicts تھے اور انہوں نے ان سے نجات حاصل کرنے کے لیے مجھ سے رجوع کیا تھا۔ ان میں سب سے بڑا مسئلہ شوہر اور بیوی کے درمیان باہمی اختلافات کا تھا۔ اس کے بعد بیوی کے اپنی سسرال کے ساتھ اختلافات کا مسئلہ تھا۔ اس کے علاوہ بچوں کے حوالے سے بھی میاں بیوی کے درمیان اختلافات جنم لے چکے تھے۔ یہ سبھی اختلافات ایسے تھے جنھوں نے آگے چل کر نفسیاتی مسائل کی شکل اختیار کرلی تھی۔

باہمی یا آپس کے اختلافات کا بنیادی سبب ایک دوسرے (میاں اور بیوی) کے نقطہ نظر یا موقف کو نہ سمجھنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہر بات پر، ہر نکتے پر اور ہر معاملے پر بحث شروع ہوتی ہے جو ایک تسلسل کے ساتھ جاری رہتی ہے اور یہ زبانی تکرار بڑھتے بڑھتے سنگین اختلافات اور لڑائی جھگڑوں تک جا پہنچتی ہے۔

میرے پاس بانٹوا میمن جماعت سے تعلق رکھنے والی خواتین (مریضائیں) بھی آئیں جنھوں نے اپنی جن مشکلات کا تذکرہ مجھ سے کیا تو میں نے انہیں سن اور سمجھ کر مختلف درجوں میں تقسیم کیا۔ یہ درجے میں آپ کے سامنے پیش کررہی ہیں۔

☆ **جہیز کا مسئلہ:** اس میں سب سے بڑا اعتراض لڑکی کے سسرال والوں کی طرف سے یہ کیا جاتا ہے کہ وہ جہیز نہیں لائی اور اگر لائی تو وہ بہت کم تھا یا کم معیار کا تھا۔

☆ **جہیز میں گھر کی فرمائش:** یہ بھی ایک اہم مسئلے کے روپ میں سامنے آیا۔ اس کے مطابق لڑکی کے سسرال والوں (لڑکے والوں) کا مطالبہ یہ تھا کہ ان کے لڑکے کو جہیز میں ایک آراستہ و پیراستہ Well Furnished گھر یا فلیٹ دیا جائے جو نہ دیئے جانے کی صورت میں مسائل پیدا ہوئے۔

☆ **نئی دلہن پر جبر وظلم:** میرے پاس آنے والی خواتین (مریضائیں) نے یہ شکایت بھی کہ ان کی سسرال والوں (ساس، سسر، نندوں وغیرہ) نے انہیں شروع سے ہی ذہنی اذیت و کرب میں مبتلا کر رکھا تھا۔ ان کا حکم تھا کہ سارا دن صرف ہمارے پاس، ہمارے سامنے بیٹھی رہو اور گھر کے تمام کام کاج کرو۔ اس دوران وہ نہ اپنے شوہر سے بات کرسکتی تھیں اور نہ اس سے کوئی دکھ شیئر کرسکتی تھیں۔ ہاں وہ اپنے شوہر کے ساتھ صرف رات کو اپنے کمرے میں جاسکتی تھیں۔ بعض گھروں میں لڑکی کے لیے الگ گھر کا انتظام تھا، مگر انہیں بھی یہ حکم تھا کہ دن میں ہمارے پاس آکر رہو اور صرف رات کو اپنے گھر جاؤ۔ اس طرح ان خواتین کو دو گھروں کا کام کاج کرنا پڑتا تھا۔ اپنے گھر کا اور اپنی سسرال کا۔ دونوں گھروں کی صفائی ستھرائی کرنی پڑتی تھی اور دو کچن سنبھالنے پڑتے تھے۔ چلیے جب تک وہ اکیلی تھیں تو انہوں نے یہ ذمہ داری سنبھالی، مگر بچوں کی پیدائش کے بعد اس روٹین میں انہیں مشکل پیش آئی تو اختلافات پیدا ہونے شروع ہوگئے جنھوں نے آگے جاکر سنگین صورت اختیار کرلی اور بعض حالات میں تو نوبت گھر ٹوٹنے کی آن پہنچی۔ بعض خواتین نے اپنے گھر کو بچانے کے لیے سسرال والوں کے اس جابرانہ حکم کو برداشت کیا اور نوکرانیوں کی طرح دو دو گھروں کی خدمت کی اور اس کے بدلے میں ذہنی کرب و اذیت کا سامنا کیا۔ یہ ایک ایسا مسئلہ تھا جس کے باعث بعض حالات میں طلاق کے واقعات پیش آئے۔ یہ کوئی معمولی مسائل نہیں ہیں بلکہ بہت اہم اور سنگین مسائل ہیں جنھیں ہرگز نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔ بانٹوا میمن جماعت کا فرض ہے کہ وہ معاشرے کی فلاح کے لیے کچھ اصول وضوابط تشکیل دے جن کی وجہ سے مذکورہ مسائل کا سدباب ہوسکے اور لڑکیاں شادی کے بعد اپنے گھروں میں خوشی اور اطمینان کے ساتھ رہ سکیں۔

جب بھی والدین اپنی بیٹی کی شادی کریں اور لڑکے والوں کے مطالبے Demand پر آراستہ و پیراستہ مکان دیں تو اس بات کا خیال رکھیں کہ انہوں نے یہ گھر اپنی بیٹی کی سہولت اور آسانی کے لیے دیا ہے نہ کہ اس کی پریشانیوں میں اضافے کے لیے لڑکی (شادی شدہ دلہن) اپنی سسرال ضرور جائے مگر اس معاملے کو لازمی شرط نہ بنایا جائے۔ یہ مکان اس لیے نہیں دیا گیا ہے کہ لڑکی صرف رات کو سونے وہاں آئے جیسے ہوٹل میں آئی ہو اور صبح چلی جائے۔ یہ حکم یا شرط بلاجواز ہے۔ اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ بلاشبہ مشترکہ خاندانی نظام ایک نعمت سے کم نہیں ہے، لیکن اسلام نے انفرادی خاندانی نظام کے ثمرات بھی واضح کیے ہیں۔ اسلام میں لڑکی اپنے گھر میں رہ کر ہی پردے کی پابندی کرسکتی ہے اور اس کے پرائیویسی بھی برقرار رہتی ہے۔ اسلام پردے کا حکم دیتا ہے جبکہ سسرال میں رہتے ہوئے لڑکی کے لیے دیور، جیٹھ، ساس، سسر، نندوں کی موجودگی میں پردے کی پابندی ممکن نہیں ہوتی۔

اسلام میں طلاق کو حلال چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ عمل قرار دیا گیا ہے جو جائز تو ہے مگر نہ اللہ کو پسند ہے اور نہ اس کے رسول ﷺ کو۔ مجبوری کی حالت میں طلاق ہے، مگر اسے مکروہ عمل قرار دیتے ہوئے اس سے حتی الامکان پرہیز کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اسلام کی تعلیمات بتاتی ہیں کہ میاں اور بیوی دونوں اس رشتے کو ہر ممکن حد تک نبھائیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ سمجھوتہ کریں۔ لیکن اگر معاملہ سلجھنے کے بجائے الجھتا چلا جائے اور نوبت سنگین لڑائی جھگڑے تک جا پہنچے، یہاں تک کہ زندگی بھی داؤ پر لگ جائے تو اس صورت میں یا تو شوہر اپنی بیوی کو طلاق دے دے یا پھر بیوی اپنے اسلامی، شرعی اور قانونی حق کو استعمال کرتے ہوئے اس سے خلع لے لے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اختلافات ختم ہوتے نظر نہ آ رہے ہوں تو دونوں طرف نفرتیں بڑھنے لگتی ہیں۔ ذہنی دباؤ، سخت رویے اور سخت مزاجی سے نفسیاتی مسائل جنم لینے لگتے ہیں۔

ماں باپ،، بہن بھائی سبھی کو اپنے بیٹے اور بھائی کی شادی کے بعد اس کے گھر ہمیشہ بسے رہنے کی دعا دینی چاہیے اور اس کے لیے کوشش بھی کرنی چاہیے۔ یہ لوگ اس نئے شادی شدہ جوڑے کا خیال رکھیں، اس کی رہنمائی کریں مگر ان کی شادی شدہ زندگی میں خواہ مخواہ اور بے جا مداخلت نہ کریں اور نہ ان کے درمیان پیدا ہونے والے کسی عارضی اختلاف کو ہوا دیں۔

میں ایک کلینیکل سائیکالوجسٹ کی حیثیت سے یہ بات کہہ رہی ہوں کہ اگر ہم عورت مرد کی تفریق کو ختم کر کے مسئلہ کو ایک نظر سے دیکھیں اور درج ذیل ہدایات پر عمل کیا جائے تو بعض انفرادی اور اجتماعی مسائل پیدا ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائیں گے یعنی ان کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔ یہ ہدایات درج ذیل ہیں:

☆ میاں بیوی دونوں ہی ایک دوسرے کی بات کو، ایک دوسرے کے موقف کو سنیں اور سمجھیں۔ آپس کی بات کو سننا اور برداشت کرنا بہت اہم چیز ہے۔ اس سے ان دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے پیار اور محبت پیدا ہوگی اور ان کی زندگی خوشگوار ہو جائے گی۔

☆ میاں بیوی دونوں کو ہی اپنے بچوں کی تعلیم کی فکر کرنی چاہیے، مگر اس ضمن میں باپ کا کردار زیادہ اہم ہے۔ وہ بچے کی تعلیمی کارکردگی کے حوالے سے پوری طرح باخبر رہے۔ اپنے بچوں کی پسند ناپسند کا علم ماں اور باپ دونوں کو ہونا چاہیے مگر باپ کو اکثر و بیشتر ان سے ان کی پسند کے بارے میں پوچھتے رہنا چاہیے۔ اس کے علاوہ ہلکے پھلکے موضوعات پر اپنے بچوں سے بات کرنا بھی باپ کے فرائض میں شامل ہے یعنی وہ بچوں کے لیے وقت نکالے اور ان کی بات توجہ سے سنے۔

☆ ماں اور باپ دونوں کو چاہیے کہ وہ بچوں کے ساتھ بیٹھ کر ٹی وی دیکھیں اور خاص طور باپ کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ ایسے پروگرام دیکھے جن میں بچوں کی کردار سازی کی عکاسی ہو اور ان کی اصلاح و تربیت کا کوئی پہلو نکلتا ہو۔ معلوماتی پروگراموں کے حوالے سے بچوں سے Discuss بھی کرنا چاہیے۔

☆ ماں باپ دونوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کے کھانے پینے، اسٹڈی کرنے اور سونے کے اوقات مقرر کریں اور ان پر عمل درآمد بھی کرائیں۔ اس سے ان کی جسمانی صحت بہتر ہوگی۔

☆ بچوں کو نماز کی پابندی کرائی جائے۔ اس کے علاوہ میاں بیوی آپسی رشتے اور تعلق کا ایسا نمونہ بچوں کے سامنے پیش کریں جسے وہ اپنی آنے والی زندگی کے لیے ایک رول ماڈل اور ایک عملی نمونہ بنالیں۔ جب والدین خود بھی نماز کی پابندی کریں گے اور اچھے کردار اور اعمال کا مظاہرہ کریں گے تو ان کے بچے بھی یہی سب سیکھیں گے۔ میاں بیوی اپنے بچوں کو باہمی محبت اور رواداری کا درس اپنی عملی زندگی سے دے سکتے ہیں۔

☆ مردوں کا فرض ہے کہ ان کے رویوں میں لچک ہو۔ ان کے اندر کی سختی اور سخت مزاجی گھروں کا سکون غارت کردیتی ہے۔ اگر مرد خود کو پرسکون رکھنا سیکھ لیں اور بیویوں کی باتوں، ان کے نقطہ نظر کو سمجھنا شروع کردیں تو اس میں ان کی توہین نہیں ہوگی بلکہ اس طرح وہ ایک طرف تو اپنی شریک حیات کو سکھ دے سکیں گے اور دوسرے بچوں کو بھی اطمینان بھری زندگی فراہم کرسکیں گے جو ان کے لیے ایک قیمتی اثاثہ ہوگی۔

☆ مفکرین کا کہنا ہے: If you are not a part of a solution.....then you are a part of a problem اس کا اردو ترجمہ یہ ہے: اگر آپ کسی مسئلے کے حل کا حصہ نہیں بنتے تو پھر آپ ایک مسئلے کا حصہ ضرور ہیں۔

اس سے مراد یہ ہے کہ اگر آپ چاہیں تو ہر مسئلہ کو حل کرسکتے ہیں کیونکہ دنیا کا کوئی بھی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو حل نہ ہوسکے۔ مگر اس کے لیے شرط یہ ہے کہ آپ خود اسے حل کرنے کے خواہش مند ہوں۔ دوسری بات یہ کہ اگر آپ خود کسی مسئلے کو سلجھانے کے اہل نہیں ہیں تو ہمت نہ ہاریں، کسی ماہر نفسیات سے رابطہ کریں۔ وہ آپ کی بات توجہ سے سن کر آپ کی رہنمائی کرے گا اور آپ کو وہ طریقہ بتائے گا جن پر عمل کرکے آپ بھی اپنے مسائل حل کرکے اپنی زندگی کو خوبصورت بنا سکتے ہیں۔

☆ ماں اور باپ دونوں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو رات کو دیر تک نہ تو ٹی وی دیکھنے دیں اور نہ ہی انٹرنیٹ پر بیٹھنے دیں، کیونکہ اس کی عادت پڑ جانا کوئی اچھی بات نہیں ہے البتہ ٹی وی اور انٹرنیٹ ایک حد میں استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس موقع پر ماں باپ پر لازم ہے کہ وہ خود بھی ٹی وی دیکھتے ہوئے ایسے چینلز کا انتخاب کریں جن پر ان کے کلچر اور ثقافت کے مطابق پروگرام آتے ہوں۔ انہیں دیکھ کر ان کے بچے بھی ایسا ہی کریں گے اور دوسروں کے کلچر سے دور رہ کر اپنے کلچر کے قریب ہو جائیں گے یہ بچوں کی نشوونما، ان کی صحت اور اچھی تعلیم کے لیے ضروری ہے۔

☆ والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو کھیلوں میں حصہ لینے کی ترغیب دیں۔ انہیں اسپورٹس Activities میں مصروف رکھنے سے ان کی جسمانی صحت بھی بہتر ہوگی اور ذہنی صحت بھی۔ کہتے ہیں صحت مند جسم میں ہی صحت مند دماغ ہوتا ہے۔

پانی قدرت کا انمول تحفہ

سوچیں پانی نہ ہو تو جینا محال ہو جائے

☆ جانور، پرندے، نباتات کچھ باقی نہ رہے
☆ کھیتیاں سوکھ جائیں کھلیاں اجڑ جائیں
☆ درخت پھل دینا اور پودے پھول مہکانا بند کردیں
☆ پانی زندگی ہے ☆ زندگی کو اہم جانیے
☆ اس عظیم نعمت کی قدر کیجیے ☆ پانی ضائع نہ کیجیے

پانی کے حصول، حفاظت اور ذخائر کو اپنی قومی سوچ کا حصہ بنایئے

پندرہ روزہ میمن نیوز (گجراتی) کے اداریہ کا اردو ترجمہ

نوجوان اپنی آنکھوں سے یہ لالچ کا چشمہ اتاریں

لڑکے والوں کی جانب سے پگڑی طلب کرنا ہمارے معاشرے کا بڑا المیہ

شادی کے بعد لڑکی والوں سے مختلف خوشی کے مواقع پر تحائف طلب کرنا، طعنے اور آخر میں طلاق پر سب کچھ ختم ہو جاتا ہے

الحاج محمد صدیق پولانی (مرحوم) کے قلم سے

Late Saddique Polani

پہلے سے جاری ترقیاتی کاموں کو فروغ دینا ان میں آسانیاں پیدا کرنا اور خود ترقی کرنا دو الگ چیزیں ہیں۔ ہمارے گذشتہ صدی کے مسائل پہلے کی طرح ابھی تک موجود ہیں۔ ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو چکے ہیں۔ زمانہ چاہے جتنی ترقی کرلے مگر میمن برادری ترقی کرتے ہوئے بھی اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتی جب تک کہ وہ ایک پلیٹ فارم پر نہ آجائے۔ ہمارے درمیان اتحاد و اتفاق کی بے حد کمی ہے اگر یہ کمی دور نہ ہوئی تو ہم پیچھے رہ جائیں گے۔ ہمیں گام واد کو ختم کرنا ہوگا۔ ہماری جماعتیں الگ الگ ہیں۔ ہمارے قبرستان الگ الگ ہیں، ہماری بچیوں کی شادیاں انہیں وجوہات کی بنا پر ہو نہیں پاتیں کہ ہماری آج کی نئی نسل اور ہمارا نوجوان بے حس ہے۔ وہ خواب غفلت میں پڑا ہوا ہے۔ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے، پھر نہ کچھ کہتا ہے نہ کرتا ہے اور نہ آواز حق بلند کرتا ہے۔

لالچ اور بکائو : شادی بیاہ میں پگڑی سسٹم، جہیز کا مطالبہ، پیسے کا لالچ اور حرص یہ تمام برائیاں آج کے نوجوان میں خوب موجود ہیں جو فخر سے اپنے دوستوں سے کہتا ہے کہ میری بیس لاکھ آفر آئی ہے، کبھی کہتا ہے میری پچاس لاکھ آفر آئی ہے۔ آفر کا مطلب سمجھ رہے ہیں آپ؟ وہ یہ نہیں کہتا کہ اس کی قیمت لگی ہے۔ وہ بکاؤ مال ہے۔ لڑکی کے ماں باپ لڑکے کو لاکھوں روپے دیتے ہیں، مکان خرید کر دیتے ہیں۔ اس کے باوجود ان کی بیٹی سکھی نہیں رہتی۔ لڑکے والے اس پر ظلم ڈھاتے ہیں۔ سسرال والوں کے طعنے ملتے ہیں اور آخر میں طلاق پر سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔ اس رسم کا آغاز بانٹوا میمن برادری کی طرف سے ہوا جو ایک بڑی برادری ہے لیکن اس خراب رسم کو دیگر جماعتوں نے بھی اپنالیا۔ اب تقریباً ہر چھوٹی بڑی جماعت میں شادی بیاہ کے موقع پر مکان اور گھر سامان کا رواج چل پڑا ہے۔

نوجوان بے حس ہوگئے : برائی کا آغاز جہاں سے بھی ہوا ہو، جس نے بھی شروع کیا ہو، ہماری نوجوان نسل اگر چاہتی تو جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کو ختم کرسکتی تھی۔ ایک نوجوان کہہ دے کہ مجھے کچھ نہیں چاہیے سوائے لڑکی کے تو یہ مسئلہ یقیناً ختم ہوسکتا ہے۔ کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ مکان لڑکی کا، سامان لڑکی کے ماں باپ کا، گھر میں چھ ماہ کا راشن لڑکی کا، ٹیلی فون، ایئر کنڈیشنر، فریج لڑکے کی تنخواہ چار پانچ ہزار روپیہ مہینہ، اب وہ بل نہیں بھر سکتا۔ ٹیلی فون کے بل کا مسئلہ، بجلی کے بل کا مسئلہ، گھر کے اخراجات چلانے کا مسئلہ، نتیجتاً لڑکا پھر لڑکی پر دباؤ ڈالے گا

کہ جاؤ اپنے ماں باپ سے پیسے لے آؤ۔ ورنہ یہ ہوگا وہ ہوگا۔ بے غیرتی کی یہ چھوٹی سی مثال ہے۔ اب آگے سنئے شادی ہوتی ہے۔ گھروں میں لڑکیاں ناچتی ہیں۔ بھائیوں کے سامنے، باپ کے سامنے، دیوروں کے سامنے، ساس سسر کے سامنے اور اس کے سامنے جس سے کوئی رشتہ کوئی تعلق نہیں ہوتا جو مکمل طور پر باہر کا آدمی ہے یعنی ویڈیو فلم والا۔ وہ کیمرے کی آنکھ سے دلہن کو کس کس طرح اور کس کس انداز سے دیکھتا ہے، ہم اور آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ اس کے ہاتھ میں کیمرا ہوتا ہے اور اسے ہم نے اپنی عزت سے کھیلنے کا اجازت نامہ خود فراہم کیا ہوتا ہے۔ پھر صرف دلہن ہی نہیں دلہن کی بہنیں اور اس کی رشتے دار اور سہیلیاں سب ویڈیو والے کے اشارے پر بخوشی عمل کرنے کے لئے تیار رہتی ہیں۔

لڑکی بیٹی ہو یا بہو ہر شخص اور قوم کی غیرت ہوتی ہے۔ اسے بے غیرتی میں دھکیلنے والے ہم ہی لوگ ہیں۔ شادی کے موقع پر دولہا اور دلہن کی بیڈروم کے اندر فلم بنائی جاتی ہے جہاں دولہا اور دلہن مل کر کیک کاٹتے ہیں۔ ایک دوسرے کو کھلاتے ہیں، دولہا اپنی دلہن کو اپنے ہاتھوں سے دودھ پلاتا ہے۔ کیا یہ سب کچھ بے غیرتی نہیں ہے؟

یہ ویڈیو فلم کہاں کہاں نہیں جاتی؟ پہلے یہ مکسنگ کے لئے جاتی ہے۔ وہاں غیر آدمی اس فلم کو بناتے ہوئے دیکھتا ہے۔ دو چار دس آدمی اور بھی ہوتے ہیں وہ بھی دیکھتے ہیں۔ دلہن اور اس کی سہیلیوں کے حسن کے قصیدے پڑھتے ہیں، طرح طرح کے جملے کستے ہیں۔ اس فلم میں کچھ ایسے منظر بھی ہوتے ہیں جنہیں بغور دیکھیں تو ہمارے سر شرم سے جھک جاتے ہیں لیکن ہماری عقل کی آنکھوں پر بندھی ہوئی پٹی ہمیں کچھ دیکھنے نہیں دیتی۔ بیڈروم اور باتھ کے مکمل سین فلم بند ہوتے ہیں۔ ہماری لڑکیاں اتنی ایڈوانس ہو چکی ہیں کہ ہر حد ختم ہوگئی ہے۔ اس کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔

نوجوان کو جاگنا ہوگا: ہمارا آج کا نوجوان اگر وہ نہیں جاگا تو ہماری قوم مٹ جائے گی، اپنی شناخت کھودے گی۔ ہمیں رسم و رواج کے چنگل سے نکلنا ہوگا۔ یہ بہت ضروری ہے ہم نے کچھ کما لیا۔ اپنی بیٹیوں کو لاکھوں کا سامان دے سکتے تھے، دے دیا۔ جن لوگوں نے سامان لیا ہے، ان کی بھی بیٹیاں ہیں۔ وہ بھی کبھی جوان ہوں گی۔ ان کی بھی شادی ہوگی۔ کیا ان میں اتنی اہلیت ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کو لاکھوں کے سامان اور مکان دے سکیں؟ جن نوجوانوں نے آج جہیز لیا ہے وہ کل جہیز دینے کے لئے غلط ذرائع سے دولت کمانے کے طریقے ڈھونڈ نکالیں گے۔ اس طرح کرپشن پھیلے گا اور میمن برادری رسوا ہوگی۔

آج کا نوجوان عقل کے ناخن لے اور سوچے کہ وہ کیا کر رہا ہے اور کس طرف جا رہا ہے۔ شادیاں آسان ہو سکتی ہیں۔ نوجوان چاہیں تو اپنی آنکھوں سے یہ لالچ کا چشمہ اتاریں۔ اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے لئے سنجیدگی سے سوچیں۔ اتحاد اختیار کریں۔ گام واد کے چکر سے نکلیں۔ ہمارے بچاؤ کی یہی صورت ہے۔ ابھی زیادہ بات نہیں بگڑی ہے اور ابھی زیادہ وقت بھی نہیں گزرا ہے۔ اگر ہمارے تعلیم یافتہ اور باشعور نوجوان ہمت کرلیں اور جہیز کے لفظ کو اپنی لغت سے نکال دیں تو بے شمار لڑکیوں کی شادیاں ہو جائیں گی اور ہمارے نوجوانوں کی ساری دنیا میں تعریف ہوگی۔ اللہ کرے ایسا ہو! (اردو ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل)

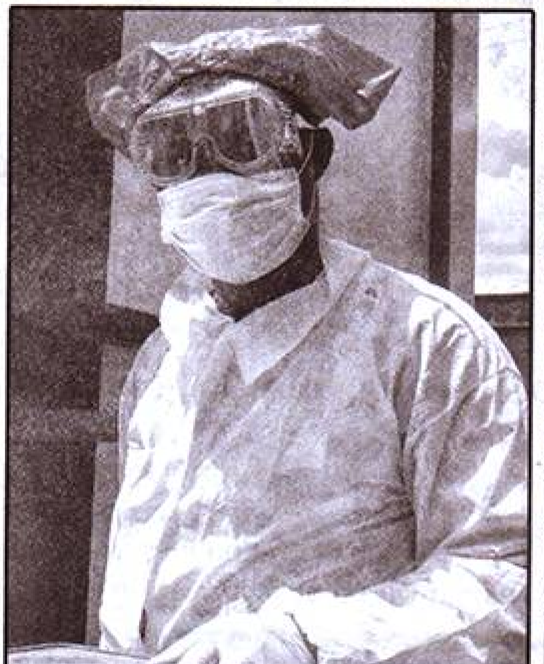

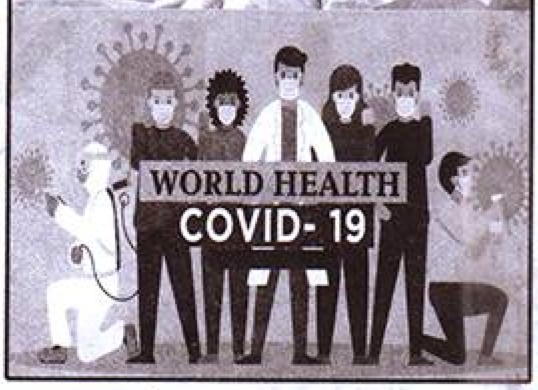

کورونا وائرس... مرض یا وبا

جناب اختر سعیدی

کورونا وائرس کا، ہر سمت شور ہے
ہیں مخمصے میں لوگ، بھلا کیسا دور ہے
کورونا، اک مرض ہی نہیں، اک وبا بھی ہے
کورونا زندگی کے لیے مسئلہ بھی ہے
کورونا وائرس کے، اثر میں ہے زندگی
یوں لگ رہا ہے جیسے سفر میں ہے زندگی
کورونا وائرس نے گھروں میں بٹھا دیا
جلتے ہوئے چراغ کو، یک دم، بجھا دیا
کورونا وائرس نے، بڑھائے ہیں فاصلے
کم ہوتے جارہے ہیں محبت کے سلسلے
جو دور، دور تھے، وہ بہت دور ہوگئے
ہم بھی خود اپنی ذات میں محصور ہوگئے
کورونا وائرس کی وبا ہوسکی نہ کم
کیسے ملیں، کسی سے گلے، سوچتے ہیں ہم
اب تو کسی سے ہاتھ ملانا بھی جرم ہے
صحرا میں کوئی پھول کھلانا بھی جرم ہے
تنہائیوں نے زخم دیئے، نارسائی کے
دھندلا نہ جائیں عکس، کہیں آشنائی کے
سوچو کہ اس مرض نے، زمانے کو کیا دیا
فرصت نے آدمی کو، نکما بنادیا
دنیا کو زندگی کا شعور، آپ دیجیے
کورونا وائرس کا تدارک بھی کیجیے
کورونا وائرس کی دوا ہے، دعاؤں میں
میرا یہ مشورہ ہے، نہ بھٹکو خلاؤں میں
کورونا ہے عذاب الٰہی کی ایک شکل
اس میں نہیں ذرا بھی، کسی آدمی کا دخل
کورونا وائرس سے بچا، ہم کو اے خدا
حاجت روا نہیں ہے، کوئی بھی ترے سوا
اے رب دو جہاں، تو رحیم و کریم ہے
تجھ سا عظیم کوئی نہیں، تو عظیم ہے

بشکریہ: روزنامہ جنگ کراچی
مطبوعہ 10 : مئی2020ء

کاوش انتخاب

ملک کی اہم اور ممتاز غیر میمن شخصیات کی نظر میں ”بانٹوا میمن برادری“

تحقیق و تحریر : کھتری عصمت علی پٹیل

24 جنوری 1940ء

☆ قائداعظم محمد علی جناح : بانی پاکستان کا دورہ لیگ پریس فنڈز بانٹوا (کاٹھیاواڑ)

قائداعظم محمد علی جناح ”لیگ پریس فنڈز“ کے سلسلے میں مسلم رہنماؤں کے وفد کی رہنمائی کرتے ہوئے پہلے 22 جنوری 1940ء کو راجکوٹ پہنچے۔ گونڈل، دھوراجی، جوناگڑھ، مانگرول، ماناودر کے بعد مسلم ہند کے عظیم رہنما، پراونشل مسلم لیگ رہنماؤں کی قیادت کرتے ہوئے 24 جنوری 1940ء کو بانٹوا میں تشریف لائے۔ شہر کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا، 35 گیٹ اور کمانیں بنائی گئیں۔ قائد کی آمد پر 21 توپوں کی سلامی دی گئی، بعدازاں قائداعظم نے یتیم خانہ گراؤنڈ میں پرچم کشائی کی رسم ادا کی۔ بعد میں خیر مقدمی جلوس نکالا گیا، ماناودر اسٹیٹ کی چار گھوڑوں والی گاڑی میں قائداعظم کو بٹھایا گیا۔ ان کے ہمراہ میمن قوم کے رہنما علی بھائی جویری، سیٹھ حسین قاسم دادا، کھتری آئی آئی چندریگر، عثمان عیسٰی بھائی میمن وکیل اور سیٹھ آدم حاجی پیر محمد بیٹھے تھے۔ رات کو مدرسہ اسلامیہ کے وسیع میدان میں جلسے کی صدارت سیٹھ حسین قاسم دادا نے کی اور قائداعظم کی خدمت میں یہ سپاسنامہ پیش کیا۔

”... بانٹوا کی تمام میمن برادری آپ کی لیڈر شپ پر مکمل اعتماد کرتی ہے اور آپ کے اشارے پر ہم جان و مال سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں، ہم اس بات کا آپ کے سامنے عہد کرتے ہیں۔“ سپاسنامے کی جوابی تقریر کرتے ہوئے جناب جناح صاحب نے فرمایا:

”... بانٹوا کی میمن برادری نے جس جوش اور امنگ سے اپنے خلوص و محبت کا اظہار کیا ہے اس کے لئے میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میرے اشارے پر آپ اپنی جان و مال قربان کرنے کے لئے تیار ہیں، یہ جان کر مجھے دلی مسرت ہوئی ہے۔ اگر ایسا موقع آئے گا تو میں یہ

بھی مانگوں گا۔ مگرفی الحال جو سیاسی جنگ چل رہی ہے اس کے طور طریقے دوسرے ہیں، اس کے ہتھیار بھی مختلف ہیں۔ آج ان ہتھیاروں کے لئے میں آپ کے پاس مالی مدد لینے آیا ہوں، کانگریس ہائی کمان کے ساتھ آج ہم جو جنگ لڑ رہے ہیں کیا اس کا آپ کو اندازہ ہے؟

میں آپ کے پاس پریس فنڈ کے لئے آیا ہوں، وہ فنڈ میں غریبوں سے نہیں لینا چاہتا کیونکہ غریبوں کی مدد کرنا لیگ کا نصب العین ہے۔ شہر بانٹوا میں بہت سے کروڑ پتی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ اس کام میں دل کھول کر مالی تعاون کریں گے۔ کانگریس کے پاس بے شمار اخبارات اور بہت سے لیڈر ہیں، لیگ کے پاس اخبارات نہیں لیکن پھر بھی یہ کامیاب ہو رہی ہے۔ میں تو سمجھتا تھا کہ بانٹوا کے میمن حضرات صرف تاجرانہ سوچ رکھتے ہیں مگر ان حضرات کی پرجوش سرگرمیوں نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ اب مجھے یقین ہوگیا ہے کہ پاکستان بن کے رہے گا اور اس کے قیام کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے باصلاحیت تاجر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں گے اور اسی طرح پاکستان میں صنعتیں قائم کریں گے جس طرح یہاں قائم کی ہیں، ہمارے ملک کی صنعتی بنیادیں انشاء اللہ تعالیٰ مضبوط ہوں گی۔”

قائداعظم کی تقریر کے بعد جناب کھتری اسمٰعیل ابراہیم چندریگر اور جناب کھنڈوانی نے بھی تقاریر کیں، اس کے بعد بانٹوا کے رئیسوں نے لیگ فنڈ میں عطیات پیش کئے تھے۔ بعدازاں قائداعظم محمد علی جناح، سیٹھ محمد بالاگام والا (جونا بیناتھے) سے ملاقات کرنے کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے جہاں انہیں مزید خطیر رقم لیگ پریس فنڈز کے لئے پیش کی گئی۔

22 جون 1958ء

☆ مادرملت محترمہ فاطمہ جناح : مہمان خصوصی

بانٹوا میمن اسٹوڈنٹس یونین کے زیر اہتمام قائم ”اسٹیڈی سینٹر“ کا افتتاح مادرملت محترمہ فاطمہ جناح کے دست مبارک سے 22 جون 1958ء کو ہوا جس میں میمن برادری اور خصوصاً بانٹوا میمن برادری کے رہنماؤں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اس موقع پر بانٹوا میمن اسٹوڈنٹس یونین کے صدر جناب حبیب اے غنی نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔

جناب حبیب عبدالغنی کی تقریر کے بعد بانٹوا میمن جماعت کے صدر جناب محمد عبداللہ کریم ڈنڈیا وارڈن 5، لیگی کارکن اور میونسپل کونسلر جناب ولی محمد نے تقاریر کیں۔

بعدازاں ادارے کے اعزازی جنرل سیکریٹری جناب ہارون چامڑیا نے دو سالہ کارکردگی پر روشنی ڈالی، اس کے بعد مہمان خصوصی مادرملت محترمہ فاطمہ جناح نے خطاب کیا۔ آپ نے اپنی تقریر میں کہا

”... مجھے آج بانٹوا میمن برادری کے نوجوان طالب علموں اور برادری کے رہنماؤں سے مل کر بے حد خوشی ہو رہی ہے۔ آج بانٹوا اسٹیڈی سینٹر اور

ریفرنس لائبریری کا افتتاح کر کے بھی خوشی محسوس کر رہی ہوں۔ بانٹوا میمن برادری بانٹوا سے ہجرت کر کے پاکستان کی تعمیر، ترقی اور خوشحالی اور اقتصادی ترقی میں کوشاں رہی ہے جس سے میں بہ خوبی واقف ہوں۔ قائداعظم جب بانٹوا کے دورے پر تشریف لے گئے تھے، اس وقت آپ لوگوں نے ان کے ساتھ بھرپور تعاون کیا تھا۔ اس وقت بھی نوجوان طالب علموں نے لیگ کے جلسوں میں حصہ لیا تھا۔ ملک کی آزادی کی خاطر مسلمانوں نے جس گرم جوشی سے پاکستان کے قیام کی تحریک اور قائداعظم اور ان کے رفقاء کا ساتھ دیا تھا اسے ہم کسی طرح بھی فراموش نہیں کر سکتے یہ ملک بڑی قربانیوں سے حاصل ہوا ہے۔''

7 دسمبر 1963ء

☆جناب روئداد خان : کمشنر کراچی

مہمان خصوصی

بانٹوا میمن جماعت خانہ حاجی آدم میموریل ہال اور حور بائی حاجیانی گرلز اسکول کی عمارت کے سنگ بنیاد کی تختی کی نقاب کشائی مورخہ 7 دسمبر 1963ء کو مہمان خصوصی کمشنر کراچی جناب روئداد خان نے اپنے دست مبارک سے کی۔ اس موقع پر ممتاز عالم دین مولانا احتشام الحق تھانوی، سیٹھ احمد داؤد، جناب قاسم دادا، سیٹھ حاجی صدیق آدم جانگڑا، حاجی موسیٰ لوائی اور محمد عبداللہ ڈنڈیا نے خطاب کیا۔

برادری کے ممتاز رہنما سیٹھ احمد داؤد نے کہا کہ حاجی صدیق جانگڑا فیملی کے بزرگوں کی سماجی اور فلاحی خدمات کو سلام پیش کرتا ہوں، میں نے بانٹوا میمن برادری کے حوالے سے ان کے ساتھ کام کیا ہے۔ میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں مجھے برادری نے جب بھی آواز دی میں نے لبیک کہا جب بھی بانٹوا کا نام آتا ہے میرا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے۔ بانٹوا میمن برادری، میمن برادریوں میں سب سے بڑی برادری ہے۔

اس موقع پر مہمان خصوصی جناب روئداد خان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ محترم حاجی صدیق جانگڑا نے اس اسکول کے ساتھ اپنی والدہ کا نام جوڑنے کے حوالے سے جس طرح اپنے فرض کی ادائیگی کی ہے وہ واقعی بے مثال بھی ہے اور بانٹوا میمن برادری کے مخیّر حضرات کے لئے قابل تقلید بھی ہے۔

آپ نے مزید کہا کہ میمن برادری اور بانٹوا میمن برادری نے تعلیم سمیت دیگر شعبوں بزنس، علاج معالجہ اور آبادکاری وغیرہ میں جو گراں قدر خدمات انجام دی ہیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب پاکستان کا شمار دنیا کے اعلیٰ تعلیم یافتہ ممالک میں ہوگا۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ بانٹوا میمن برادری کی صاحب حیثیت شخصیات طلبہ و طالبات میں تعلیمی شعور کو مزید اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں جدید تعلیم

سے آراستہ کرنے کے لئے مواقع فراہم کرنے کے لئے کوشاں ہے۔

5 جون 1966ء

☆ محترمہ بیگم رعنا لیاقت علی خان : چیئرمین اپوا مہمان خصوصی

یادرفتہ (گزری یاد) کے تحت ذیل میں بیگم رعنا لیاقت علی خان (مرحومہ) کی ایک اہم تقریر سے اقتباس پیش کیا جاتا ہے جوانہوں نے 5 جون 1966ء کو تھیوسوفیکل ہال میں بانٹوا میمن جماعت کے طلبہ و طالبات کی ایک تعلیمی تقریب میں کی تھی۔ اس تقریر میں بانٹوا میمن برادری کی تعلیمی خدمات اور طالب علموں کے فرائض اور ذمہ داریوں پر اور تعلیم کے اصل مقاصد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

.....'' مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آپ کی بانٹوا میمن جماعت سے میرا پہلا رابطہ ایک ایسی خوشی کے موقع پر ہوا ہے۔ جبکہ آپ اپنے ان کامیاب طالبہ و طالبات کو جنھوں نے گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ امتحانوں میں امتیازی حیثیت حاصل کی ہے۔ تمغے اور دیگر انعامات دے رہے ہیں۔ میں آپ سب عہدیداران کو، والدین کو، اساتذہ کرام کو اور خصوصاً طالب علموں کو دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ جو اپنے بچوں اور بچیوں کا تعلیمی معیار بلند کرنے میں آپ صاحبان جو کوشش کررہے ہیں۔ یہ اسی وجہ سے ہے۔

آپ سمجھتے ہیں کہ قوم کے بچوں اور بچیوں کی ترقی و کامیابی کا دارومدار ہی تعلیم اور اپنے ملک کی ترقی کا بھی باعث ہوتے ہیں۔ میں بانٹوا میمن برادری کے بزرگوں اور خاص کر محترمہ خدیجہ حاجیانی صاحبہ کی سماجی اور ایجوکیشن کے شعبوں میں دی گئی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

میرے نوجوان دوستو! جن کو آج یہ اعزاز مل رہا ہے۔ آپ سب پر ایک بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ آپ کو چاہیے کہ آپ اپنے دماغوں کو چست اور کشادہ رکھیں۔ اپنے دلوں میں خلوص اور احساس پیدا کریں۔ اپنے ہاتھوں کو دوسروں کی مدد و دستگیری میں نہ کہ رکاوٹیں پیدا کرنے میں مصروف رکھیں۔ اپنے ہاتھوں سے تعمیر کا کام لیجئے نہ کہ تباہی کا اور ناسازگار حالات میں حوصلہ و زندہ دلی سے کام لینے کی عادت ڈالیئے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ان کوششوں میں کامیاب و کامران کرے اور آپ اپنی بانٹوا میمن جماعت، اپنے ملک و ملت اور ساری بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہیں۔

20 جون 1975ء

☆ جناب مولانا کوثر نیازی : وفاقی وزیر حج و اوقاف و مذہبی امور حکومت پاکستان

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے زیراہتمام عظیم الشان جشن سیرت النبی ﷺ وفاقی وزیر حج و اوقاف و مذہبی امور حکومت پاکستان جناب مولانا کوثر نیازی کی زیرِصدارت 20 جون 1975ء بروز جمعہ بمقام کے ایم اے سیکنڈری اسکول نزد گکری گراؤنڈ نواب مہابت خانجی روڈ شب ساڑھے نو بجے منعقد کیا گیا تھا۔ کلمات ابتدائیہ جماعت کے اعزازی جنرل سیکریٹری جناب پیر محمد ابا عمر کالیا نے ادا کئے اور جماعت کی سماجی اور فلاحی کارکردگی اور حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ پر روشنی ڈالی۔ اس موقع پر صدر جلسہ جناب مولانا کوثر نیازی نے اپنے خطاب میں کہا: ”....مجھے آپ کی دعوت پر یہاں بابرکت محفل میلاد اور محفل سیرت پاک ﷺ میں شرکت کر کے بے حد دلی اور روحانی خوشی ہوئی ہے۔ آپ کی بانٹوا میمن جماعت اپنی برادری اور ملک میں تعلیم اور صحت کے حوالے سے جو گراں قدر خدمات انجام دے رہی ہے وہ دوسری برادریوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ میمنوں نے ملک کی تعمیر و ترقی اور استحکام میں جو کردار ادا کیا ہے اور کر رہے ہیں اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ خصوصاً بانٹوا میمن برادری کے چوٹی کے تاجروں اور صنعت کاروں نے ملک کی اقتصادیات میں ریڑھ کی ہڈی کا کردار ادا کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ آپ نے مزید کہا کہ ہمیں حضور اکرم ﷺ کی سیرت کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنا ہوگا نیکی کے کام کرنے اور نیکی کو پھیلانے میں ہراول دستہ کا کردار ادا کرنا ہوگا، ہم حضور اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی تعلیمات کو اپنی عملی زندگی میں داخل کر کے اپنی زندگی اور آخرت کو تابندہ اور روشن کر سکتے ہیں۔“

7 جولائی 1978ء

☆ جناب ڈاکٹر احسان رشید : وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی صدر جلسہ

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے زیراہتمام 7 جولائی 1978ء کو رونق اسلام گرلز اسکولز اور کالج کی بانی پاکستان ویمنز ایجوکیشنل سوسائٹی کی روح رواں محترمہ خدیجہ حاجیانی ماں کی تعلیم نسواں کے میدان میں بے لوث گراں قدر اور قابل صد ستائش خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ایک شاندار اور پروقار تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ اس تقریب کی صدارت کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر احسان رشید نے کی۔ استقبالیہ تقریب میں ممتاز سماجی اور تعلیمی شخصیات نے شرکت کی، اساتذہ کرام اور طالبات کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔

محترمہ خدیجہ حاجیانی ماں کی آمد پر رونق اسلام کی گرل گائیڈز نے ان کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ ان کی خدمت میں گرلز گائیڈ نے ایک

خیر مقدمی (ویلکم) ترانہ بھی پیش کیا۔ اس موقع پر رونق اسلام گرلز کالج کی پرنسپل محترمہ حسن بانو آفتاب قزلباش نے کہا کہ عام طور سے مشاہدہ میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص نیکی اور بھلائی کے کام کرتا ہے یا عوامی فلاح و بہبود کی سرگرمیاں انجام دے کر عزت و توقیر کماتا ہے تو دوسرے لوگ حسد کرنے لگتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ اس کے لئے تحسین آمیز کلمات ادا کریں اور اس کی تقریب کریں وہ اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

بانٹوا میمن جماعت کے اعزازی جنرل سیکریٹری جناب پیر محمد ابا عمر کالیا نے سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ محترمہ خدیجہ حاجیانی کی نصف صدی پر محیط تعلیمی خدمات کا احاطہ کرتے ہوئے کہا بانٹوا میمن برادری کی ایک عظیم خاتون مجسمہ ایثار و وفا، رہبر نسواں، مبلغ علم و انسانیت کی خدمت اقدس میں جماعت کی طرف سے سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے ہمیں مسرت ہوتی ہے۔ آپ لڑکیوں (طالبات) کی تعلیم کے لئے نصف صدی سے زائد عرصے سے جو خدمات انجام دے رہی ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

ممتاز قانون داں اور معروف سماجی شخصیت جناب جان محمد داؤد ایڈووکیٹ نے حاجیانی ماں کی خدمات کو زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔

حاجیانی ماں کی جانب سے سپاسنامے کا جواب دیتے ہوئے بانٹوا میمن جماعت کے صدر جناب محمد عبداللہ اے کریم ڈنڈیا نے یہ اعلان کیا کہ محترمہ کو دی گئی رقم -/175,000 روپے کی ساری رقم حاجیانی ماں کی جانب سے مختلف فلاحی شعبوں میں خرچ کی جائے گی۔

کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر احسان رشید نے صدارتی کلمات میں فرمایا ”محترمہ خدیجہ حاجیانی ماں جیسی بے لوث خاتون کا دم غنیمت ہے۔ اس طرح کی شخصیات کی موجودگی مستقبل سے مایوس حضرات کے دماغوں پر چھائے ہوئے بادلوں کو چھانٹ دیتی ہے۔ محترمہ خدیجہ حاجیانی ماں لگن کی فتح، خواہشات اور استقلال کی ایک شاندار اور نادر مثال ہیں۔ بانٹوا میمن برادری سے تعلق رکھنے والے خادم انسانیت عبدالستار ایدھی کی طرح مادر تعلیم نے تعلیم نسواں اور تربیت نسواں کے لئے بلا امتیاز رنگ و نسل خدمات انجام دی ہیں۔ بانٹوا میمن برادری سے تعلق رکھنے والی قابل فخر خاتون کی تعلیم نسواں کی خدمات آسمان پر جگمگاتے ستاروں کی طرح ہمیشہ درخشاں و تابندہ رہیں گی۔ آپ کی بانٹوا میمن برادری کو میں خوش قسمت برادری کہوں گا جس کے ہر فرد کو قدرت نے خصوصی جذبہ ہمدردی سے نوازا ہے اور ہر ایک کے دل میں انسانیت سے پیار کو رکھ دیا ہے۔“

20 اپریل 1996ء

☆ جناب وسیم سجاد : چیئرمین سینیٹ آف پاکستان مہمان خصوصی

جناب حاجی محمد صدیق پولانی کی پچاس سال پر محیط خدمات کا اعتراف کرنے کی غرض سے کراچی کی دس انجمنوں کی جانب سے ایک

تقریب بروز ہفتہ 20 اپریل 1996ء کو ایک مقامی ہوٹل میں منعقد کی گئی جس کی صدارت سابق وفاقی وزیر جناب حاجی حنیف طیب نے کی۔ تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جناب محمد صدیق اسمٰعیل نے ہدیہ نعت پیش کی۔ تقریب کے مہمان خصوصی چیئرمین سینیٹ جناب وسیم سجاد تھے۔ تقریب کے آغاز میں جناب حاجی عبدالستار توکل نے مہمان خصوصی اور تمام حاضرین کو خوش آمدید کہا۔

بانٹوا میمن راحت کمیٹی کے صدر جناب بشیر جان محمد نے اپنے خطاب میں کہا کہ آج ہمارے درمیان سینیٹ کے چیئرمین تشریف فرما ہیں جو ہمارے لئے مسرت اور انبساط کا باعث ہے۔ بانٹوا میمن برادری متعدد خدمتی ادارے چلا رہی ہے اور جناب پولانی صاحب ان اداروں سے منسلک چلے آرہے ہیں۔ مجھے بھی ان کے ساتھ کام کرنے کا اعزاز حاصل رہا ہے۔

میمن گریجویٹ ایسوسی ایشن کے صدر جناب ابراہیم اعظمی، میمن بک فاؤنڈیشن کے صدر جناب عثمان باٹلی والا، مسلم کمرشل بینک کے چیئرمین جناب ایس ایم منیر، اور رینٹ ایڈورٹائزنگ کے چیئرمین جناب ایس ایچ ہاشمی وغیرہ نے خطاب کیا۔ بعدازاں جناب منشی دھوراجوی نے جناب حاجی صدیق پولانی کو منظوم خراج تحسین پیش کیا۔

جناب الحاج محمد صدیق پولانی نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آپ لوگوں نے اور میرے ساتھیوں نے میرے اعزاز میں اس شاندار تقریب کا اہتمام کیا۔ میں اس سے قبل بھی کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا نوازا ہے کہ میں اس کا شکر ادا نہیں کرسکتا۔ آپ نے مزید کہا کہ میں نے ہمیشہ دنیاوی اعزاز و اکرام قبول کرنے سے انکار کیا لیکن سب کے پرخلوص جذبات کو رد کرنا میرے لئے ممکن نہ رہا لہٰذا اس دعوت کو قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ یہ آپ بھائیوں کا مجھ پر احسان ہے جو میں شاید کبھی نہ اتار سکوں۔

سابق وفاقی وزیر جناب حاجی حنیف طیب نے اپنی تقریر میں کہا کہ مجھے وسیم سجاد کے ساتھ کابینہ میں کام کرنے کا شرف حاصل رہا ہے۔ میں نے انہیں بہت قریب سے دیکھا ہے۔ جناب حاجی محمد صدیق پولانی کو اعزاز دینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ قوم کو ان کی خدمت کے فوائد اس کے بعد بھی ملتے رہنے چاہئیں۔

مہمان خصوصی چیئرمین سینیٹ جناب وسیم سجاد نے اپنے خطاب میں جناب محمد صدیق پولانی کی سماجی اور فلاحی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ عروس البلاد کراچی میں ہر قوم اور ہر صوبے کے لوگ آباد ہیں۔ لہٰذا اسے بجا طور پر منی پاکستان کہا جاتا ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ میمن برادری اور گجراتی برادری محب وطن اور وفا شعار برادری ہے اور پولانی صاحب کا تعلق اسی عظیم برادری کی شاخ بانٹوا میمن برادری سے ہے۔ خدمت اور بزنس کے میدان میں ان کا کردار قابل رشک و تقلید ہے۔ بانٹوا کے لوگ اپنے سینوں میں دکھی انسانیت کی ہمدردی اور وطن سے

محبت کے جذبات رکھتے ہیں۔ اس کی مثال جناب عبدالستار ایدھی اور جناب محمد صدیق پولانی کی شکل میں موجود ہے۔

تقریب میں متعدد جماعتوں اور انجمنوں کی طرف سے جناب الحاج محمد صدیق پولانی کو پھولوں کے ہار پہنائے گئے اور تحفے بھی دیئے گئے۔ تقریب میں شہر کے معززین کے علاوہ صنعت کاروں، سماجی رہنماؤں اور سماجی کارکنان نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ آخر میں ممتاز سماجی رہنما جناب حاجی غنی عثمان ایدھی نے اظہار تشکر ادا کیا۔

7 ستمبر 1999ء

☆ جناب ممنون حسین : گورنر سندھ، مہمان خصوصی

بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کے زیر اہتمام مورخہ 7 ستمبر 1999ء کو بانٹوا میمن اسپتال سے ملحقہ اسپتال کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب ٹکری گراؤنڈ میں منعقد ہوئی۔ تقریب کے مہمان خصوصی گورنر سندھ جناب ممنون حسین تھے۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض جناب حاجی عبدالغفار کٹیا نے انجام دیئے۔

سب سے پہلے گورنر سندھ جناب ممنون حسین نے تختی کی نقاب کشائی کی اس کے بعد جلسے کا باقاعدہ آغاز کیا گیا تلاوت کلام پاک اور نعت رسول مقبول ﷺ کے بعد بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کے صدر جناب منیر سلیمان بلوانی نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ بانٹوا اسپتال کے علاج معالجہ کی خدمات پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ ادارے کو پانی، بجلی اور پراپرٹی ٹیکس کی مشکلات پر مبنی معروجات جناب ممنون حسین گورنر سندھ کی خدمت میں پیش کی۔

آپ نے مزید کہا کہ الہلال سوسائٹی (سبزی منڈی) میں ادارے کی جانب سے خریدا گیا پلاٹ اور اس سے ملحقہ پلاٹ محترمہ خیر النساء کی جانب سے عطیہ ملنے کا اعلان کیا۔ جس پر اسپتال تعمیر کی این او سی دینے کی گورنر صاحب سے گزارش کی۔ اس موقع پر سر عبداللہ ہارون مسلم جیم خانہ کی جانب سے نئے تعمیر اسپتال کے ڈھائی لاکھ روپے کے عطیہ کا اعلان کیا۔

مہمان خصوصی گورنر سندھ جناب ممنون حسین نے اپنی تقریر میں کہا کہ نیک کاموں کے لیے وقت نکال کر خدمت کرنے والوں کو دنیا کے ساتھ آخرت میں بھی بدلہ ضرور ملتا ہے۔ میمن برادری ہمیشہ انسانیت کی خدمت کرتی رہی ہے۔ جس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔ سندھ میں آباد میمن برادری صوبے کی جو خدمت کررہی ہے۔ اس کے لئے میں شکرگزار ہوں۔ آپ نے مزید کہا کہ بانٹوا میمن برادری اپنی مخصوص خدمتی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے جدید طور طریقے اپنا کر اچھا کام کیا ہے۔ عوامی خدمت اور انسانی فلاح و بہبود کے میدانوں میں آپ کی برادری کا نام نمایاں رہا ہے۔

اس تقریب میں سیٹھ احمد داؤد کی جانب سے نئی اسپتال کے لئے پانچ لاکھ روپے کا عطیہ دینے کا اعلان کیا گیا۔ اس موقع پر جناب جعفر کوڑیا فیملی کی جانب سے نئی اسپتال کی تعمیر کے لئے ایک لاکھ روپے دینے کا اعلان کیا۔

سائٹ ایسوی ایشن کے صدر جناب مجید عزیز، کوآرڈی نیشن گروپ کے چیئرمین جناب حنیف ایس کالیا، جناب حاجی عبدالغفار کٹیا، جناب پیر محمد حاجی غنی دیوان اور جناب حاجی حنیف طیب نے خطاب کیا۔

ادارے کے سابق صدر جناب حاجی عبدالعزیز حاجی رحمت اللہ کایا، سابق اعزازی جنرل سیکریٹری جناب حاجی عیسٰی عبدالشکور جانگڑا، سابق اعزازی جنرل سیکریٹری جناب حاجی عبدالغفار حاجی اے شکور نی نی اور حاجی عبدالغفار حاجی رحمت اللہ کٹیا ان کی خدمات کے اعتراف میں حاجی محمد حنیف طیب کے دست مبارک سے گولڈ میڈل دیئے گئے۔ علاوہ ازیں ادارے کے ساتھ گزشتہ پچیس سالوں سے منسلک ڈاکٹر محمد امین عثمان عیسٰی بھائی میمن اور ڈاکٹر اے زیڈ رحمٰن کو گولڈ میڈل پیش کئے گئے۔ اظہار تشکر کے بعد تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

24 نومبر 1999ء

☆ جناب محمد رفیق تارڑ : صدر مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان مہمان خصوصی

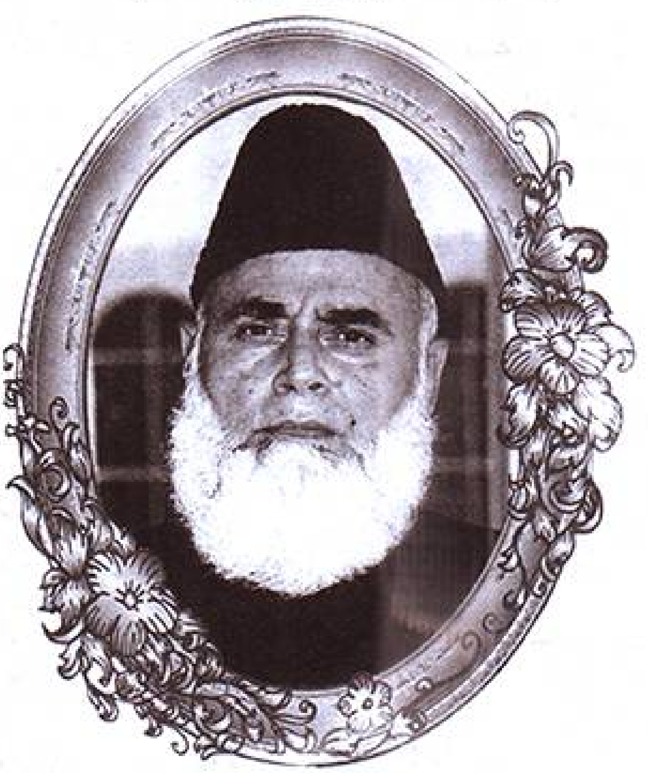

بانٹوا میمن برادری کی سرکردہ اور مخیّر شخصیت جناب حاجی عبدالغفار عبدالرحمٰن عرف مٹھو پٹیل (مرحوم) کے پٹیل فاؤنڈیشن کے زیراہتمام دو ایکڑ زمین پر محیط ''پٹیل اسپتال'' کی افتتاحی تقریب اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر عزت مآب جناب محترم محمد رفیق تارڑ کے دست مبارک سے 24 نومبر 1999ء کو شام 7 بجے نیو دھوراجی کالونی (گلشن اقبال) میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر پٹیل فاؤنڈیشن کے مینجنگ ٹرسٹی جناب عرفان پٹیل نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ مہمان خصوصی صدر مملکت جناب محمد رفیق تارڑ نے اپنے خطاب میں کہا:

''...میں جناب حاجی عبدالغفار مٹھو پٹیل اور پٹیل اسپتال کے منتظمین کو جدید آلات جراحی پر مشتمل اتنا شاندار اسپتال قائم کرنے پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں، میمن اور خصوصاً بانٹوا میمن برادری حقیقی خدمتی جذبے سے سرشار ہے۔ دکھی انسانیت کی خدمت افضل ترین خدمت ہے۔ کراچی پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے۔ اس شہر کے عوام کو ضروری سہولیات فراہم کرنے کے لیے اور صنعتی اور کاروباری ملازمین کی تعلیم و صحت کی ضروریات پوری کرنے کے لیے صاحب ثروت طبقے کو خیال کرنا چاہیے۔ حکومت کے محدود وسائل اور آبادی کے بڑھتے ہوئے دباؤ کے سبب ہمیں پرائیویٹ سیکٹر میں خدمات انجام دینے کی اشد ضرورت ہے۔ پٹیل اسپتال، بانٹوا میمن برادری کی مخیّر شخصیت محترم مٹھو پٹیل کا صحت عامہ کے شعبے میں یہ اہم خدمتی کارنامہ ہے۔ مجھے امید بلکہ یقین ہے کراچی کے غریب عوام اور نادار مریض جو علاج معالجہ کی سہولیات سے محروم ہیں

یقیناً فائدہ اٹھا سکیں گے۔‘‘

21 ستمبر 2000ء

☆ جناب محمد میاں سومرو : گورنر سندھ مہمان خصوصی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے زیر اہتمام حاجی سر عبداللہ ہارون مسلم جیم خانہ میں جمعرات کی شب 21 ستمبر 2000ء کو ایک شاندار اور پروقار تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب بانٹوا میمن برادری کی چھے ممتاز سماجی اور مخیّر شخصیات کے اعزاز میں منعقد کی گئی تھی جن کے نام یہ ہیں جناب حاجی اسمٰعیل عیسٰی ایدھی، جناب حاجی عبدالستار ابا حسین اگر، حاجی عبدالغفار عبدالرحمٰن مٹھو پٹیل مرحوم، حاجی شریف طیب بلوانی مرحوم، جناب حاجی احمد رحمت اللہ اڑایا اور حاجی رحمت اللہ حبیب کوڈوا والا مرحوم۔ ان حضرات کی خدمت میں ایوارڈز پیش کئے گئے۔ جماعت کے صدر جناب پیر محمد ابا عمر کالیا نے صدارت کی اور خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ اس موقع پر مہمان خصوصی گورنر سندھ جناب محمد میاں سومرو نے اپنی تقریر میں کہا:

’’....میمن برادری اور خصوصاً بانٹوا میمن برادری نے تحریک پاکستان، قیام پاکستان اور استحکام پاکستان کے لئے جو گراں قدر خدمات انجام دی ہیں، میں ان سب سے بہ خوبی واقف ہوں اور آپ کے بزرگوں اور رہنماؤں کے قائداعظم ریلیف فنڈز میں مالی تعاون پر دل کی گہرائیوں سے قدر کرتا ہوں۔ بانٹوا میمن برادری تعلیم اور صحت کے شعبوں میں اس صوبے کی جو خدمت کر رہی ہے وہ قابل تحسین ہے۔

آپ نے مزید کہا کہ خدمت گزاروں کی خدمت کا اعتراف کرنا بہت بڑی بات ہے۔ اس سے کام کرنے کا حوصلہ ملتا ہے اور نئی نسل کو کام کرنے کی ہمت اور رہنمائی ملتی ہے۔ مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ بانٹوا میمن جماعت نے گھریلو تنازعات کو حل کرنے کے لئے ایک مربوط نظام قائم کیا ہوا ہے۔

اس کے علاوہ آپ کی برادری تعلیم و تربیت اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے حوالے سے جو کام کر رہی ہے، وہ قابل تقلید ہیں۔ موجودہ دور صرف ان ہی لوگوں کا دور ہے جو ٹیکنالوجی میں آگے ہیں۔ حکومت نے انفارمیشن ٹیکنالوجی کے میدان میں پاکستان کو بلند مقام پر پہنچانے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔

میرا خیال ہے کہ میمن برادری کے پاس وہ وسائل اور ذہانت موجود ہے جو انفارمیشن ٹیکنالوجی کی اساس ہے۔ اس کے علاوہ خدمت انسانیت میں بانٹوا میمن برادری کی شخصیت جناب عبدالستار ایدھی بین الاقوامی شہرت رکھتی ہے۔

17 نومبر 2000ء

☆ جناب دیوان محمد یوسف فاروقی : صوبائی وزیر سندھ ہاؤسنگ، ٹاؤن پلاننگ اینڈ لوکل گورنمنٹ مہمان خصوصی

بانٹوا میمن برادری کی مخیر شخصیت جناب حاجی صدیق بھلڈا (صدیق دھڑکی) کی جانب سے اپنے مرحوم والد محترم کے نام سے منسوب ''حاجی علی محمد بھلڈا میموریل کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ'' کی افتتاحی تقریب 17 نومبر 2000ء کی شب نو بجے عالمگیر روڈ پر منعقد ہوئی۔ اس موقع پر مہمان خصوصی صوبائی وزیر جناب دیوان محمد یوسف فاروقی نے اپنی تقریر میں کہا: ''......میں اس انسٹی ٹیوٹ کے قیام پر آپ سب کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ محترم حاجی محمد صدیق دھڑکی میرے والد مرحوم کے دیرینہ دوستوں میں سے ہیں۔ آپ نے مجھے والد کی کمی کبھی محسوس ہونے نہیں دی۔ میں ہمیشہ سے ہی ان کی بہت عزت کرتا ہوں۔ بانٹوا میمن برادری ہمیشہ سے فلاحی اور رفاہی کاموں میں حصہ لیتی رہی ہے۔ اس نے تعلیمی ادارے کھولے، صحت عامہ کے مراکز قائم کیے۔ خدمت خلق کے سبھی کاموں میں آپ کی برادری ہمیشہ پیش پیش رہتی ہے۔ اس وقت ہمارا ملک انفارمیشن ٹیکنالوجی کے شعبے میں بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ پڑوس ملک کی طرح ہمارے ملک میں بھی وہی ٹیلنٹ اور ذہن موجود ہیں۔ آج کمپیوٹر ٹیکنالوجی ہماری ضرورت بن چکی ہے۔''

16 ستمبر 2002ء

☆ جناب معین الدین حیدر :

وفاقی وزیر داخلہ ، لیفٹننٹ جنرل (ریٹائرڈ)

مہمان خصوصی

بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کے زیر اہتمام چلنے والے اسپتال سے ملحقہ پلاٹ پر اضافی عمارت تعمیر کے سلسلے میں سنگ بنیاد رکھنے کی

تقریب مورخہ 16 ستمبر 2002ء کو مہمان خصوصی وفاقی وزیر داخلہ لیفٹنٹ جنرل (ریٹائرڈ) جناب معین الدین حیدر کے دست مبارک سے کی گئی۔

خطبہ استقبالیہ ادارے کے صدر جناب منیر سلیمان بلوانی نے پیش کرتے ہوئے کہا کہ جناب محترم معین الدین حیدر اپنی تمام تر مصروفیات میں سے وقت نکال کر ہماری تقریب میں شرکت فرما کر ہمیں شکریہ کا موقع دیا اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ آپ نے مزید کہا کہ بانٹوا میمن ڈسپنسری کا افتتاح محترمہ فاطمہ جناح نے کیا تھا۔ آج یہ ایک جدید سہولیات کا اسپتال ہے۔ جس میں 250 بستروں کے ساتھ آپریشن کے علاوہ ہر مریض کو علاج معالجہ کی تمام سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کے اعزازی جنرل سیکریٹری جناب محمد توفیق مون نے ادارے کی کارکردگی پر مختصر روشنی ڈالی اور اس اسپتال کے علاوہ بانٹوا انیس اسپتال بہادر آباد، دو ڈسپنسریاں، ایک انڈسٹریل علاقوں میں بلا کسی امتیاز کے مخلصانہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔

بانٹوا میمن جماعت کے سینئر نائب صدر جناب پیر محمد ابا عمر کالیا نے اپنی تقریر میں کہا کہ قرآن پاک میں ہے کہ ایک انسان کی جان بچانے والا پوری انسانیت کی جان بچانے کے مترادف ہے۔ اسپتال کے تمام عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین خراج تحسین کے صحیح حقدار ہیں۔

مہمان خصوصی وفاقی وزیر داخلہ لیفٹنٹ جنرل (ریٹائرڈ) جناب معین الدین حیدر نے اپنے خطاب میں کہا: ''بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کی طبی اور سماجی خدمات کو دیکھ کر میں بے حد متاثر ہوا ہوں۔ میرا بچپن سے ہی میمن برادری اور بانٹوا میمن برادری سے واسطہ رہا ہے۔ آپ کی برادری کی سماجی اور فلاحی گراں قدر خدمات کا ہمیشہ سے معترف رہا ہوں۔ کراچی میں حکومت کی سطح کے علاوہ میمن برادری کے اداروں کی اپنی مدد آپ کے تحت خدمات نہایت قابل تحسین ہیں، ملک میں میمن برادری کی بے لوث خدمات ذات پات کے امتیاز کے بغیر سماجی، فلاحی، تعلیمی اور طبی شعبوں میں قابل فخر ہیں۔

12 اکتوبر 2003ء

☆ جناب نعمت اللہ خان ایڈووکیٹ :

سٹی ناظم کراچی، مہمان خصوصی

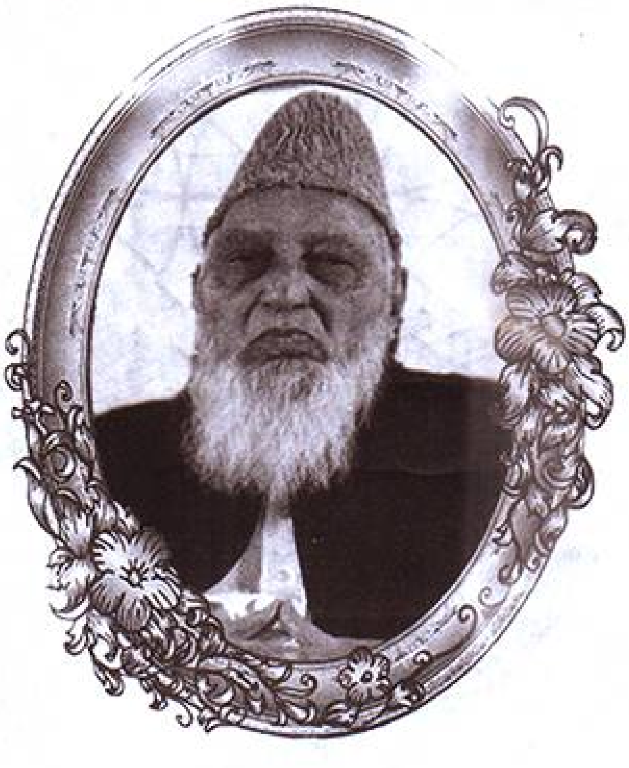

بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کے زیر اہتمام بانٹوا اسپتال سے ملحقہ عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب اتوار 12 اکتوبر 2003ء کو بعد نماز مغرب منعقد ہوئی۔ تقریب کے مہمان خصوصی سٹی ناظم کراچی جناب نعمت اللہ خان ایڈووکیٹ تھے اور صدر جلسہ جناب پیر محمد عبدالغنی دیوان تھے۔ اسپیشل گیسٹ حضرات میں جناب حاجی قاسم کھانانی، گیسٹ آف آنر ناظم صدر ٹاؤن جناب محمد فاروق میمن فاریہ اور جناب محمد حسین محنتی ممبر صوبائی اسمبلی شامل تھے۔

کمپیئرنگ کے فرائض جناب خالد لطیف صابن والا اور محترمہ

ڈاکٹر انیلا ہارون نے انجام دیئے۔ تلاوت کلام پاک حافظ محمد صدیق نے کی اور بارگاہ رسالت مآب میں ہدیہ نعت رسول مقبول ﷺ حافظ کامران نے پیش کی۔

کنوینز کنسٹرکشن جناب جعفر عبدالستار کوڑیا نے اپنی تقریر میں کہا کہ اس شہر کے لئے جناب نعمت اللہ خان ایڈووکیٹ کی خدمات قابل تحسین ہیں۔ ہمارا ادارہ 129 سال قبل بانٹوا میں قائم ہوا تھا۔ 1952ء میں اس ادارے کے تحت پاکستان میں محترمہ فاطمہ جناح کے دست مبارک سے ایک ڈسپنسری کا افتتاح کیا گیا۔ بابائے شہر کراچی جناب نعمت اللہ خان ایڈووکیٹ نے ملحقہ عمارت کی تختی کی نقاب کشائی کر کے اس کی رونمائی کی رسم ادا کی۔

بعد ازاں بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کے اعزازی جنرل سیکریٹری جناب بچو رحمت اللہ آموڑی کی تقریر جناب عبدالرحیم مائے مینی نے پڑھ کر سنائی۔ آپ نے اپنی تقریر میں کہا کہ بانٹوا میں ہمارے بزرگوں نے 1929ء میں ادارہ بانٹوا میمن سیوا کمیتی قائم کیا تھا۔ یہ الفاظ گجراتی زبان کے ہیں جس کا ترجمہ بانٹوا میمن خدمت کمیٹی ہوتا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد ہماری پوری بانٹوا میمن برادری یہاں منتقل ہوگئی۔ یہاں آ کر ہمارے بزرگوں نے دکھی انسانیت کی خدمت کا سلسلہ اسی طرح جاری رکھا۔ اس کار خیر کو آگے بڑھاتے ہوئے ایک ڈسپنسری کا قیام عمل میں آیا جس کا افتتاح محترمہ فاطمہ جناح کے دست مبارک سے ہوا تھا۔ اس کے بعد علاقے کی طبی سہولتوں کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس ڈسپنسری کو اسپتال کی شکل دی گئی، اسپتال کے قیام کے بعد مزید سہولتوں میں اضافہ کیا جاتا رہا۔ یکے بعد دیگرے اطراف کے پلاٹ خرید لئے گئے۔ اس وقت بانٹوا اسپتال چھے پلاٹوں پر مشتمل ہے۔ بانٹوا اسپتال 150 بستروں پر مشتمل ہے۔

اس کے بعد جناب نعمت اللہ خان ایڈووکیٹ کو جناب حاجی شریف بلوانی کے دست مبارک سے شیلڈ پیش کی گئی۔ جناب پیر محمد دیوان کو جناب عبدالوہاب پولانی، جناب حاجی قاسم حبیب کھانانی کو جناب محمد رفیق سورتی، جناب محمد فاروق فاریہ کو جناب محمد الیاس وڈالا والا اور جناب محمد حسین محنتی کو جناب الطاف بدی کے ہاتھوں سے شیلڈز پیش کی گئیں۔

جناب خالد لطیف صابن والا نے اپنی تقریر میں کہا کہ بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کئی سالوں سے صحت عامہ کے شعبے میں گنجان آبادی والے علاقے میں متوسط اور غریب طبقوں کے لئے معیاری اور سستے علاج معالجے کی سہولیات فراہم کر رہی ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ پانی کا مسئلہ صدر ٹاؤن کے ناظم جناب محمد فاروق فاریہ نے حل کر دیا ہے اور بجلی کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے وہ اپنی جانب سے کوشش کر رہے ہیں کہ ایک پی ایم ٹی لگوا دیا جائے۔ اس سلسلے میں بھی تقریباً کاغذی کارروائی مکمل ہو چکی ہے۔

اسی طرح ممبر قومی اسمبلی جناب محمد حسین محنتی نے موجودہ پلاٹ کا نقشہ پاس کروانے اور کے ڈی اے کے واجبات کے کاغذات کے حصول میں ہماری کافی مدد اور رہنمائی فرمائی جس کے لئے ہم ان دونوں حضرات کے تہہ دل سے ممنون ہیں۔ آرکیٹیک انجینئر جناب محمد عارف میسور والا کے بھی شکرگزار ہیں۔

جناب محمد فاروق فاریہ ناظم صدر ٹاؤن نے اپنی تقریر میں کہا کہ بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کی ملحقہ عمارت کا سنگ بنیاد رکھے جانے پر دلی مبارک پیش کرتا ہوں۔ آپ نے مزید کہا کہ جناب پیر محمد کالیا ہماری برادری کے ہیرو ہیں، جناب عبدالستار ایدھی بھی بانٹوا میمن خدمت کمیٹی سے وابستہ رہے ہیں۔ میں نے سماجی اور خدمتی کاموں کی تربیت ایدھی صاحب سے حاصل کی۔ علاوہ بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کے لئے جناب حاجی محمد

صدیق پولانی 25 سال تک جنرل سیکریٹری کے عہدے پر خدمات انجام دے چکے ہیں۔ میں جناب عزیز کایا کی خدمات کو سلام پیش کرتا ہوں۔

جناب حاجی قاسم حبیب کھانانی نے اپنی تقریر میں کہا کہ مجھے خوشی ہے کہ بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کے عہدیداران اور بانٹوا اسپتال کی عمارت کی توسیع اور غریب، ضرورت مند مریضوں اور متوسط طبقے کے لوگوں کے سستے علاج معالجے کی سہولیات کی فراہمی میں شب و روز کوشاں ہیں۔ اس کے لئے میں تمام عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

جناب پیر محمد کالیا نے اپنی تقریر میں بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کو اسپتال کی توسیع کرنے پر مبارک باد پیش کی اور کہا کہ اب یہ اپنی بانٹوا برادری، میمن برادری اور عوام الناس کی مزید اور عمدگی سے خدمت کرے گی۔ بانٹوا اسپتال چھوٹی جگہ پر واقع ہے۔ اس کے باوجود یہ ہزاروں بلکہ لاکھوں دکھی مریضوں کو علاج معالجہ کی سہولیات فراہم کر رہا ہے۔ یہ ایک بہت بڑی نیکی اور عظیم خدمت ہے۔

گیسٹ آف آنر جناب محمد حسین محنتی نے اپنے خطاب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود نہ چاہے۔ بانٹوا میمن خدمت کمیٹی علاج معالجہ اور صحت عامہ کے شعبے میں اہم خدمات انجام دے رہی ہے۔

صدارتی خطاب میں جناب پیر محمد دیوان نے تمام مقررین کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے کہا کہ بانٹوا اسپتال جس عمدگی سے علاج معالجہ کی شاندار خدمات انجام دے رہا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ راستے کو نہیں دیکھیں کہ یہ کتنا طویل ہے بلکہ راستے کی روح کو دیکھیں۔ کام کرنے والے کبھی ہمت نہیں ہارتے منزل کو پہنچ جاتے ہیں۔

مہمان خصوصی سٹی ناظم کراچی جناب نعمت اللہ خان ایڈووکیٹ نے اپنی تقریر میں کہا کہ پاکستان کی ترقی میں میمن برادری نے ہمیشہ ہی اہم خدمات انجام دی ہیں اور اب تک دے رہی ہے خصوصاً خدمت خلق کے شعبے میں بانٹوا میمن برادری کی خدمات روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ اس گنجان آبادی والے علاقے میں بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کے عہدیداران نے جو مخلصانہ خدمات پیش کی ہیں وہ قابل تحسین ہیں۔

آخر میں جناب عبدالوہاب پولانی نے تمام آمدہ مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد عشائیہ پیش کیا گیا۔

نوٹ : مذکورہ مضمون کی تحقیق و تحریر اور تیاری میں میمن ویلفیئر لائبریری، ماہنامہ میمن عالم، روزنامہ وطن گجراتی، ماہنامہ میمن بلیٹن اور ماہنامہ میمن سماج کی پرانی فائلوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود بے شمار قومی شخصیات کا تذکرہ باقی رہ گیا ہے جو تلاش اور تعاون ملنے پر بعد میں شامل کر دیا جائے گا۔ (مضمون نگار اور مرتب کھتری عصمت علی پٹیل)

درخت کی حفاظت کیجیے

درخت آپ کی صحت اور زندگی کی حفاظت کریں گے۔ درخت اگائیے۔

درختوں کو نقصان نہ پہنچائیے۔ یہ ہوا صاف کرتے ہیں، سایہ دیتے ہیں۔

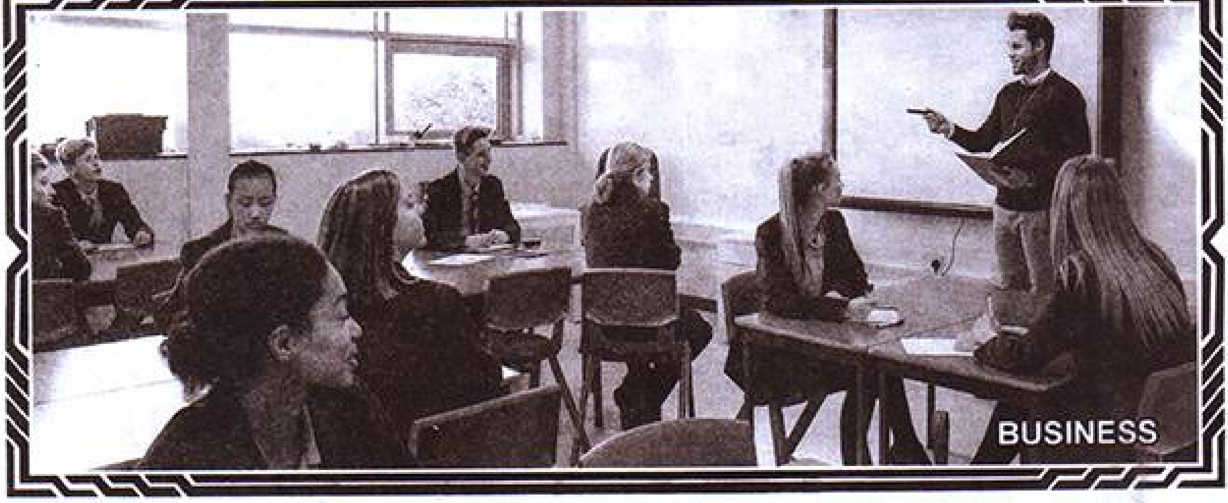

بدلتے رجحانات کیلئے خود کو کس طرح تیار کریں؟ نئی ٹیکنالوجی کے زاویے

پروجیکٹ مینجمنٹ

تحریر: جناب محمد حمزہ ڈاکٹر سکندر جانگڑا، ایم بی اے (MBA)

M. Hamza Jangda

پروجیکٹ مینجمنٹ کو بزنس ایجوکیشن میں کلیدی اہمیت حاصل ہے۔ تاہم معاشرتی ماحولیاتی، معاشی اور ٹیکنالوجی کے شعبہ جات میں رونما ہونے والی تیز رفتار تبدیلیوں کے باعث یہ جاننا اہمیت اختیار کر گیا ہے کہ ان تبدیلیوں کے کیا اثرات ہوں گے اور ادارے مختلف پروجیکٹس کو کس طرح پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے۔ اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ کاروباری افراد ان تبدیلیوں کیلئے خود کو کس طرح تیار کریں گے۔ مزید برآں، بزنس کے طلباء کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ ان تبدیلیوں پر نظر رکھیں تو انھیں مشکل کا سامنا نہ ہو۔ پروجیکٹ مینجمنٹ کے شعبہ میں دن سے نئے رجحانات پذیرائی حاصل کر رہے ہیں، آیئے جانتے ہیں۔

آرٹیفیشنل اور ڈیٹا انٹیلی جنس ٹیکنالوجی : برطانیہ میں کام کرنے والی ایسوسی ایشن ’’فار پروجیکٹ مینجمنٹ‘‘ کی جاری کردہ رپورٹ میں پروجیکٹ مینجمنٹ میں مصنوعی ذہانت کے کردار پر بات کی گئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق، ہر چند کہ ابھی پروجیکٹ مینجمنٹ میں مصنوعی ذہانت کے کردار کی صرت باتیں ہورہی ہیں، لیکن یہ بات یقینی ہے کہ مستقبل میں پروجیکٹ مینجمنٹ میں مصنوعی ذہانت کا استعمال بڑھ جائے گا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مستقبل میں ٹیکنالوجی کے استعمال کی بدولت، پروجیکٹ مینجمنٹ کے کئی انتظامی امور خود کار نظام کے تحت انجام پائیں گے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ روایتی پروجیکٹ مینجمنٹ کے تحت پروجیکٹ منیجر کی توجہ شیڈولنگ اور ٹیکنیکل پلاننگ پر مرکوز

رہتی ہے جب مصنوعی ذہانت کے بعد پروجیکٹ منیجر کو یہ موقع حاصل ہوگا کہ وہ اس ٹیکنالوجی کو استعمال میں لاتے ہوئے صارفین کو بہتر خدمات فراہم کرے۔ خود کو کیسے تیا کریں؟

اس کیلئے پروجیکٹ منیجرز کو مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجی کا ماہر بننے کی ضرورت نہیں ہے، تاہم نھیں اس شعبے کے ماہرین سے بات کر کے اس حوالے سے باخبر رہنا ہوگا کہ پروجیکٹ مینجمنٹ کے کن شعبوں میں آٹومیشن اور مصنوعی ذہانت کے استعمال ہونے کے زیادہ امکانات ہیں۔ یہ جاننے کے بعد اپنے ٹریننگ پلان میں ان ذیلی شعبوں میں پروفیشنل ڈیولپمنٹ کے مواقع کو شامل کریں۔

مصنوعی ذھانت سے جذباتی ذھانت : پروجیکٹ مینجمنٹ اور اس ملحقہ شعبہ جات میں آنے والے کئی برسوں تک ٹیکنیکل ہنر کے ساتھ شخصی ہنر کی مانگ بھی برقرار رہنے کی توقع ہے۔ تکنیکی طور پر، پروجیکٹ منیجرز کو اپنے منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجیز جیسے روبوٹکس، بلاک چین، ڈیٹا سائنس اور مشین ٹریننگ وغیرہ کو بروئے کار لانا ہوگا، ایسے میں ان کیلئے ضروری ہے کہ وہ ان ٹیکنالوجیز کے بارے میں بنیادی عملی معلومات حاصل کریں۔ دوسری طرف ٹیکنالوجی کے استعمال کے ساتھ پروجیکٹ مینجمنٹ جیسے جیسے وسعت اور پیچیدگی اختیار کرتی جائے گی، پروجیکٹ منیجرز کو بڑے پیمانے پر شراکت داروں کے ساتھ نہ صرف گفت وشنید کرنا پڑے گی بلکہ انھیں مطمئن بھی کرنا ہوگا، جس کیلئے انھیں اپنے شخصی ہنر (سافٹ اسکلز) کو پالش کرنا ہوگا۔ مستقبل کے پروجیکٹ منیجرز کو کثیر الجہتی اور تمام امور کا ماہر بننا ہوگا۔ مستقبل کے پروجیکٹ منیجرز کو کامیابی کے لئے ٹیکنیکل اور پروجیکٹ مینجمنٹ اسکلز کے ساتھ لیڈرشپ، اسٹریٹجک اور بزنس مینجمنٹ کی خصوصیات کا حامل ہونا ہوگا۔ مزید برآں، تیزی سے ترقی کرتی ٹیکنالوجی کی رفتار کے ساتھ چلنا ہوگا۔ خود کو کیسے تیار کریں: تعلیم اور انفرادی پروفیشنل ٹریننگ پروگراموں میں ٹیکنیکل اور ریلیشن شپ اسکلز پر توجہ مرکوز رکھیں اور دونوں میں مہارت حاصل کریں۔

تنوع کو خوش آمدید کھیں: فیوچر انسائٹس رپورٹ کے مطابق، مستقبل میں دفاتر زیادہ سے زیادہ متنوع شکل اختیار کرتے جائیں گے۔ عمر رسیدہ ہوتی افرادی قوت، پالیسیوں میں تبدیلی، صنفی مساوات میں اضافے اور بڑھتی گلوبلائزیشن وغیرہ کے باعث پروجیکٹ مینجمنٹ کی ٹیموں میں تنوع پیدا ہوگا۔ شاید یہ تبدیلیاں اتنی زیادہ قابل غور نہ ہوں لیکن ان کے ساتھ ساتھ مستقبل کی افرادی قوت میں کچھ ایسی تبدیلیاں بھی رونما ہونے کی توقع ہے، جنھیں نظر انداز کرنا ممکن نہ ہوگا۔ مثلاً، آج ایک پروجیکٹ پر کام کرنے والی ٹیم کل وقتی ملازمین پر مشتمل ہوتی ہے، تاہم مستقبل کی پروجیکٹ مینجمنٹ ٹیموں میں پارٹ ٹائم، کنٹریکٹر، فری لانس اور ریموٹ ورکرز بھی شامل ہونگے، جس کے باعث ٹیم کے ہر رکن کے ساتھ رابطہ قائم رکھنا، بروقت پیغام رسانی اور انتظامی امور نبھانا انتہائی پیچیدہ صورت اختیار کر جائے گا۔ مزید برآں، ٹیم میں شامل ہونے والے نئے اعلیٰ تعلیم یافتہ افرادنئی اور بہتر کارپوریٹ سوشل Responsibility کی سوچ لے کر آئیں گے جو منتظمین کو ٹیم کے تنوع کو جانچنے کا ایک اور موقع فراہم کرے گی۔

خود کو کیسے تیار کریں؟ ٹیکنالوجی میں آنے والی تبدیلیوں کو جاننے کے لئے انٹرنیٹ اور یوٹیوب پر پروجیکٹ مینجمنٹ کے نئے زاویوں پر روزانہ کی بنیاد پر نظر رکھیں جبکہ افرادی تنوع کے چیلنج سے نمٹنے اور اس سے بہتر نتائج حاصل کرنے کیلئے اہم معاملات پر ''ڈسکشن سوالات'' کی فہرست تیار کریں اور ٹیم کے ہر رکن کی رائے لیں۔ بحث طلب معاملات پر سر جوڑ کر بیٹھنے سے ہی ٹیم ایک نکتے پر متفق ہو کر اپنے اہداف کی طرف پیش قدمی اور ممکنہ تنازعات کا حل تلاش کر سکے گی۔

کورونا وائرس: قیامت صغریٰ کا منظر

تحریر: ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

دنیا میں وقتاً فوقتاً ایسے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں، جن سے قیامت کا منظر یاد آجاتا ہے۔ ایک طرف جہاں دنیا تیسری عالمی جنگ کی طرف بڑھتی نظر آرہی ہے، وہیں چین کے ووہان شہر سے پھیلا کورونا وائرس وبائی مرض مختلف ملکوں میں بھی پہنچ گیا ہے۔ کورونا کے متعلق بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور اب دنیا کا ہر فرد اس مہلک بیماری اور اس کی علامات واسباب سے واقف ہے۔ ڈاکٹروں کے مطابق یہ مرض پہلے سے موجود تھا مگر ابھی تک اس کا کوئی علاج یا ٹیکہ ایجاد نہیں ہوسکا۔ مختلف قسم کی بیماریوں ے علاج ومعالجہ کے لئے دواؤں اور ٹیکوں کے ایجاد ہونے کے باوجود ایسی نئی بیماریاں سامنے آتی رہتی ہیں، جن کے سامنے ساری دنیاوی طاقتیں زیر ہوجاتی ہیں، جس کی تازہ مثال کورونا وائرس ہے کہ اس وقت پوری دنیا میں اس بیماری کے خوف نے لوگوں کے چین وآرام جو چھین لیا ہے۔ ہمیں غور وخوض کرنا چاہئے کہ سائنس نے بہت ترقی ہے، چنانچہ بعض لوگ چاند پر زندگی کے آثار تلاش کرنے میں مصروف ہیں۔

بعض ممالک بڑے بڑے میزائل بنا کر ایک دوسرے کو تباہ کرنے کے انتظامات کررہے ہیں۔ الیکٹرونک میڈیا اور سوشل میڈیا کے ذریعے پوری دنیا کو ایک گاؤں کے مانند بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ لیکن بعض مہلک بیماریوں کو روکنے کا انتظام پوری دنیا کے سائنس داں مل کر بھی نہیں کرپائے ہیں۔ سائنس داں دنیا کے عجیب وغریب نظام دیکھ کر یہی کہنے پر مجبور ہیں کہ ابھی تو وہ اس دنیا کا بہت تھوڑا حصہ ہی سمجھ سکے ہیں۔ ذرا سوچیں کہ دنیا کا اتنا بڑا انظام کسی بڑی طاقت کے بغیر کیسے چل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ اس لیے ایسی بیماریوں سے عبرت حاصل کریں اور اس پوری کائنات کے خالق، مالک اور رازق کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس کی مخلوقات سے یقیناً استفادہ کریں۔

لیکن اس کے احکام پر عمل پیرا ہوں، کیونکہ ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ دنیا کے کسی بڑے ملک کے سربراہ ہونے کے باوجود، دنیا میں سب سے زیادہ دولت رکھنے کے باوجود، دنیا کے بڑے سے بڑا سائنس داں بننے کے باوجود اور دنیا میں زیادہ شہرت حاصل کرنے کے باوجود ہم بھی سارے انسانوں کی طرح ایک دن زمین بوس ہوجائیں گے۔ صحیح معنی میں آج سائنسی ترقی حاصل کرنے کے باوجود یہ سمجھنے سے بھی قاصر ہے کہ موت کا مزہ نہ چکھنے کی خواہش رکھنے کے باوجود آخر تمام انسان مرہی کیوں جاتے ہیں اور وہ کیوں پیدا ہوئے ہیں؟ اور یہ دنیا آخر کیوں بنی ہے؟

یہی اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کے خالق و مالک و رازق کائنات ہونے کی سب سے بڑی نشانی ہے۔

موجودہ کورونا وائرس کے پھیلنے کے متعلق مختلف باتیں سامنے آرہی ہیں کہ یہ BIOLOGICAL ہتھیار کا ایک نمونہ ہے جو مستقبل میں ایک طاقت دوسری طاقت کو کمزور کرنے کے لئے استعمال کرسکتی ہے، یا چین میں اقتصادی بحران پیدا کرنے کی امریکہ کی کوشش ہے، یا چین کی کوئی سازش یا خفیہ منصوبہ ہے جس سے دنیا ابھی تک ناواقف ہے، یا واقعی اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے؟ مگر مسلمان ہونے کے باعث ہمیں یہ ضرور معلوم ہونا چاہئے کہ ایسے وبائی امراض کے پھیلنے پر شریعت اسلامیہ کی روشنی میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلے ہمارا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے مضبوط ہونا چاہئے۔

لہٰذا ہم گناہوں سے معافی مانگنے کے ساتھ احکام الٰہی پر عمل پیرا ہوں۔ سیرت نبوی ﷺ پڑھنے والے حضرات بخوبی واقف ہیں کہ حالات آنے پر حضور اکرم ﷺ نے ہمیشہ صحابہ کرامؓ کو اپنے قول وعمل سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کا پیغام دیا ہے۔ یقیناً بعض امراض ایک شخص سے دوسرے شخص میں منتقل ہوسکتے ہیں۔ اسی لئے کسی وبائی مرض کے پھیلنے پر آخری نبی ﷺ نے ساری انسانیت کو یہ پیغام دیا کہ وبائی مرض کے پھیلنے کی جگہ جانے سے احتیاط رکھی جائے اور اس علاقے کے لوگوں کو دوسرے علاقوں میں جانے سے حتیٰ الامکان بچنا چاہئے، لیکن اس یقین کے ساتھ کہ بیماری اور شفا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملتی ہے۔ اس موجودہ بیماری کا بظاہر کوئی علاج دستیاب نہیں ہے، اس لئے احتیاطی تدابیر کا اختیار کرنا شریعت اسلامیہ کے مخالف نہیں ہے۔ مگر ہماری کوئی تدبیر قرآن وحدیث کے واضح حکم کے خلاف نہ ہو۔ یقیناً ہمیں احتیاطی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں، لیکن اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔

اسباب وذرائع ووسائل کا استعمال کرنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اسباب وذرائع ووسائل کا استعمال کرنا منشائے شریعت اور حکم الٰہی کے خلاف نہیں ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسباب ووسائل کو اختیار بھی فرمایا اور اس کا حکم بھی دیا خواہ لڑائی ہو یا کاروبار۔ لہٰذا حسب استطاعت اسباب کا اختیار کرنا چاہئے، لیکن اللہ تعالیٰ پر توکل بھی ضروری ہے۔ قرآن کریم اللہ پر توکل یعنی بھروسہ کرنے کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ اختصار کے مدنظر یہاں صرف چند آیات کا ترجمہ پیش کررہا ہوں۔ ’’تم اس ذات پر بھروسہ کرو جو زندہ ہے، جسے کبھی موت نہیں آئے گی‘‘۔ (سورۃ الفرقان ۵۸) ’’جب تم کسی کام کے کرنے کا عزم کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو‘‘ (سورۃ آل عمران ۱۵۹) ’’جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، اللہ اس کے لیے کافی ہوجاتا ہے‘‘۔ (سورۃ الطلاق ۳) ’’بے شک ایمان والے ہی ہیں جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو اس کے دل نرم پڑ جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ آیات ان کے ایمان میں اضافہ کردیتی ہیں اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں‘‘ (سورۃ الانفال ۳)۔

اللہ تعالیٰ نے موت کی اس حقیقت کو بار بار بیان کیا ہے، چار آیات کا ترجمہ پیش ہے: تم جہاں بھی ہوگے (ایک نہ ایک دن) موت تمہیں جا پکڑے گی۔ چاہے تم مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ رہ رہے ہو۔ (سورۃ النساء ۷۸) (اے نبی ﷺ!) آپ کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو، وہ تم سے آملنے والی ہے۔ یعنی وقت آنے پر موت تمہیں ضرور اچک لے گی (سورۃ جمعہ ۸) چنانچہ جب ان کی مقررہ میعاد آجاتی ہے تو وہ گھڑی بھر بھی اس سے آگے پیچھے نہیں ہوسکتے۔ (سورۃ الاعراف ۳۴) اور نہ کسی متنفس کو یہ پتہ ہے کہ زمین کے کس حصے میں اسے موت آئے گی (سورۃ لقمان ۳۴) ان مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کا مرنا یقینی ہے لیکن موت کا وقت اور جگہ سوائے اللہ کی ذات کے کسی بشر کو معلوم

نہیں۔ چنانچہ بعض بچپن میں، تو بعض عنفوان شباب میں اور بعض ادھیڑ عمر میں، جبکہ باقی بڑھاپے میں داعی اجل کو لبیک کہہ جاتے ہیں۔ بعض صحت مند تندرست نوجوان سواری پر سوار ہوتے ہیں لیکن انہیں نہیں معلوم کہ وہ موت کی سواری پر سوار ہو چکے ہیں۔

جب ہمارا یقین ہے کہ حالات سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتے ہیں، اور وہی مشکل کشا، حاجت روا، اور صحت دینے والا ہے، لہٰذا ہم دعا کا خاص اہتمام رکھیں، کیونکہ دعا ایک اہم عبادت بھی ہے۔ ہمیں دعا میں ہرگز کاہلی و سستی نہیں کرنی چاہیے، یہ بڑی محرومی کی بات ہے کہ ہم مصیبتوں اور بیماریوں کے دور ہونے کے لئے بہت تدبیریں کرتے ہیں، مگر وہ نہیں کرتے جو ہر تدبیر سے آسان اور ہر تدبیر سے بڑھ کر مفید ہے (یعنی دعا)، اس لیے ہیں چاہئے کہ اپنے خالق و مالک کے سامنے خوب دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ پوری دنیا سے اس بیماری کو دور فرمائے (آمین)

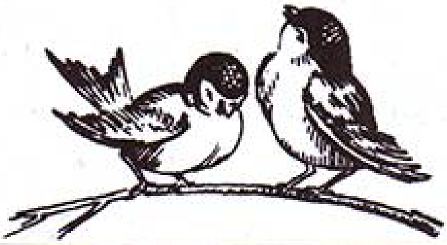

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

زکوٰۃ اور مالی عطیات کے سلسلے میں اپیل

الحمدللہ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کی مجموعی کارکردگی آپ کے بہترین تعاون اور کارکنوں کی انتھک کوششوں سے زیادہ بہتر ہے۔ اگر ہم اپنی جماعت کی کارکردگی کا مختصر سا جائزہ لیں تو ہمیں یہ جان کر خوشی ہوگی کہ پچھلے سالوں میں جماعت نے آپ کے تعاون کی وجہ سے خصوصاً مالی امداد میں کافی اضافہ کیا ہے۔ آپ کی جانب سے دی جانے والی زکوٰۃ اور مالی معاونت کی رقوم برادری کے غریب ضرورت مند بھائیوں اور بہنوں کی شادی مدد، آبادکاری، مالی امداد اور تعلیمی امداد کے سلسلے میں بانٹوا میمن جماعت کو بھجوانے کی گزارش کرتے ہیں۔ آئیے ہم سب مل کر جماعت کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں اور اس ضمن میں ہم آپ سے بھرپور اپیل کرتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں اور امداد کو جاری وساری رکھنے کے لئے بڑھ چڑھ کر امداد دیں۔ شکریہ

آپ کے تعاون کا طلب گار

انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

اعزازی جنرل سیکریٹری بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

پتا: ملحقہ بانٹوا میمن جماعت خانہ، حور بائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ نزد راجہ مینشن کراچی

فون نمبر: 32768214 - 32728397

Website : www.bmjr.net
E-mail: bantvamemonjamat01@gmail.com

گجراتی غزل

Sharar Junaghri

گجراتی کلام : شرر جوناگڑھی (مرحوم)

اردو ترجمہ : کھتری عصمت علی پٹیل

تیرے در سے جو ٹھکرایا گیا ہوں
محبت پر میں اکسایا گیا ہوں

ملے شاید سکوں کچھ بعد مردن
میں جیتے جی تو تڑپایا گیا ہوں

محبت کے لئے دنیا بنی ہے
محبت ہی کو ترسایا گیا ہوں

کہاں سے آنکھ میں آنسو ہوں میری
کہ ساری عمر رلوایا گیا ہوں

کرشمہ کاریاں قدرت کی دیکھو
کہاں سے میں کہاں لایا گیا ہوں

فنا ہی میں بقا میری نہاں ہے
جہاں کھویا وہیں پایا گیا ہوں

شرر تقدیر کا چمکا ستارہ
حضور حسن بلوایا گیا ہوں

برادری کے ترجمان
ماہنامہ
" میمن سماج " کراچی
میں اپنے تجارتی اداروں کی
مصنوعات کی تشہیر کے لئے
اشتہارات
دے کر تعاون فرمائیے !
بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ)
کراچی

طنز و مزاح

بے عملی اور بے حسی، جڑواں بہنیں ہیں!

قول کے ہیرو، عمل کے زیرو

ممتاز مزاح نگار ڈاکٹر ایس ایم معین قریشی کے قلم سے

کسی قوم کی تباہی کے لیے بدعملی اتنی زہرناک نہیں جتنی بے عملی ہے۔ بے عملی وہ لعنت ہے جو انسان کی فطری صلاحیتوں کو زنگ آلود کر کے اسے معاشرے پر ایک ناقابل برداشت بوجھ کی حیثیت دے دیتی ہے پھر یہ کہ بے عملی اور بے حسی جڑواں بہنیں ہیں اور ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا عمل کے لیے اچھی صحت، مناسب عمر، ملکی حالات وغیرہ ضروری ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اس کے لیے تو صرف جذبہ درکار ہے جو راہ کی رکاوٹ کو دور کر کے منزل کو قریب تر کر دیتا ہے۔

تاریخ عالم ایسے باعمل لوگوں کے واقعات سے بھری پڑی ہے جنھوں نے مختلف النوع مشکلات کے باوجود اپنے مقصد کے حصول کے لیے کام جاری رکھا اور بالآخر کامیابی سے ہم کنار ہوئے۔ گیرارڈ ایک ایسا ہی پرعزم انسان تھا۔ وہ 1114ء میں اٹلی ایک چھوٹے سے قصبے کریمونا میں پیدا ہوا۔ وہ عربی کا ایک بڑا عالم تھا اور اس کا مشن مسلمانوں کے علمی خزانے کو مغربی زبان میں ترجمہ کرنا تھا۔ یہ وہ دور تھا جب یورپ جہالت کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا اور مسلمان علوم وفنون کے نئے افق تلاش کر رہے تھے۔ (بدقسمتی سے آج صورت حال اس کے برعکس ہے۔) گیرارڈ نے فلسفہ، طب، ریاضی اور علوم طبعی کے موضوعات پر عربی میں لکھی ہوئی بے شمار کتابوں کا ترجمہ لاطینی زبان میں کر دیا۔ اپنے تراجم کے ذریعے گیرارڈ نے یونانی اور عربی علوم کے دروازے پہلی بار اہل مغرب آشکارہ کیے جن سے خوشہ چینی کر کے آج مغربی اقوام دنیا پر راج کر رہی ہیں اور مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں

علم طب میں اس نے بقراط اور جالینوس کی کتابوں کے ترجمے کیے۔ یہی نہیں، اس نے الکندی کی تمام کتابوں بوعلی سینا کی ''القانون'' اور ابوالقاسم الزہراوی کی کتاب ''جراحت'' کے ترجمے کر کے وہ بنیادی فراہم کی جس پر طب کی مستحکم عمارت قائم ہوئی۔ یہ شخص 1187ء میں شدید علیل ہو گیا۔ اس وقت اسے خیال آیا کہ اگر میرا

ڈاکٹر ایس ایم معین قریشی

مرض جان لیوا ثابت ہوا تو میرا کام ادھورا رہ جائے گا۔ اس احساس نے اس کے اندر ایک نئے جذبے اور نئی توانائی کو جنم دیا۔ اس نے اپنی بیماری کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپنا کام پہلے سے کہیں زیادہ زور و شور کے ساتھ شروع کر دیا۔ مشہور ہے کہ اپنی موت سے صرف ایک ماہ قبل کے عرصے میں اس نے اپنے دو ساتھیوں کی مدد سے تقریباً اسی کتابوں کے ترجمے کر ڈالے۔ اپنے کام کی تکمیل پر وہ اس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا، لیکن اس اس قوم کو سچ کر دکھایا۔

ایسا کچھ کر کے چلو یاں کے بہت یاد رہو

یہ بات نہیں کہ ہمارا خطہ قحط الرجال کا شکار اور اسی مثالوں سے بالکل خالی ہے۔ دور کیوں جایئے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح ٹی بی جیسے موذی مرض کے آخری مرحلے میں تھے، جب جدوجہد آزادی اپنے عروج پر تھی۔ ان کی سخت ہدایت کے تحت بیماری کو ان کے ذاتی معالج کرنل الٰہی بخش اور دیگر رفقائے کار نے دنیا سے پوشیدہ رکھا۔ اگر انگریزوں اور ہندوؤں کو اس بات کی بھنک بھی لگ جاتی کہ قائد محض چند ماہ کے مہمان ہیں تو وہ تقسیم ہند کے منصوبے کو طول دیتے رہتے اور آخر کار اسے گلدستہ طاق نسیاں کر دیتے۔

قائداعظم کی عمر کے آخری دور کی تصاویر میں وہ ایک ہڈیوں کا ڈھانچہ نظر آتے ہیں لیکن اس ڈھانچے میں ایک آہنی عزم موج زن تھا اور ان کا دماغ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ کام کرتا تھا، چنانچہ انہوں نے یہ کارنامہ کر دکھا کہ ایک طرف ہندو اکثریت اور دوسری طرف برطانوی سامراجیت سے ٹکر لے کر مسلمانان ہند کے لیے ایک نئے وطن کے خواب کو حقیقت کا روپ دے دیا۔ قیام پاکستان کے بعد صرف تین ماہ کے عرصے میں 11 ستمبر 1948ء کو وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ وفات سے قبل 29 اگست 1948 کو قائداعظم نے فرمایا ''اب اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ میں زندہ رہتا ہوں یا نہیں، میں نے اپنے کام کی تکمیل کر دی ہے۔''

آج ہمارے یہاں ایک طرف قول کے ہیرو۔ ایک ڈھونڈو ہزار ملتے ہیں تو دوسری طرف عمل کے ''زیرو'' ایک ڈھونڈو کروڑ'' ملتے ہیں۔ جب تک کام کرنے کے خود ساختہ لوازمات ہمارے سامنے ہاتھ باندھے نہ کھڑے ہوں، ہمیں اپنی جگہ سے ہلنا محال ہوتا ہے۔ گویا بقول شاعر

حضرت داغ جہاں بیٹھ گئے، بیٹھ گئے
اور ہوں گے تری محفل سے ابھرنے والے

نتیجہ غیر متوقع ہرگز نہیں ہے۔ ایک موقر امریکی جریدے ''فارن پالیسی'' نے 177 ملکوں میں سے دنیا کی ناکام ترین ریاستوں میں پاکستان کو 12 نمبر پر سرفراز کیا ہے۔ اس فہرست کے ابتدائی دس بارہ ممالک میں صومالیہ، چاڈ، سوڈان، کانگو، زمبابوے اور افغانستان جیسے پسماندہ ترین اور غیر تہذیب یافتہ ملک ہمارے ''جوڑی دار'' ہیں اور ہم اسی قابل ہیں۔

ہم طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام
بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا (شیفتہ)

(بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی۔ مطبوعہ بدھ 22 مارچ 2017ء (قرطاس ادب)

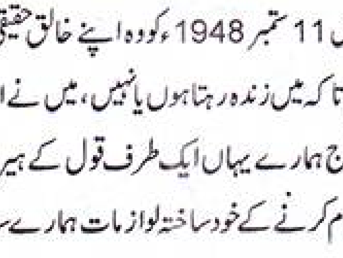

ضروری ہدایات

قرآن کریم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی ﷺ آپ کی دینی معلومات میں اضافے کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہوں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

بیٹی کا گھر جنت بنانے والی انمول باتیں

ایک ماں کی پیاری بیٹی کو دس نصیحتیں

جناب عبدالعزیز گیرڈی

1- میری پیاری بیٹی ! میری آنکھوں کی ٹھنڈک، شوہر کے گھر جا کر صبر اور قناعت سے زندگی گزارنے کا اہتمام کرنا۔ جو دال روٹی ملے، اس پر راضی رہنا، جو روکھی سوکھی شوہر کی کوشی کے ساتھ مل جائے وہ اس مرغ پلاؤ سے بہتر ہے جو تمہارا اصرار کرنے پر اس نے ناراضگی سے فراہم کیا ہو۔

2۔ میری پیاری بیٹی ! اس بات کا خیال رکھنا کہ اپنے شوہر کی بات کو ہمیشہ توجہ سے سننا اور اس کو اہمیت دینا۔ ہر حال میں ان کی ہدایت پر عمل کرنے کی کوشش کرنا۔ اس طرح تم ان کے دل میں جگہ بنالوگی کیونکہ آدمی کی صورت نہیں بلکہ اس کا کام پیارا ہوتا ہے۔

3۔ میری پیاری بیٹی ! اپنی زینت و جمال کا ایسا خیال رکھنا کہ جب وہ تجھے نگاہ بھر کے دیکھے تو اپنے انتخاب پر خوش ہو اور سادگی کے ساتھ جتنی استطاعت ہو، خوشبوں کا اہتمام ضرور کرنا اور ہاں تیرے جسم ولباس کی کوئی بو یا کوئی بری صورت اسے نفرت وکراہت نہ دلائے۔

4۔ میری پیاری بیٹی ! اپنے شوہر کی نگاہ میں بھی معلوم ہونے کے لیے اپنی آنکھوں کو سرمے اور کاجل سے حسن دینا کہ پرکشش آنکھیں پورے وجود کو دیکھنے والے کی نظر میں اچھا بنادیتی ہیں۔ غسل اور وضو کا اہتمام کرنا کہ یہ سب سے اچھی خوشبوں ہے اور لطافت کا بہترین ذریعہ ہے۔

5۔ میری پیاری بیٹی ! اپنے شوہر کا کھانا وقت سے پہلے ہی اہتمام سے تیار رکھنا، کیونکہ دیر تک برداشت کی جانی والی بھوک بھڑکتے ہوئے شعلے کی مانند ہو جاتی ہے اور شوہر کے آرام کرنے اور نیند پوری کرنے کے اوقات میں سکون کا ماحول بنانا کیونکہ نیند ادھوری رہ جائے تو طبیعت میں غصہ اور چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے۔

6۔ میری پیاری بیٹی ! شوہر کے گھر اور ان کے مال کی نگرانی کرنا یعنی ان کی اجازت کے بغیر کوئی گھر میں نہ آئے اور ان کا مال لغویات، نمائش وفیشن میں برباد نہ کرنا کیونکہ مال کی بہتر نگہداشت اچھے انتظام سے ہوتی ہے اور اہل وعیال کی بہتر حفاظت تدبیر سے ہے۔

7۔ میری پیاری بیٹی ! شوہر کی راز دار رہنا، ان کی نافرمانی نہ کرنا کیونکہ ان جیسے بارعب شخص کی نافرمانی جلتی پر تیل کا کام کرے گی اور تم اگر اس کا راز دوسروں سے چھپا نہ رکھ سکیں تو اس کا اعتماد تم پر سے ہٹ جائے گا اور پھر تم بھی اس کی بدمزاجی سے محفوظ نہیں رہ سکوگی۔

8۔ میری پیاری بیٹی ! جب تمہارا شوہر کسی بات پر غمگین ہو تو اپنی کسی خوشی کا اظہار ان کے سامنے نہ کرنا یعنی ان کے غم میں برابر کی شریک رہنا۔ شوہر کی کسی خوشی کے وقت غم کے اثرات چہرے پر نہ لانا اور نہ ہی شوہر سے ان کے کسی رویے کی شکایت کرنا۔ ان کی خوشی میں خوش رہنا ورنہ تم ان کا دل خراب کرنے والوں میں شامل ہو جاؤ گی۔

9۔ میری پیاری بیٹی ! اگر تم شوہر کی نگاہوں میں قابل تکریم بننا چاہتی ہو تو اس کی عزت اور احترام کا خوب خیال رکھنا اور اس کی مرضی وخواہش کے مطابق چلنا تو اس کو بھی ہمیشہ ہمیشہ اپنی زندگی کے ہر ہر مرحلے میں اپنا بہترین رفیق پاؤ گی۔

10۔ میری پیاری بیٹی ! میری اس نصیحت کو پلو سے باندھ لو اس پر گرہ لگالو کہ جب تک تم شوہر کی خوشی اور مرضی کی خاطر کئی بار اپنا دل نہیں ماروگی

اوران کی بات اوپر رکھنے کے لیے خواہ تمہیں پسند ہو یا ناپسند، زندگی کے کئی مرحلوں میں اپنے دل میں اٹھنے والی خواہشوں کو دفن نہیں کروگی اس وقت تک تمہاری زندگی میں بھی خوشیوں کے پھول نہیں کھلیں گے۔

اے میری پیاری اورلاڈلی بیٹی! ان نصیحتوں کے ساتھ میں تمہیں اللہ کے حوالہ کرتی ہوں، اللہ تعالیٰ زندگی کے تمام مرحلوں میں تمہارے لیے خیر مقدر فرمائے اور ہر برائی سے تم کو بچائے۔ آمین

رزق کی قدر کیجیے

اتنا ہی نکالیں تھالی میں۔۔۔ بے کار نہ جائے نالی میں

گھر کا دسترخوان ہو یا شادی بیاہ کی تقریبات ہم میں سے اکثر لوگ اپنی ضرورت سے زیادہ کھانا نکالتے ہیں۔ کھانا بچنے کے بعد ضائع ہوجاتا ہے

نعمتوں کی قدر کیجیے۔ رزق ضائع نہ کیجیے

سوچیے کتنے لوگوں کو ایک وقت کا کھانا بھی میسر نہیں

JAANGDA AGENCIES

ESTABLISHED 1979

• Indenters of all sorts of chemicals and general merchandise from worldwide sources.

• For hassle free clearing and forwarding agency services (CHAL No. 2928)

Contact:
JAANGDA AGENCIES
(Established 1979)
2/10 Abid Chambers, New CHalli, Karachi.
Tel: +92 21 326 213 59 / 326 213 57
E-mail: siddikj55@gmail.com
Web: www.chemicalbulletin.com
www.gms.net.pk

Contact Person:
Mr. Irfan Shuja
(Sales Executive for Indent Department)
Cell: +92 312 310 64 12

Mr. Imran Khorani
(Chief Operating Officer for Clearing & Forwarding)
Cell: +92 333 237 74 24

Mr. Siddik S. Jaangda
(Chief Executive)
Cell: +92 300 922 42 12

میمن ویلفیئر، بمبئی (گجراتی) میں مطبوعہ مقالے کا ترجمہ

میمن خداترس تاجر اور صنعت کار یہ ہماری پہچان

میمن برادری کا تاریخی اور خدمتی سفر

گجراتی تحریر : جناب عبدالرزاق یوسف تھاپلا والا (مرحوم)، میمن ریسرچ اسکالر

اردو ترجمہ : کھتری عصمت علی پٹیل

A. Razzak Thapla Wala

مقالہ نگار کا تعارف : جناب عبدالرزاق تھاپلا والا بانٹوا کاٹھیاواڑ میں 8 ستمبر 1936ء کو پیدا ہوئے تھے۔ آپ نے کراچی یونیورسٹی سے کامرس اور قانون میں گریجویشن کا امتحان پاس کیا تھا۔ آپ انسٹی ٹیوٹ آف کاسٹ اینڈ مینجمنٹ اکاؤنٹنٹس آف پاکستان کے فیلو بھی رہے۔ آپ انسٹی ٹیوٹ کے ایک فعال اور متحرک رکن کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ آپ تین سال تک کراچی اچ کونسل کے چیئرمین رہے اور 9 سال تک نیشنل کونسل کے ممبر بھی رہے۔

عبدالرزاق تھاپلا والا (مرحوم) اپنے عہد لڑکپن یعنی اسکول کے زمانے سے ہی برادری کی مختلف تنظیموں اور آرگنائزیشنز سے وابستہ رہے۔ آپ یونائیٹڈ میمن جماعت آف پاکستان کے سیکریٹری بھی رہے۔ جناب تھاپلا والا میمن پروفیشنل فورم کے بانی رکن تھے اور 1981ء اور 1990ء کے برسوں میں مذکورہ فورم کے صدر بھی رہے۔ آپ کراچی لائنز کلب اور روٹری کلب آف کراچی (مہران) صدر کی حیثیت سے بھی فرائض انجام دیئے تھے۔ مرحوم عبدالرزاق تھاپلا والا کارپوریٹ اور ٹیکزیشن لاء سوسائٹی کے صدر کی حیثیت سے وابستہ رہے۔ آپ نے بے شمار تحقیقی مضامین لکھے ہیں۔ پاکستان بھر کے مختلف اخبارات اور پیشہ ورانہ رسائل وجرائد میں آپ کے لگ بھگ 100 مضامین شائع ہو چکے ہیں۔

میمن برادری اور بانٹوا میمن برادری کے استحکام اور اس کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنے والی چند نمایاں شخصیات میں عبدالرزاق تھاپلا والا مرحوم کو بھی ایسا ہی بنیادی مقام و مرتبہ ملا ہوا تھا۔ علاوہ آپ کو بے شمار اداروں کی جانب سے یادگاری شیلڈ اور تعریفی اسناد سے نوازا گیا تھا۔ چند ماہ علیل رہنے کے بعد جانبر نہ ہو سکے اور 8 جون 2019ء کو 80 سال کی عمر پا کر دارالفانی سے کوچ کر گئے۔ مرحوم زندگی بھر علم و ادب کی خدمت کرتے رہے۔ (مترجم)

میمن برادری تاریخ کی وہ برادری ہے جس کا ماضی نہایت درخشاں اور عمدہ روایات سے مالا مال ہے مگر یہ میمن برادری کی بدقسمتی ہے کہ حسین ماضی کو برادری کے یا دیگر تاریخ دانوں نے محفوظ نہیں کیا اور اس کا ریکارڈ نہیں رکھا۔ کسی بھی فرد واحد نے تن تنہا نہ تو اس کے ماضی کا تجزیہ کیا اور نہ ہی اس کے آباؤ اجداد کی تعریف و توصیف کی۔ اس ضمن میں میمن حضرات نے اپنے ماضی کی طرف اس حوالے سے کوئی توجہ نہیں کی جس طرح

نپولین بوناپارٹ نے کی تھی۔ نپولین سے ایک بار اس کے کسی جنرل نے یہ سوال کیا تھا ’’آپ کے جنگی منصوبوں کے تاریخ اور گزرتے ہوئے وقت پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟‘‘ تو اس پر نپولین نے یہ جواب دیا تھا: ’’پہلے ہمیں ’’تاریخ‘‘ تو بنا لینے دو، اس کے بعد اس تاریخ کو تاریخ داں خود ہی مرتب کرلیں گے۔‘‘

تحقیق کا سفر : یہ الفاظ مسٹر میہر وبوس کے ہیں جو ’’دی میمنز‘‘ نامی کتاب کے مصنف ہیں۔ یہ میمن برادری پر وہ پہلی کتاب ہے جسے برصغیر پاک و ہند سے باہر کسی ملک میں شائع کیا گیا ہے۔ مذکورہ کتاب یوکے (برطانیہ) کے ورلڈ میمن فاؤنڈیشن نے شائع کی ہے۔ خوش قسمتی سے برادری کو اپنی تاریخ کو محفوظ کرنے اور اس کو مرتب کرنے کی اہمیت کا احساس گزشتہ چند عشروں کے دوران ہو چکا ہے مگر اس سلسلے میں زیادہ تر کوششیں گجراتی زبان میں کی گئی ہیں اور چند ایک اردو میں بھی ہوئی ہیں۔ ہاں ’’دی انٹر پرائزنگ فلان تھراپسٹس‘‘ (THE ENTER PRISING PHILANTHOPISTS) (عظیم خداترس اور نیک انسان) انگریزی زبان میں لکھی گئی ہے اور اس کے مصنف میرے دوست جناب اے ستار پار یکھ ہیں۔ یہ کتاب اگست 1999ء میں کراچی سے شائع ہوئی تھی، دوسری کتاب جس کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے وہ ’’دی میمنز‘‘ ہے۔ بدقسمتی سے ان دنوں کتابوں کی سرکولیشن محدود رہی ہے اور اسی لئے یہ کتابیں میمن برادری کے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ماہر باذوق طبقے تک نہیں پہنچ سکی ہیں، خاص طور سے یہ نوجوان نسل تک تو بالکل نہیں پہنچ سکیں۔ اس ساری تگ و دو اور جدوجہد کے مقاصد کو مرحوم محمد علی رنگون والا کے الفاظ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے: ’’اس وقت اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہمارے بچے، ہمارے بچوں کے بچے اس حقیقت سے واقف ہوں کہ ہمارے آباؤ اجداد کا تعلق کہاں سے تھا؟ وہ کہاں سے آئے اور کیا کرتے تھے؟‘‘

میمن برادری کی اصل تاریخ : میمن برادری کی تاریخ کا آغاز اس سوال سے ہوتا ہے: ’’میمن برادری کی اصل، اس کی ابتداء کیا ہے؟‘‘ اس سوال کا ایک عام سا جواب جس کے بارے میں ہمارے بڑوں کا بھی یہی خیال ہے کہ یہی جواب صحیح ہے، یہ ہے: گزیٹر آف بمبئی پریسیڈینسی میں شائع ہوا ہے۔ یہ گزیٹر 1899ء میں شائع ہوا تھا۔ اس میں شائع شدہ تاریخی دستاویز کے مطابق ’’لوہانے‘‘ چودھویں صدی عیسوی میں سندھ میں رہا کرتے تھے۔ یہ ایک ہندو ذات تھی جس نے حضرت پیر سید یوسف الدین قادریؒ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت پیر صاحب بغداد کے عظیم صوفی بزرگ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی نسل سے تھے۔ ان لوہانوں کو اسلام قبول کرنے کے بعد ’’مومن‘‘ کا لقب دیا گیا جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کثرت استعمال سے بگڑتا گیا اور آخر میں ’’میمن‘‘ ہو گیا۔ اس ضمن میں موجودہ تاریخ دانوں کا دوسرا خیال ہے اور وہ اس سلسلے میں دوسرے تصورات پیش کررہے ہیں، مگر ہمارے پاس اتنا وقت نہیں کہ ان کی تفصیلات میں جائیں۔

کریم بخش خالد کی تھیوری : میں صرف کریم بخش خالد (مرحوم) تھیوری پیش کروں گا جو ایک سندھی میمن اسکالر تھے۔ ان کی تھیوری کے مطابق قطیف کے نزدیک ایک طیف نامی علاقہ تھا جہاں عرب آباد تھے اور وہ پارچہ بافی کے پیشے سے وابستہ تھے۔ قطیف کے یہ لوگ محمد بن قاسم کے ساتھ سندھ آئے تھے۔ یہ لوگ تمیم نامی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اور محمد بن قاسم کی فوج میں دائیں طرف سے لڑتے تھے۔ سابقہ ادوار میں فوج کے دائیں طرف جو لشکر ہوتا تھا اسے ’’میمنہ‘‘ کہتے تھے اور یہ سیدھی طرف ہی رہتا تھا۔ یہی ’’میمنہ‘‘ کی طرف سے لڑنے والے سپاہی بعد میں مستقل طور پر سندھ میں آباد ہو گئے اور پھر ’’میمن‘‘ کے نام سے جانے پہچانے لگے۔ اگر اس تھیوری کو درست تسلیم کرلیا جائے تو پھر میمن اصل میں عرب نسل ہیں۔ بعد میں ان میمنوں نے مختلف وجوہ کی بناء پر ریاست کچھ اور کاٹھیاواڑ کی طرف ہجرت کی۔

الحاج احمد عبداللہ غریب مرحوم (بمبئی) ممتاز میمن ریسرچ اسکالر کا نظریہ :

اپنے تحقیقی مقالے ‘‘میمنوں کے جنم کی کہانی، تاریخ کی زبانی’’ میں تحریر کیا ہے کہ آج میمن برادری کے تاریخ داں کی رائے اس حوالے سے ریسرچ میں مصروف ہیں وہ ابھی تک کسی فائنل یا حتمی نتیجے پر نہیں پہنچ سکے ہیں۔ جب بات تحقیق کی کی جاتی ہے تو ہر تاریخ داں کی رائے کا احترام کرنا پڑتا ہے۔ کسی زمانے میں جب ایک مسلمان بزرگ حضرت پیر سید یوسف الدین قادریؒ نے سندھ سے ریاست کچھ ہجرت کرنے والے غیر مسلم حضرات کو ایک گھنے جنگل میں مشکل میں گرفتار دیکھا جو بھوک اور خاص طور سے پیاس سے بلک رہے تھے تو انہیں ایک خصوصی کرامت کا اظہار کیا اور ان غیر مسلموں (لوہانوں) کو ان مشکل حالات میں یہ وعدہ لے کر پانی فراہم کر دیا کہ وہ اس کرامت کے بعد مسلمان ہو جائیں گے تو یہ پورے قافلے والے مسلمان ہو گئے۔ حضرت پیر سید یوسف الدین قادریؒ نے ان کے قبول اسلام کے بعد انہیں مومن یعنی ایمان والا کہہ کر پکارا۔ شروع میں یہ لوگ مومن ہی کہلائے مگر بعد میں یہ لفظ زبانوں کے اتار چڑھاؤ کی وجہ سے اور کچھ جغرافیائی اثرات کے تحت بدل کر ‘‘میمن’’ ہو گیا۔ یہ اس حوالے سے پہلی تھیوری ہے۔ دوسرا خیال ‘‘میمن’’ عربی لفظ مامون سے ماخوذ ہے۔ تیسرا خیال ‘‘میمن’’ کا اصل لفظ ‘‘میمنہ’’ ہے یعنی دائیں طرف والے۔ چوتھا خیال میمن لفظ سے مراد ہے موتیوں کا کام کرنے والے۔

میمنوں کی تعداد : یہ ایک نومسلم برادری تھی جس نے اپنے وجود میں آنے کے بعد غیر معمولی مذہبی جوش وخروش اور خداترسی کا مظاہرہ کیا۔ مذکورہ بالا خصوصیات آج بھی میمن برادری ایک طرہ امتیاز بنی ہوئی ہیں۔ خداترس، نیک اور ہمدرد اور مسلمانوں کے حوالے سے جو شہرت میمن حضرات کے حصے میں آئی ہے اس کا سب سے اہم سبب ان کی تجارتی کامیابی ہے۔ جب بھی کوئی میمن کسی خاص علاقے میں جا کر آباد ہوتا ہے تو وہ سب سے پہلا جو کام وہاں کراتا ہے وہ ہے مسجد کی تعمیر۔ آپ کو کراچی میں ایسی بے شمار مساجد نظر آئیں گی جن کا نام کے ساتھ لفظ ‘‘میمن’’ بطور خاص لگا ہوا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس وقت دنیا بھر میں میمنوں کی آبادی درج ذیل ہے: بھارت 7 لاکھ، پاکستان میں 18 لاکھ، جنوبی افریقہ، برطانیہ، امریکہ، کینیڈا، متحدہ عرب امارات اور دنیا کے دیگر ملکوں میں ایک لاکھ اس طرح کل 7 لاکھ میمن دنیا بھر میں آباد ہیں جو خاصی قابل توجہ تعداد ہے۔

سر جی لیون کا خیال : مسٹر سر جی لیون ایک سوویت مصنف ہیں جنہوں نے ‘‘سوویت اسکالرز کی نظر میں جنوبی ایشیا’’ نامی کتاب لکھی ہے۔ وہ کہتے ہیں: ‘‘میمن حضرات ہندوستان میں خاصے مشہور و ممتاز ہیں، انہیں ماہر و تجربہ کار سوداگر اور تاجر کہا جاتا ہے۔ میمن برادری کے لوگ تجارت پر چھائے ہوئے ہیں اور سمندر و خشکی دونوں ہی مقامات پر مختلف اقسام کی اشیاء کی تجارت میں مصروف ہیں۔ سولہویں اور سترہویں صدی میں وہ پورے گجرات میں آباد ہو گئے اور مالابار کے ساحل پر انہوں نے بے شمار فیکٹریاں قائم کیں۔ میمنوں نے سورت شہر کی تجارت اور کاروبار میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ واضح رہے کہ اس وقت سورت شہر پورے مغربی ہندوستان کا ایک نمایاں اور اہم تجارتی مرکز تھا۔

اٹھارویں صدی کے اواخر اور انیسویں صدی کے اوائل میں پورے ہندوستان میں میمنوں کی وسیع پیمانے پر نقل و حرکت اور آبادکاری شروع ہوئی اور چند ہی عشروں میں وہ ہندوستان کی سرحدوں کے پار بھی ہجرت کر گئے۔ انہوں نے بالخصوص بحر ہند کے نشیبی ملکوں کا رخ کیا۔ 19 ویں صدی کے اختتام تک میمنوں کی دولت مند برادریاں بحیرہ سرخ (ریڈسی) اور خلیج فارس میں، سیلون اور برما میں اور مشرقی افریقہ تک جا پہنچیں۔’’

تاریخ میمن کے چند حقائق گجراتی کے ممتاز قلمکار یوسف عبدالغنی مانڈویا کی نظر میں : آپ نے اپنے تحقیقی مقالے میں لکھا ہے میمن کس زبان کا لفظ ہے اگر یہ عقدہ کس طرح حل ہو جائے کہ شاید اور کچھ مزید معلومات کی راہیں کھل جائیں۔ سب سے پہلے لغوی حیثیت سے اور پھر تاریخی حیثیت سے کیا موجودہ میمن برادری کے نام لوہانوں کی نسل کی گوتوں اور نکھوں (پہچانوں) سے ملتی ہیں۔ بہر حال کسی مستند تاریخی روایات کی عدم موجودگی میں ہم یقینی طور پر تو کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن قیاس یہ ہے کہ یہ لفظ میمن قدیم لفظ میمنثر ہی سے بنا ہے۔

اس دور کے میمن : اس زمانے کے میمن تاجر اور صنعت کار یا دوسرے پیشہ ور بزنس مین تجارت کو منظم کرنے اور اس کا انتظام چلانے (آرگنائزیشن اینڈ مینجمنٹ) میں منفرد و یکتا سسٹم کے حامل تھے۔ اس وقت مشہور و معروف میمن فرموں کی سینکڑوں شاخیں ملک بھر میں پھیلی ہوئی تھیں جبکہ اس زمانے میں آج کے دور کے ذرائع مواصلات اور رسل و رسائل کے ذرائع تک میسر نہ تھے۔ اس کے باوجود ان کی تمام فرموں کا آپس میں ہر وقت گہرا اور قریبی تعلق رہتا تھا۔ ایک شاخ دوسری شاخ سے لاعلم نہ تھی۔ بظاہر ان تمام فرموں کی ملکیت ایک ہی خاندان کی تھی مگر انہوں نے ایک عمدہ سسٹم اپنا رکھا تھا جسے ہم ایک طرح سے Participatory اور Contibutory مینجمنٹ کہہ سکتے ہیں۔ یعنی شریک اور امدادی انتظام۔ ہر شاخ کا مینجر دوسری مخصوص شاخ کے سرمائے میں بھی شریک ہوتا تھا۔ سرمائے میں اس کا حصہ معمولی سا تھا، اس زمانے کی اصطلاح کے مطابق روپے میں آدھے آنے سے لے کر چار آنے تک گویا روپے کے 1/32 حصے سے لے کر 1/4 حصے تک۔ اکثر مینجر حضرات اپنے خاندان والوں اور اپنے آباؤ اجداد کی زمین کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں سے دور رہ کر سال میں دس ماہ اپنی شاخوں میں ہی رہتے تھے۔

معروف محقق حبیب لاکھانی (مرحوم) کی ریسرچ کے مطابق : میمنوں کی ابتدا اور اس قوم کے آغاز اور اس کی شروعات کب اور کیسے ہوئی۔ سات سو سال قبل جب سندھ کی ایک معروف و مشہور لوہانہ برادری کے کئی ہندو گھرانوں نے حضرت پیر سید یوسف الدین قادریؒ کے دست سے اسلام قبول کیا تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد نومسلم لوہانوں کو مومن کا خطاب دیا گیا۔ رفتہ رفتہ تلفظ میں تبدیلی ہوئی اور میمن سے پکارے جانے لگے۔ ایک نئے لباس کو اختیار کیا اور اپنے رہن سہن کو بھی مکمل طور پر بدل ڈالا، یہ نیا انداز ان کے قدیم آباؤ اجداد نے نومسلم لوہانوں نے اختیار کیا۔ میمنوں کا اصل وطن سندھ میں واقع شہر نگر ٹھٹھہ تھا مگر یہاں سے زبردستی کی ہجرت نے ان لوگوں کو بے حد تھکا دیا تھا۔ انہیں سخت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا بعد ازاں ان میمنوں نے بطور بزنس میں، تاجر اور صنعت کار اپنی مہارتوں کا استعمال کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں اپنے رحم سے نوازا اور مسلسل کامیابی اور خوشحالی کے راستوں پر بڑی مستقل مزاجی کے ساتھ آگے بڑھتے چلے گئے۔

حساب کتاب کے ماہر میمن : سال میں دو ماہ کی چھٹی پر جب یہ مینجر صاحبان اپنے گھر اپنے آبائی گاؤں آتے بھی تو اس سے پہلے ان کے حصے کا منافع اور ان کی تنخواہ کا حساب کتاب مہتہ جی یا اکاؤنٹنٹ صاحب تیار کر کے ان کو ادا کر دیتے تھے، اس معاملے میں ذرا بھی دیر نہیں لگتی تھی۔ اس زمانے میں یہ میمن حضرات اپنی فرموں کی سینکڑوں شاخوں کو کس طرح کنٹرول کرتے تھے اور ان کے حساب کتاب کس طرح تیار کرتے تھے، یہ معاملہ آج تک ہمارے لئے ایک سربستہ راز ہی ہے۔

بہر حال یہ اعلیٰ پیشہ ورانہ مہارت اور تجارتی تدبر اور سوجھ بوجھ کی عمدہ اور لازوال مثال ہے۔ حالانکہ یہ وہ میمن تھے جو کسی بھی بزنس اسکول نہیں گئے تھے، اس کے باوجود وہ ایک یکتا و منفرد بزنس سسٹم کے حامل اور موجد تھے جس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کسی

وقت اکاؤنٹنگ اور بزنس مینجمنٹ کے پیشے سے تعلق رکھنے والے ہمارے کچھ پروفیشنل حضرات اس موضوع پر تحقیق کریں اور اس راز کو کھولنے کی کوشش کریں۔

معمولی منافع کے شوقین : بعض حضرات اپنی ہی کلہاڑی سے اپنی ہی برادری کو کاٹتے ہیں اور اکثر منافع کمانے کے لئے ذخیرہ اندوزی جیسی بھونڈی حرکت کے مرتکب ہوتے ہیں مگر عام حضرات اور عام لوگوں کے لئے یہ حقیقت باعث توجہ دلچسپی ہے کہ ہمارے میمن برادری کے آباؤ اجداد نے بزنس میں معمولی منافع کو سامنے رکھا اور اکثر و بیشتر غنی بیگ اور باردانہ کی صورت میں (جو پیکنگ میں استعمال ہوتے تھے) کی صورت میں بھی برائے نام منافع کمایا۔ ان حضرات کا ایمان تھا بڑے ٹرن اوور کے ساتھ منافع کی معمولی شرح بھی کافی ہے اور یہ تجارت و کاروبار کی مجموعی ترقی کی ضمانت ہے۔ آج کے دور میں مینجمنٹ کے بڑے بڑے ماہر لوگ (گرو) بھی اسی حکمت علمی کو اختیار کرتے ہیں۔

تحریک آزادی : یہ صرف تجارت، بزنس اور کاروبار ہی نہیں تھا جس میں میمن برادری کے افراد نے حصہ لیا بلکہ انہوں نے تو تحریک آزادی میں بھی بھرپور طریقے سے دلچسپی لی اور اس تحریک کو بھی مساوی وقت دیا۔ اس موضوع کو تفصیل سے محض اس طرح بیان کروں گا کہ برادری کے ان افراد کے نام بتاؤں گا جنہوں نے تحریک آزادی کے آغاز میں یا تو حصہ لیا تھا یا پھر اس کے لئے سپورٹ فراہم کی تھی۔

کچھ اہم نام : تحریک خلافت کے دوران متعدد معروف اور نامور میمن حضرات نے خطیر رقوم کے عطیات فراہم کیے۔ ان عطیہ دہندگان میں سیٹھ احمد میاں فرزند جان محمد چھوٹانی اور عمر سبحانی کے نام قابل ذکر ہیں۔ 1944ء میں جب سبھاش چندر بوس نے ''آزاد ہند فوج'' کی تشکیل کا اعلان کیا تو مسٹر اے حبیب حاجی یوسف معرفانی نے اس کاز کے لئے خطیر رقوم کے عطیات دیئے۔ آپ کو کونسل آف انڈین لبریشن آرمی کے سپلائی بورڈ کا چیئرمین مقرر کیا گیا۔ جناب اے ستار اسحاق سیٹھ اور جناب ہارون اے لطیف آدمانی میمن برادری کے ان دوسرے نمایاں اور ممتاز ارکان میں شامل تھے جنہوں نے مذکورہ تحریک میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ بعد میں حکومت برطانیہ نے ہارون آدمانی (مرحوم) کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا۔ اس کے علاوہ برصغیر کی مشہور ریشمی رومال تحریک میں بھی متعدد میمنوں نے بڑی سرگرمی، جوش اور ولولے کے ساتھ حصہ لیا تھا۔ انہوں نے مذکورہ تحریک میں خود بھی حصہ لیا تھا اور اس کے لئے مالی امداد بھی فراہم کی تھی۔

گاندھی جی کو ایک میمن نے ہی لیڈر بنایا تھا : ہمارے بہت سے قارئین کے لئے یہ بات بالکل نئی اور انوکھی ہوگی کہ ایک میمن بزنس مین نے مہاتما گاندھی کو عوامی و سیاسی رہنما بنانے میں اہم کردار کیا تھا اور انہوں نے ہی گاندھی جی کے لئے یہ موقع فراہم کیا تھا۔ ''دی لائف آف مہاتما گاندھی'' کے مصنف مسٹر لوئی فشر ہیں۔ مذکورہ کتاب مہاتما گاندھی کی زندگی پر چند مشہور کتابوں میں سے ایک ہے۔ مسٹر لوئی فشر نے لکھا ہے: ''موہن داس کرم چند گاندھی لندن سے قانون کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد جب انگلستان سے واپس ہندوستان پہنچے تو انہوں نے اپنے بڑے بھائی کی مدد اور تعاون سے راجکوٹ میں پریکٹس شروع کر دی لیکن بطور ایک وکیل کے موہن داس کرم چند گاندھی نہ تو راجکوٹ میں چل سکے اور نہ بمبئی میں۔ وہ چھوٹے موٹے کیسوں میں بھی عدالت میں ایک لفظ نہ بول سکے۔

اس موقع پر، زندگی کے اس اہم موڑ پر گاندھی کے آبائی قصبے پور بندر کے ایک اہم میمن جن کا نام جناب دادا عبداللہ سیٹھ تھا، آگے آئے اور انہوں نے گاندھی جی کی مدد کی۔ دراصل دادا سیٹھ ہندوستان سے جنوبی افریقہ منتقل ہو چکے تھے اور وہاں قدم جما چکے تھے۔ انہوں نے گاندھی جی کو یہ پیشکش کی کہ وہ ڈربن میں سیٹھ صاحب کے عدالتی کیسز کو نمٹائیں۔ اس کے عوض 105 پاؤنڈ اسٹرلنگ سالانہ معاوضہ مقرر ہوا۔ مسٹر گاندھی جی

نے یہ پیشکش فوراً قبول کر لی اور افریقہ چلے گئے جہاں انہوں نے پورا ایک سال دادا عبداللہ سیٹھ کی خدمت میں گزارا جنہوں نے گاندھی جی کی تربیت اتنی عمدگی سے کی، انھیں اتنے اچھے مشورے دیئے اور ان کی اس قدر حوصلہ افزائی کی کہ وہ ایک اچھے ایڈووکیٹ بن گئے۔

اس دوران وہ کس طرح تبدیل ہوئے ؟ اس دوران گاندھی جی نے ہندوستانیوں اور دوسرے غیر سفید فام لوگوں کے خلاف سفید فاموں کے نسلی تعصب اور ریشہ دوانیوں کو قریب سے دیکھا تو ان نسلی تعصبات کے خلاف احتجاجی تحریکوں میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ بعد میں گاندھی جی نے جنوبی افریقہ میں ہی قیام کا فیصلہ کیا اور 20 سال وہاں گزارے۔ بس یہی وہ موڑ تھا جب گاندھی جی کی زندگی میں انقلاب آیا اور موہن داس کرم چند گاندھی ایک نمایاں اور سرکردہ سیاست شخصیت بن گئے۔

تحریک پاکستان اور عطیات کی فراھمی : تحریک پاکستان شروع ہوتے ہی میمنوں نے قائداعظم کی قائم کردہ آل انڈیا مسلم لیگ اور پریس فنڈ میں سخاوت اور فیاضی سے عطیات دینے شروع کر دیئے۔ قائداعظم گجراتیوں اور میمنوں کی حب الوطنی سے بخوبی آگاہ تھے، اسی لئے انہوں نے ریاست کاٹھیاواڑ کے ہر گلی کوچے کا دورہ کیا۔ راجکوٹ کتیانہ گونڈل، دھوراجی، مانگرول، بانٹوا، مانادور، راناباؤ، پور بندر، جیت پور، دھوراجی، ونتھلی، قائداعظم نے جنوری 1940ء میں مذکورہ تمام شہروں کے دورے کئے۔ ان دوروں کے دوران بڑے بڑے جلوس نکالے گئے جو بعد میں اجلاسوں میں تبدیل ہوگئے اور قائداعظم نے ان سے خطاب بھی کیا۔ اس موقع پر جناب کھتری اسمٰعیل ابراہیم چندریگر اور جناب عثمان عیسٰی بھائی میمن دیگر نمایاں میمن لیڈروں نے بھی تقاریر کیں۔

ہر اجلاس کے موقع پر قائداعظمؒ کی خدمت میں عطیات اور رقوم سے بھری ہوئی تھیلی پیش کی گئی۔ مذکورہ بالا بڑے شہروں اور چھوٹے مقامات پر قائداعظمؒ کی آمد اور وہاں کے لوگوں سے خطاب سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قائداعظم 1940ء جیسے ابتدائی زمانے میں بھی گجراتیوں اور میمنوں کو کتنی اہمیت دیتے تھے۔ برطانوی حکومت نے تحریک آزادی پاکستان کے سلسلے میں جن عوامی رہنماؤں کو جیل بھیجا ان میں آپ کو درج ذیل میمنوں کے نام بھی نظر آئیں گے، جناب یوسف عبدالغنی مانڈویا، جناب عثمان قاسم مٹھا (افواج پاکستان کے جنرل ابوبکر مٹھا کے والد) جناب احمد نور محمد اور جناب اے ستار پاریکھ۔

عوامی فلاح و بھبود : انسانیت کی بھلائی اور فلاح و بہبود کے کاموں میں میمن برادری ہمیشہ ہی پیش پیش رہی ہے اس نے بلا امتیاز نسل، رنگ، فرقہ، ذات دکھی انسانیت کی خدمت ہے۔ قدرتی اور ناگہانی آفات کے موقع پر بھی اس برادری نے ہندوستان، پاکستان ہر جگہ بغیر کسی امتیاز کے متاثرہ لوگوں کے دکھ درد دور کئے۔ 1930ء کی دہائی میں کوئٹہ اور بہار میں خوفناک زلزلہ آیا اور مشرقی پاکستان میں سیلاب نے تباہ کاریاں مچائیں۔ ہر موقع پر میمن برادری ہی آگے آئی۔ زلزلہ سے متاثرہ لوگوں کی بحالی کے لئے جناب عبدالستار حاجی سلیمان نوی والا کو وائسرائے ہند نے ان کی خدمات کے اعتراف میں ''قیصر ہند'' کا خطاب عطا کیا تھا۔ مشرقی پاکستان میں سیلاب زدگان کی امداد کے لئے لازوال خدمات انجام دینے پر جناب عثمان سلیمان کو حکومت پاکستان کی جانب سے ''ستارہ خدمت'' کا اعزاز ملا تھا۔

تقسیم برصغیر کے بعد : برصغیر کی تقسیم اور قیام پاکستان کے بعد جب ہندوستان کے ہزاروں مسلمانوں نے پاکستان کی طرف ہجرت کی تو اس موقع پر میمن ریلیف کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔ ہندوستان میں پور بندر، بمبئی، ریاست کچھ مانڈوی اور کچھ بھج اور اوکھا میں ریگولر (مستقل) کیمپ قائم کئے گئے جبکہ پاکستان میں کھوکھراپار، کینٹ اسٹیشن، کراچی اور کیماڑی میں بھی امدادی کیمپوں کا قیام عمل میں آیا اور مہاجرین

کو میمن اور غیر میمن کے امتیاز کے بغیر خوراک، طبی سہولیات، ٹرانسپورٹ اور پناہ (چھت) بالکل مفت فراہم کی گئیں۔

تعلیم کے شعبے میں کردار : یہاں پر مناسب ہوگا اگر ہم برادری کی ان کوششوں کو زیر بحث لائیں جو اس نے اپنے بچوں کو تعلیم یافتہ بنانے میں کیا اور اپنے لوگوں کے لئے تعلیمی اداروں کے قیام پر خصوصی توجہ مرکوز کی۔ میں آپ کو پیچھے یعنی 1869ء تک لے جانا چاہوں گا۔ یہ وہ سال تھا جب سر سید احمد خان نے انگلینڈ جاتے ہوئے پہلی بار بمبئی کا دورہ کیا تھا۔ ''خودنوشت سوانح حیات'' سر سید احمد خان کی آپ بیتی ہے جو پاکستان میں چند سال پہلے دوبارہ شائع کی گئی ہے۔ اسی میں لکھا ہے کہ سر سید احمد خان نے کچھی میمن تاجروں اور سوداگروں سے ملاقات کی اور اس بات کو بطور خاص نوٹ کیا کہ ہر ذی حیثیت میمن فیملی تعلیم کے لئے نمایاں کردار ادا کر رہی تھی اور ایک مدرسہ چلا رہی تھی جہاں تمام برادریوں کے بچوں کو مذہبی تعلیم دی جا رہی تھی۔ یہ گویا اس ابتدائی دور میں تعلیم کے فروغ کے لئے پیشہ ور تاجروں کی جدوجہد تھی۔

بابائے تعلیم سر آدم جی : 1930ء کی دہائی تک میمنوں بالخصوص میمن تاجروں، صنعت کاروں اور بزنس میمنوں کی اکثریت کو گجراتی اور انگریزی زبان صرف اس حد تک آتی تھی کہ بزنس کا کام چل رہا تھا۔ وہ مذکورہ زبانوں کے ٹیلی گرام پڑھ یا کمپوز کر سکتے تھے مگر پھر یکا یک ان کو اس حقیقت کا ادراک ہوا کہ میمن برادری کا مستقبل تعلیم یافتہ نوجوان نسل سے وابستہ ہے اس لئے اس نسل کو تعلیم دلوانی چاہئے۔ سر آدم جی حاجی داؤد جن کو برادری میں ''بابائے تعلیم'' کے نام سے جانا جاتا ہے، انہوں نے بہت پہلے اس حقیقت کو سمجھ لیا تا کہ میمنوں کی کاروباری مہارت اور تاجرانہ صلاحیتوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے ''فروغ تعلیم'' ہی سب سے اہم اور موثر ہتھیار ہے۔ اس حوالے سے انہوں نے جو کچھ کہا اس میں یہاں درج کر رہا ہوں۔ یہ نکرا مہیر بوس کی کتاب ''دی میمنز'' سے لیا گیا۔

مادر تعلیم خدیجہ حاجیانی ماں : محترمہ خدیجہ حاجیانی ماں (مرحومہ) نے تعلیم نسواں کا پر رونق اسلام گرلز اسکولز اور اور رونق اسلام گرلز کالج قائم کر کے اپنے وسائل اور مخیر حضرات کے تعاون سے اپنی پر خلوص ساتھی خواتین کے ساتھ مل کر علم کی دنیا اور علم کی تاریخ میں جو کارنامہ انجام دیا ہے۔ وہ پاکستان کراچی کے عوام کو ان کی تعلیمی خدمات کی یاد دلاتا رہے گا۔ مرحومہ خدیجہ ماں کے تعلیمی ادارے مرحومہ کی گراں قدر تعلیم نسواں کی خدمات کو یاد دلاتے رہیں گے۔

ہماری مالی ترقی : ''کاروبار اور تجارت کی معلومات دیگر تمام اقسام کی معلومات سے بڑھ کر ہے۔ یہ ایڈونچر، جرائد اور دیانت کی روح کے لئے وسیع میدان فراہم کرتی ہے۔ اس کی نہ حدود ہیں اور نہ سرحدیں۔ ہمارے آباؤ اجداد نے اپنی ابتدائی مہارت اور صلاحیت اور قدیم طرز تجارت سے ہی عام تجارت کے میدان میں اپنی بالادستی قائم کی اور دو صدیوں تک اس بالادستی کو ٹاپ پوزیشن میں برقرار رکھا۔ 23 روپے کی گدی اور تکیے اور 33 روپے کی ایک تجوری کے ساتھ میمنوں نے اپنی دیانت اور عمدہ ساکھ کی بدولت لاکھوں روپے کے کاروبار کئے۔ آج میمن تجارتی اداروں کے منیجر، سول سروس کے اعلیٰ افسران سے بھی زیادہ تنخواہیں لے رہے ہیں۔ ابھی تک یہ سب کام اور یہ سب چیزیں بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں لیکن اگر مستقبل کی طرف نظر ڈالیں تو ہمیں احساس ہوگا کہ مستقبل قریب میں ہمیں انڈسٹریلائزیشن اور ٹیکنالوجی کے حوالے سے نئے چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہمارے بزنس کو اب جدید معلومات اور مہارت کی ضرورت پڑے گی۔ ہمارا اصل مقصد میمن نوجوانوں کو اعلیٰ تعلیم کی فراہمی ہے مگر ساتھ ہی ہمیں ان کو تجارتی ذہنوں کا مالک بنانا ہے۔''

یہ 1928ء جیسے ابتدائی عہد میں برادری کے اکابرین کے خیالات تھے اور کیوں نہ ہوتے؟ وہ پیشہ ور بزنس مین تھے، وہ جانتے تھے کہ

انہیں برادری میں علم کے فروغ کے لئے کیا کرنا ہے اور کیا کرنا چاہئے۔ اس نظریہ نے تین آل انڈیا میمن کانفرنسوں کے انعقاد کی راہ ہموار کردی جو بالترتیب راجکوٹ، جام نگر اور ماناودر میں منعقد ہوئیں اور ان کے نتیجے میں مئی 1933ء کے سال میں ''آل انڈیا میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی'' کی داغ بیل پڑی جس کے صدر سرآدم جی حاجی داؤد مقرر کئے گئے تھے۔

مذکورہ سوسائٹی نے ہندوستان بھر میں میمن طالب علموں کو اسکالرشپس فراہم کیں۔ ان تعلیمی وظائف نے میمن برادری میں برادری کے ارکان کو سیکنڈری اور ہائیر سیکنڈری کی سطح کی تعلیم کے حصول میں مدد فراہم کی۔ اس سوسائٹی نے ہی متعدد مشہور ڈاکٹرز اور ایڈووکیٹ پیدا کئے۔ قیام پاکستان کے بعد مذکورہ سوسائٹی دو حصوں میں منقسم ہوگئی اور 1948ء میں ''دی پاکستان میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی'' وجود میں آئی۔ اس کے پہلے صدر جناب ابوبکر زویری تھے۔ 1949ء میں اس کے صدر جناب عبدالواحد آدم جی بنے جو اس عہدے پر 1968ء تک فائز رہے۔

میمن برادری ایک تاجر برادری ہے۔ ''یہ کماتی، دوسروں کو دینے کے لئے ہے۔'' یہ واقعی صحیح معنوں میں ایک نیک اور خداترس برادری ہے۔ پاکستان آنے کے بعد میمن برادری نے تعلیم پر فوری توجہ دی اور کراچی، حیدرآباد اور سکھر میں تعلیمی اداروں کا جال بچھادیا۔ قومیائے جانے سے پہلے سندھ میں 100 سے زائد ایسے اسکول تھے جو میمن برادری کے زیر اہتمام کام کررہے تھے۔ مندرجہ ذیل نمایاں تنظیموں نے اسکول اور تعلیمی ادارے قائم کئے:

☆ میمن ایجوکیشنل بورڈ
☆ پاکستان میمن ویمن ایجوکیشنل سوسائٹی
☆ جیت پور کتیانہ میمن ایسوی ایشن کراچی وغیرہ وغیرہ

میمن ویمن ایجوکیشنل سوسائٹی مادر تعلیم محترمہ حاجیانی خدیجہ ماں کی قیادت میں قائم کی گئی تھی جو خود معمولی تعلیم یافتہ تھیں، ان کا تعلق بانٹوا سے تھا۔ انہوں نے رونق اسلام گرلز اسکول کے نام سے اسکولوں کی پوری زنجیر قائم کی اور بعد میں رونق اسلام گرلز کالج بھی قائم کیا۔ ان اسکولوں کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ ایک تو ان کے دروازے تمام برادریوں کی بچیوں کے لئے بلاکسی امتیاز کھلے ہیں اور دوسرے یہ کہ ان اسکولوں میں نہایت مناسب فیس وصول کی جاتی ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے میدان میں بھی میمنوں نے کام کیا ہے اور متعدد معیاری ادارے قائم کئے ہیں جن میں سے چند کے نام ذیل میں دیئے جارہے ہیں:

☆ داؤد انجینئرنگ کالج
☆ آدم جی سائنس کالج
☆ رونق اسلام گرلز کالج
☆ عثمان انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی
☆ عائشہ باوانی اکیڈمی
☆ ثریا پاریکھ کالج آف لبرل آرٹس
☆ حسین ابراہیم جمال انسٹی ٹیوٹ آف کیمسٹری، کراچی یونیورسٹی
☆ احمد باوانی اکیڈمی
☆ داؤد پبلک اسکول
☆ ہاشانی پوسٹ گریجویٹ آئی انسٹی ٹیوٹ
☆ میمن انسٹی ٹیوٹ آف ڈیٹا پراسیسنگ
☆ سرآدم جی انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیشن ٹیکنالوجی
☆ میمن انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی (متی)
☆ اقراء یونیورسٹی
☆ میمن مرکز

کچھ ٹرسٹ اور فائونڈیشن : میمن برادری میں اعلیٰ تعلیم کے فروغ کے لئے میمنوں کے بڑے بڑے تجارتی گروپس نے فاؤنڈیشنز اور ٹرسٹ قائم کئے ہیں۔ ان میں سے کچھ نمایاں اور اہم درج ذیل ہیں:

☆ داؤد فاؤنڈیشن
☆ سلیمان داؤد ڈائیلاسز سینٹر
☆ آدم جی فاؤنڈیشن

☆عزیز ٹبا فاؤنڈیشن
☆عائشہ باوانی
☆حسین فاؤنڈیشن

ان تمام ٹرسٹوں اور فاؤنڈیشنز نے ملک بھر میں تعلیمی اداروں کے قیام کے لئے بڑی فیاضی اور سخاوت سے عطیات فراہم کئے اور تمام برادریوں میں اعلیٰ تعلیم کے فروغ کے لئے طلبہ طالبات کو دل کھول کر تعلیمی وظائف بھی دیئے۔ ان کے علاوہ متعدد پیشہ ورانہ تعلیم کے ادارے بھی قائم کئے گئے ہیں جہاں ٹیکنالوجی کی تعلیم اور تربیت کا انتظام ہے۔ ان میں رنگون والا سینٹر، ورلڈ میمن فاؤنڈیشن کمیونٹی سینٹر اور خواتین کے سلائی کڑھائی سکھانے کے سینٹر شامل ہیں۔ گذشتہ کئی برسوں میں ورلڈ میمن فاؤنڈیشن کمیونٹی سینٹر نے تن تنہا گیارہ ہزار لڑکیوں کو مختلف پیشہ ورانہ شعبوں میں تربیت فراہم کی ہے۔

ادبی سرگرمیاں : تعلیم کے فروغ کے لئے کی جانے والی کوششوں کے علاوہ میمن برادری نے ملک بھر میں ادبی سرگرمیوں کے فروغ میں بھی نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ داؤد فاؤنڈیشن اور آدم جی فاؤنڈیشن دونوں نے ہی ادب کے لئے آدم جی ادبی انعام، داؤد ادبی انعام کا اجراء کیا ہے۔ دونوں انعامات افسانوی اور غیر افسانوی بہترین کتب پر دیئے جاتے تھے۔ ان انعامات کا فیصلہ پاکستان رائٹرز گلڈ کرتا تھا اور وہی اس معاملے میں آخری اور حتمی فیصلے کا ذمے دار تھا۔ ان انعامات کو ادبی حلقوں میں بڑی عزت و توقیر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے مگر 1971ء سے ان انعامات کا اجراء روک دیا گیا ہے۔

علاج معالجہ(صحت عامہ) اور طبی ادارے : میمن برادری میں صرف ''تعلیم'' ہی وہ شعبہ نہیں ہے جس میں برادری نے وسیع پیمانے پر کام کیا ہے بلکہ اس نے دوسرے شعبوں میں بھی خدمات انجام دی ہیں جن میں طب کا شعبہ بھی شامل ہے۔ میمنوں نے بے شمار اسپتال اور ڈسپنسریاں قائم کیں جن میں سے کچھ کے نام ذیل میں دیئے جارہے ہیں۔

☆کتیانہ میمن اسپتال
☆عثمان میموریل اسپتال
☆بانٹوا انیس اسپتال
☆میمن چیریٹیبل جنرل اسپتال حیدرآباد
☆ٹبا ہارٹ
☆بانٹوا خدمت کمیٹی اسپتال
☆کاٹھیاواڑ اسپتال
☆فاطمہ بائی اسپتال
☆جمال نور اسپتال
☆MII میڈیکل سینٹر
☆میمن جنرل اسپتال
☆حسینی اسپتال
☆پٹیل اسپتال
☆عزیز ٹبا ڈائیلاسز

میں نے یہاں صرف معروف اسپتالوں کے ہی نام دیئے ہیں، ان کی اگر تفصیل میں جائیں تو یہ صفحات کم پڑ جائیں گے۔ بہرحال طبی سہولتیں فراہم کرنے والی ڈسپنسریوں کا تو کوئی شمار ہی نہیں ہے۔ ان تمام اسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں نہایت مناسب فیس کے عوض عمدہ علاج ومعالجہ کی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں اور مستحق ونادار مریضوں سے فیس بھی نہیں لی جاتی، ان کا علاج معالجہ مفت ہوتا ہے۔

مختلف پیشوں میں موجود میمن ماہرین : آج میمن تقریباً ہر پیشے میں ہی موجود ہیں۔ ان میں قانون، طب، پیشہ ورانہ اکاؤنٹنسی، انفارمیشن ٹیکنالوجی، انجینئرنگ، آرکی ٹیکچر اور ٹیچنگ کے شعبے شامل ہیں۔ دی میمن پروفیشنل فورم کے سبھی ماہر اور معروف پروفیشنلز ہیں جو ملک بھر میں جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔ لوگ اپنے پیشوں میں مستقل پریکٹس کررہے ہیں۔ قاسم پاریکھ (مرحوم) حبیب میٹروپولیٹن بینک کے صدر رہے۔ کسی زمانے میں آپ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے گورنر بھی تھے۔ ڈاکٹر عبدالغفار بلو کراچی یونیورسٹی میں ڈین

آف میڈیسن تھے۔ ڈاکٹر اے مجید میمن (مرحوم) ڈاؤ میڈیکل کالج کے پرنسپل تھے۔ جناب جان محمد میمن سندھ کی پہلی میڈیکل یونیورسٹی کے پہلے وائس چانسلر رہے۔ ہمارے بہت سے پروفیشنل برادران میں سے کئی حضرات اعلیٰ عدالتوں میں جج کے عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں۔ کچھ میمن پیشہ ور ماہرین بار ایسوسی ایشنز، انکم ٹیکس بار ایسوسی ایشن، انسٹی ٹیوٹ آف پروفیشنل اکاؤنٹنٹس میں سینئر پوزیشن کے حامل ہیں۔ ان میں نمایاں اور مشہور لوگ درج ذیل ہیں:

جناب اشفاق یوسف تولہ، جناب محمد سلیم تھیپڑاوالا، جناب یوسف عادل، جناب عبدالقادر میمن، جناب اے رزاق دیوان، جناب مصطفیٰ لاکھانی اور جناب عبدالواحد تیجانی۔ آج چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس اور کاسٹ اینڈ مینجمنٹ اکاؤنٹنٹس کے پروفیشنل اداروں کی جو پاکستان کی سطح پر قائم ہیں میمن حضرات ہی سربراہی کر رہے ہیں۔ ان کے سربراہ جناب پیر محمد کالیا اور جناب اشرف باوانی ہیں۔ جناب پیر محمد کالیا تو انسٹی ٹیوٹ آف کارپوریٹ سیکریٹریز اینڈ ساؤتھ ایشین فیڈریشن آف اکاؤنٹنٹس کے صدر بھی ہیں۔ ایک اور مشہور میمن پروفیشنل جناب معین اے فدا ''اوورسیز چیمبر آف کامرس'' (سمندر پار چیمبر آف کامرس) کے قائم ہیں۔

معیشت اور اقتصادیات میں میمن برادری کا کردار : جناب اے ستار پاریکھ کی تصنیف 'Enterprising Philanthoropists' کے مطابق قیام پاکستان کے فوراً بعد دو کتابیں تصنیف کی گئیں جن میں سے ایک کتاب کے مصنف بھارت کے پہلے صدر ڈاکٹر راجندر پرشاد تھے جبکہ دوسری کتاب ڈاکٹر امبیڈکر نے لکھی تھی۔ ڈاکٹر امبیڈکر نے ہی بھارت کا آئین بھی تحریر کیا ہے۔ دونوں مصنفین نے ہی یہ پیش گوئی کی تھی کہ پاکستان زیادہ عرصے قائم نہیں رہ سکے گا۔ مسٹر جواہر لال نہرو (بھارت کے پہلے وزیر اعظم) نے بھی اس بات کی پیشگوئی کی تھی کہ پاکستان کبھی بھی معاشی اور اقتصادی طور پر مستحکم نہیں ہو سکے گا اور بالآخر اسے بھارت کے ساتھ الحاق پر مجبور ہونا پڑے گا۔ شاید اسی خواب و خیال کے تحت بھارت نے قیام پاکستان کے وقت پاکستان کے حصے کے 55 کروڑ روپے روک لئے تھے۔ یہ حصہ برطانوی ہندوستان میں پاکستان کے اثاثوں کا تھا جو پاکستان کو ملنا چاہئے تھے۔

میمنوں سے گزارش : قیام پاکستان کے فوراً بعد قائداعظم محمد علی جناح نے میمنوں سے کہا کہ وہ اس نومولود مملکت کو چلائیں اور اسے اس کے پیروں پر کھڑا کرنے میں مدد فراہم کریں۔ انہوں نے اس ضمن میں سر آدم جی جناب آئی ای چندریگر اور جناب یوسف ہارون سے رابطہ کیا۔

میمنوں کے ساتھ ظلم و ستم : ادھر بانٹوا، ماناوور اور کتیانہ میں بھارتی افواج اور دوسرے مسلح گروپوں نے ظلم کا بازار گرم کر دیا تھا اور میمنوں کو مجبور کیا جا رہا تھا کہ وہ اپنے گھر بار، کاروبار چھوڑ کر اس نئے ملک (پاکستان) چلے جائیں اور ایسا ہی ہوا۔

اسٹیفن آر لوئس اپنی کتاب ''پاکستان کی صنعتی اور تجارتی پالیسیاں'' میں لکھتا ہے: ''یہ نہایت تعجب خیز بات ہے کہ ابتدائی برسوں میں پاکستان کی معیشت مکمل طور پر برقرار رہی۔ یہ کیوں اور کس طرح ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مشہور و معروف ماہر مسلم برادری جس میں تاجرانہ مہارت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی جو اپنے آبائی وطن کو چھوڑ کر پاکستان آگئی تھی اور ان آنے والے تجربہ کار اقتصادی ماہرین میں سرکردہ میمن حضرات شامل تھے۔

اس بحران کے وقت اگر پاکستان نے اپنے آپ کو معاشی و اقتصادی طور پر مستحکم رکھا تو اس کا سارا کریڈٹ میمنوں کو جاتا ہے۔ یہ وہ چیز تھی جس کی کسی نے بھی پیش گوئی نہیں کی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ بعد میں پاکستان میں ایک بات بہت عام ہو گئی کہ ہر شخص اس بات پر شاکی نظر آتا تھا کہ

پاکستان کی تاجر برادری پر میمنوں کی اجارہ داری قائم ہوگئی ہے، یہ بالکل واضح حقیقت ہے کہ اگر اس طرح کی اجارہ داری اور غلبہ میمن برادری ملکی اقتصادیات پر حاصل نہ کرتی تو پاکستان کی معیشت کو نہ ترقی ملتی اور نہ استحکام نصیب ہوتا۔''

سرمایہ اور تجارتی سوجھ بوجھ : میمن ماہر تاجر، صنعت کار، بزنس مین، سوداگر اپنے ساتھ انڈیا سے اپنا سرمایہ تو لائے تھے ہی، وہ تاجرانہ سوجھ بوجھ اور کاروباری لیاقت و تجربہ بھی لے کر آئے تھے اور ان سب کو یکجا کر کے انہوں نے پاکستان کی اقتصادی ترقی اور معاشی خوشحالی کے لئے شب و روز محنت شروع کردی۔ اس کام کا آغاز اس طرح کیا گیا کہ بے شمار کاروباری ادارے قائم کئے گئے جن کی شاخیں مشرقی پاکستان میں بھی تھیں اور مغربی پاکستان میں بھی۔

1971ء میں نئے سفر کا اختتام : اس کے بعد انہوں نے صنعت کی طرف توجہ دی اور اس طرح مختلف شعبوں میں صنعتیں قائم کرنے کا ایک نیا سفر شروع کردیا۔ ان کا یہ سفر جاری تھا کہ 1971ء میں حکومت کی جانب سے صنعتوں کو قومی ملکیت میں لینے کے بعد یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔

میمنوں کے کارنامے : آپ ان نیک اور خداترس لوگوں کے کارنامے بیان کرنے بیٹھ جائیں تو صفحات کے صفحات بھر جائیں گے۔ دنیا کی سب سے بڑی جوٹ ملز سر آدم جی حاجی داؤد نے قائم کی تھی اور انہوں نے ہی اسے بڑی عمدگی سے چلایا تھا۔ جنوبی مشرقی ایشیا کی سب سے بڑی پیپر مل ''داؤد'' گروپ چلا رہا تھا، اسی نے دنیا میں ریشم کے دھاگے کا پہلا پلانٹ لگایا تھا۔ اس میں بانس سے ریشم نکالا جاتا تھا۔ داؤد فیملی نے ہی پہلی یوریا فرٹیلائزر فیکٹری قائم کی تھی۔ اس کے علاوہ درج ذیل صنعتیں اور تجارتی ادارے بھی میمنوں کے ہی مرہون منت ہیں:

☆واحد پیپر بورڈ مل
☆واحد وائی کپڑے کا مل
☆ٹریکٹر اسمبلی کا پراجیکٹ
☆ایک بڑا بینک، مسلم کمرشل بینک
☆آدم جی انشورنس کمپنی
☆محمدی اسٹیم شپ کمپنی
☆اورینٹ ایئرویز (جو پی۔ آئی۔ اے کے نام سے جانی جاتی ہے)

میمنوں کی تجارتی کامیابیاں : مقامی طور پر پیٹرولیم کی تقسیم کنندہ کمپنیوں میں سے ایک داؤد پیٹرولیم لمیٹڈ وغیرہ۔ ان تمام اداروں کو میمنوں نے ہی قائم کیا تھا اور انہیں عمدگی سے چلایا بھی تھا۔ داؤد گروپ آف انڈسٹریز نے پاکستان سے سب سے زیادہ برآمدات کر کے نہ صرف دنیا بھر میں نام کمایا بلکہ پہلی صدارتی ٹرافی برائے برآمدات بھی حاصل کی۔ اسکے علاوہ دوسرے گروپس اور کمپنیز نے اپنے اپنے شعبوں میں مختلف اشیاء برآمد کر کے سب سے زیادہ برآمدات کرنے پر ایکسپورٹ ٹرافیاں حاصل کیں۔ اس کے بعد یونس برادرز نامی گروپ ابھر کر سامنے آیا۔ یہ زیادہ معروف نام نہ تھا مگر اس نے ٹیکسٹائل برآمدات کے شعبے میں مسلسل سات سال تک فیڈریشن کی ایکسپورٹ ٹرافیاں حاصل کیں اور سب سے زیادہ برآمدات کا ریکارڈ قائم کردیا۔

صنعت و تجارت کو مستحکم کرنے اور اس کی تعمیر نو کے علاوہ میمن برادری نے ایسے ادارے بھی قائم کئے جو ترقی پذیر معیشت کے لئے ناگزیر تھے۔ دی کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کی سربراہی ایک کے بعد دوسرے میمن کے حصے میں آتی رہی۔ یوسف اے ہارون (مرحوم)، جناب محمد علی رنگون والا (مرحوم)، اے کے سومار (مرحو)، احمد عبداللہ (مرحوم)، جناب اے رحمٰن حاجی حبیب، جناب عثمان کانڈلا والا (مرحوم) اور اے مجید باوانی (مرحوم) یکے بعد دیگرے چیمبر کے صدر منتخب ہوتے رہے۔ دی کراچی اسٹاک ایکسچینج کی داغ بیل جناب یوسف اے ہارون نے

ڈالی، وہی اس کے پہلے صدر بھی تھے۔ ان کے بعد قاسم دادا (مرحوم)، احمد دادا (مرحوم)، لطیف اے جمال (مرحوم)، جناب بشیر جان محمد اور دوسرے لوگ اس کے صدر بنے۔ اسٹاک ایکسچینج میں آج بھی میمن حضرات صدر بنے ہیں مثلاً جناب عقیل کریم ڈیڈھی جناب یٰسین لاکھانی اور جناب عارف حبیب وغیرہ۔

دیگر عھدے : دی فیڈریشن آف چیمبر آف کامرس (وفاق ہائے ایوان تجارت) کی صدارت 1955ء سے 1966ء تک محمد علی رنگون والا (مرحوم) کے پاس رہی۔ میمن تاجروں اور صنعت کاروں نے آر۔ سی۔ ڈی چیمبر آف کامرس اور انٹرنیشنل چیمبر آف کامرس کی تشکیل میں بھی متحرک کردار ادا کیا۔ حکومت پاکستان ابتداء ہی سے میمن تاجروں اور صنعت کاروں کی تاجرانہ سوجھ بوجھ، لیاقت اور تجربے سے بخوبی آگاہ تھی۔ 1960ء کے اوئل میں جو پہلا یونٹ ٹرسٹ ''نیشنل انویسٹمنٹ ٹرسٹ'' (یونٹ) قائم کیا گیا اس ٹرسٹ کے بانی چیئرمین کی حیثیت سے احمد داؤد (مرحوم) منتخب کیا گیا تھا جو معروف و ممتاز صنعت کار تھے۔ انہوں نے کئی سال تک اس عہدے پا فائز رہ کر عمدگی سے کام کیا۔

بالکل اسی طرح عبدالواحد آدم جی مرحوم کو پاکستان انڈسٹریل کریڈٹ اینڈ انویسٹمنٹ کارپوریشن کا چیئرمین مقرر کیا گیا جسے عام طور سے پبلک PICIC کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ اس وقت پاکستان میں یہ واحد ترقیاتی بینک یا مالی ادارہ تھا۔ مذکورہ بالا دونوں اداروں نے ہی ملک کی صنعتی ترقی میں قابل ذکر اور اہم کردار ادا کیا۔ جب تک ان دونوں اداروں کی سربراہی دو میمن صنعت کاروں کے ہاتھوں میں رہی اس وقت تک ان اداروں کی مالی پوزیشن نہایت مضبوط اور مستحکم رہی اور ان اداروں کو ملک کے اندر بھی اور بیرون ملک بھی نہایت اہم ادارے سمجھا جاتا رہا۔ مگر جیسے ہی ان انداروں کی سربراہی بیوروکریٹس کے پاس آئی ایسے ہی ان کے زوال کی علامات نظر آنا شروع ہوگئی۔

بنگلہ دیش کا قیام اور میمن برادری کا زوال : بنگلہ دیش کے قیام اور مشرقی پاکستان کے زوال نے میمن برادری کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ آدم جی جوٹ ملز، کرنافلی پیپر ملز، آدم جی پارٹیکل بورڈ پلانٹ، داؤد جوٹ ملز، داؤد شپنگ کمپنی، احمد باوانی ٹیکسٹائل ملز اور دوسری بے شمار صنعتوں کو بغیر کوئی معاوضہ ادا کئے قومی ملکیت میں لے لیا گیا۔ دوسری جانب اپنے ہی گھروں میں یعنی مغربی پاکستان میں مسلم کمرشل بینک، آدم جی اینڈ سینٹرل لائف انشورنس کمپنیز، داؤد پیٹرولیم لمیٹڈ اور دوسرے بے شمار اداروں کو پیپلز پارٹی کی حکومت نے اپنی سماجی پالیسیوں کے تحت قومی ملکیت میں لے لیا ہے۔ ''گستار ایف پاپ نیک'' ایک امریکی محقق ہے جو پاکستان پر متعدد کتب لکھ چکا ہے، یہ کتب ہارورڈ یونیورسٹی شائع کر چکی ہے۔ گستار نے 1955ء ایک سروے کا اہتمام کیا تھا جس کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی کہ پاکستان کی مسلم فرموں میں میمنوں کا حصہ 26.5 فیصد ہے جبکہ وہ پاکستان کی آبادی کا محض 0.16 فیصد ہیں۔

اپنی کتاب ENTERPRISING PHILANTHROPISTS میں جناب اے ستار پاریکھ نے لکھا ہے کہ 1960ء میں کراچی اسٹاک ایکسچینج میں درج شدہ LISTED کمپنیز میں میمنوں کا انویسٹمنٹ (سرمایہ کاری) 48.33 فیصد تھا، دوسری گجراتی برادری کی سرمایہ کاری کی شرح 17.7 فیصد تھی اور باقی کی شرح محض 17.7 فیصد تھی۔'' میمنوں نے بزنس، صنعت اور تجارت سے جو بھی منافع کیا اسے ایک بار پھر پاکستان میں نئی فرمیں اور تجارتی ادارے کھولنے میں صرف کر دیا گیا۔ 1971ء تک میمنوں کی مختلف شعبوں میں سرمایہ کاری اسی طرح تھی:

☆ انشورنس 13 فیصد
☆ بینکاری 13 فیصد
☆ کاٹن ٹیکسٹائل 26 فیصد
☆ اونی ٹیکسٹائل 72 فیصد
☆ سینتھیٹک ٹیکسٹائل 50 فیصد
☆ جوٹ 33 فیصد

☆ سیمنٹ 45 فیصد ☆ کیمیکلز 45 فیصد ☆ کاغذ گتہ 29 فیصد
☆ بناسپتی تیل 18 فیصد ☆ متفرق 27 فیصد

سوویت مصنف سرجی لیون نے میمنوں کے کردار اور خدمت کو اپنی کتاب ''سوویت اسکالرز ویو ساؤتھ ایشیا'' میں زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے۔ میں پاکستان کی اقتصادی ترقی میں میمن برادری کے کردار کو اپنے الفاظ میں بیان کرنے کے بجائے مذکورہ سوویت مصنف کی کتاب سے عبارت کا ٹکڑا یہاں نقل کر رہا ہوں۔ یہ زیادہ بہتر حوالہ ہے۔

اس وقت کیا پوزیشن ھے ؟ ''1947ء میں پاکستان کی آزادی کے بعد لاکھوں میمنوں نے اس نو مولود مملکت کی طرف ہجرت کے ساتھ ہی یہ لوگ ہندوستان سے دوسرے ملکوں کی طرف بھی گئے اور اپنے ساتھ اپنا سرمایہ بھی لے گئے۔ فی الوقت پاکستان میمن برادری سے تعلق رکھنے والے ماہر اور ممتاز تاجروں اور صنعت کاروں کی تجارتی سرگرمیوں کا مرکز بن چکا ہے۔ 1960ء کی دہائی میں لگ بھگ 1,50,000 میمن یا یوں کہہ لیجئے کہ کم وبیش اپنی برادری کی نصف تعداد اس ملک میں آباد تھی۔ یہ بالکل سچ ہے کہ اس وقت میمن پاکستان میں کل آبادی کا 0.16 فیصد تھے مگر پاکستان کے متوسط طبقے میں بالخصوص اعلیٰ متوسط طبقے میں ان کا تناسب خاصا بلند تھا۔ پاکستان میں ہر چھوٹی فیکٹری یا پلانٹ میمنوں کا ہی تھا۔ پاکستان کے اجارہ دارانہ متوسط طبقے میں میمنوں نے بعد ان کے رہنماؤں نے بڑا مضبوط اور مستحکم گروپ تشکیل دیا تھا۔ یہ سمجھ لیں کہ اس ملک میں اجارہ داری کرنے والے مرکزی خاندان 22 ہیں جن میں سے سات خاندانوں کا تعلق میمن برادری سے ہے۔ یہ سب تجارتی، صنعتی اور مالیاتی مقناطیس ہیں جن کی شہرت نہ صرف پاکستان میں ہے بلکہ پاکستان کی سرحدوں سے باہر تک پھیلی ہوئی۔ یہ ہیں: ☆ آدم جی ☆ داؤدوز ☆ باوانیز ☆ کریمز ☆ داداز ☆ ہاروزاور رنگون والا بنگالی گروپ۔

جوٹ کے بادشاہ : ان سب میں آدم جی سر فہرست ہیں اور انہیں ''جوٹ کا بادشاہ'' کہا جاتا ہے۔ بنگلہ دیش کے قیام سے پہلے یہ گروپ آدم جی جوٹ ملز کا مالک تھا جو نہ صرف پاکستان کی بلکہ ساری دنیا کی سب سے بڑی جوٹ ملز تھی۔ 1971ء تک مشرقی پاکستان میں قائم اس مل میں 35 ہزار ملازمین کام کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ آدم جی نے لگ بھگ 20 دوسرے بڑے صنعتی، تجارتی اور مالیاتی اداروں اور کمپنیز کا انتظام سنبھالا بلکہ بے شمار دوسرے تجارتی سیٹ اپس کو بھی چلایا جو پاکستان کی معیشت کو مضبوط اور مستحکم کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے تھے۔ ان تجارتی اداروں میں لگ بھگ 50 ہزار افراد ملازم ہیں جن کو آدم جی براہ راست کنٹرول کر رہے ہیں۔ ان اداروں کے اثاثہ جات 67-1966ء تک کم و بیش 2.25 تک پہنچ گئے تھے۔ آدم جیز پاکستان میں اجارہ دارانہ گروپس کے درمیان اثاثہ جات کی مالیت کے اعتبار سے تیسرے نمبر پر تھے۔

دائود گروپ : گزشتہ چند سال میں داؤد گروپ نے جس طرح غیر معمولی طور پر ترقی حاصل کی ہے، اس کی ان خصوصیات کو اہمیت کی نظر سے دیکھا گیا۔ آدم جیز کے مقابلے میں داؤد گروپ قیام پاکستان کے وقت اتنا بڑا گروپ تھا اور نہ اس کا شمار بڑے صنعت کاروں میں ہوتا تھا لیکن بعد میں اس گروپ نے بہت ترقی کی اور اپنے آپ کو بڑے صنعت کاروں میں شمار کرلیا۔ 72-1971ء کے واقعات سے پہلے داؤد گروپ میں 20 کمپنیاں شامل تھیں۔ ان میں سے اکثر پاکستان کی سب سے بڑی کمپنیاں تھیں۔ اس گروپ کی بنیادی صنعتی کمپنیاں درج ذیل تھیں:

☆ داؤد کاٹن ملز ☆ بورے والا ٹیکسٹائل ملز ☆ لارنس پور وولن اینڈ ٹیکسٹائل ملز (مغربی پاکستان میں)
☆ دی کرنافلی پیپر ملز ☆ داؤد مائنز (کوئلہ کی کانیں)

☆ کرنافلی ریان اینڈ کیمیکل (مصنوعی ریشے اور دوسرے سینتھیٹک میٹریل کی پیداوار) (مشرقی پاکستان میں)

☆ دی داؤد جوٹ ملز (انہوں نے مشرقی پاکستان میں جوٹ کی ایک بڑی مل تعمیر کرنی شروع کی تھی۔ انہوں نے امریکن ہرکولیس فرم کے تعاون سے ایک کمپنی تشکیل دی جس کا نام تھا، داؤد ہرکولیس کیمیکلز جو ایک بہت بڑا مصنوعی کھاد کا پلان لاہور کے قریب تعمیر کر رہی تھی۔ مزید یہ کہ داؤد نے چند سال پہلے پٹرولیم اور اسٹیم شپ کمپنیاں قائم کیں۔ 1971ء تک مذکورہ پیٹرولیم کمپنی نے پورے پاکستان میں کامیابی کے ساتھ پیٹرولیم اور تیل کی پیداوار کا آغاز کر دیا تھا۔ نیکی اور خداترسی کے کام کرنے والا فلاحی ادارہ ''داؤد فاؤنڈیشن'' بھی ایک بہت اہم اور ضروری مالی و مالیاتی ادارہ ہے۔ 1968ء کے اختتام تک اس فاؤنڈیشن کے اثاثے 50 ملین روپے سے بھی زائد تھے جنہیں مختلف کمپنیوں مختلف سیکٹرز میں انویسٹ کر دیا گیا تھا۔ اسی فاؤنڈیشن نے داؤد کالج آف انجینئرنگ اور داؤد پبلک اسکول بھی قائم کیے جو مشرقی اور مغربی پاکستان میں قائم کردہ ان کے دوسرے تعلیمی اداروں کے علاوہ تھے۔

سات میمن خاندان اور دیگر : پاکستان کے 22 بڑے خاندانوں میں شامل یہ سات میمن خاندان تو اپنی جگہ ہیں، ان کے علاوہ لگ بھگ ایک درجن میمن خاندان یا گروپ اور بھی ہیں جو متوسط میمن صنعت کاروں پر مشتمل ہیں جو یا تو پاکستان میں کسی کے ساتھ پارٹنر (شریک) ہیں یا پھر کسی غیر ملکی کمپنی کے ساتھ مل کر کاروبار کر رہے ہیں اور اس طرح ان لوگوں نے صنعت و تجارت میں نمایاں اور مستحکم پوزیشنیں حاصل کر لی ہیں۔ ان خاندانوں کے نام ہیں:

☆ دی دادا بھائیز: ان کی پاکستان میں 17 کمپنیاں ہیں اور ایک کمپنی بھارت میں ہے۔

☆ جعفر برادرز: ان کی 16 کمپنیاں پاکستان میں ہیں، 2 کمپنیاں انگلینڈ میں ہیں اور ایک کمپنی انڈیا میں ہے۔ اس کے علاوہ اس گروپ کا کاروبار کویت اور بحیرہ احمر کے اہم ساحلی علاقوں پر واقع ممالک سے بھی ہے۔

☆ حاجی احمد حاجی ہاشم: ان کی تمباکو اور چینی (شکر) کی صنعت ہے۔

☆ حسین ابراہیم: ان کی ٹیکسٹائل مل بھی ہے، شوگر انڈسٹری بھی اور ٹیوب رولنگ ملز بھی۔

☆ دی پاکولا اور دوسرے اہم گروپس ان کے علاوہ ہیں۔''

آج کی کہانی : مذکورہ بالا کہانی ماضی کی داستان ہے۔ آج میمن برادری کے بہت سے افراد اور ارکان دوسرے پروفیشنز میں بھی چلے گئے ہیں اور انہوں نے بہت جلد سینئر پوزیشنیں حاصل کرنی شروع کر دی ہیں اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر معتبر نام حاصل کر چکے ہیں، بڑی بڑی ملٹی نیشنل کمپنیز میں میمن حضرات سینئر ایگزیکٹوز کے عہدوں پر بھی فائز ہے۔ گویا طویل عرصہ گزر جانے کے بعد بھی میمن برادری نے بزنس میں اپنا حصہ برقرار رکھا ہے اور صنعت و تجارت میں بھی۔ پاکستان کے سیمنٹ کے بڑے پلانٹوں میں سے تین پلانٹ سب سے بڑی یوریا فرٹیلازر کمپنی، متعدد وسیع ٹیکسٹائل اسپنگ، ویونگ اینڈ فنشنگ ملز شوگر پلانٹس اور دوسرے بے شمار صنعتیں آج بھی میمن تاجر اور صنعت کار چلا رہے ہیں۔

اختتامیہ : اس مقالے کی تیاری میں، میں نے کوشش کی ہے کہ غیر جانب دار اور بامقصد رہوں اور برادری کے ساتھ اپنی وابستگی کو اس حد تک نہ جانے دوں کہ اس کے باعث یہاں پیش کردہ حقائق مسخ ہو جائیں۔ جہاں تک اس مقالے میں پیش کردہ اعداد و شمار کا تعلق ہے تو وہ میں نے صرف معتبر اور مستند کتب اور مضامین سے اخذ کیے ہیں جن کے مصنف غیر میمن اسکالرز ہیں۔ میں اپنے تمام میمن بھائیوں کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا

چاہوں گا کہ کسی زمانے میں ہماری برادری نے اس ملک کی معیشت کے بڑے حصے کو کنٹرول کیا تھا۔ اور ہمیں سرمایہ داروں کی حیثیت سے شہرت حاصل تھی۔ اس حوالے سے انہیں کسی کے آگے شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ اس پر فخر ہونا چاہئے کہ ان کا تعلق اس شاندار اور تاریخ ساز میمن برادری سے ہے۔ اس برادری نے ملک کے طول وعرض میں کارخانے اور صنعتیں لگا کر ایک طرف تو لوگوں کو روزگار فراہم کیا، دوسری طرف ملک کے لئے قیمتی زرمبادلہ کمایا بھی اور بچایا بھی۔ لیکن میمن تاجروں اور صنعت کاروں نے دولت کما کر دوسروں کی طرح تجوریوں میں بند نہیں کی بلکہ اس کو مزید دولت کمانے کے لئے آگے انویسٹ کر دیا۔ اس طرح انہوں نے مثالی ترقی حاصل کی۔ اور ملک کو اقتصادی ترقی کی راہ پر گامزن کیا۔ میمنوں نے جس طرح ملک کو ترقی دی اس سے گویا انہوں نے پاکستان کو ایک ماڈل ریاست کے طور پر دوسرے ترقی پذیر ملکوں کے سامنے پیش کیا۔

ایک خوبصورت نام : جناب اے ستار پاریکھ نے اس برادری کے لئے بڑا خوبصورت نام تجویز کیا ہے ''خداترس صنعت کار اور تاجر''۔ یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ ہم نے عوام الناس کی فلاح و بہبود اور خوشحالی پر خرچ کی جانے والی رقوم کی شماریات کو ترتیب نہیں دیا ہے مگر اس مقالے میں، میں نے تعلیمی اور طبی سہولیات فراہم کرنے والے اداروں کی جو مثالیں پیش کی ہیں ان سے آپ کو تسلی بخش اندازہ ہو سکتا ہے لہٰذا ہمیں اپنے میمن ہونے پر فخر کرنا چاہیے اور اس بات پر بھی کہ ہم ''خداترس تاجروں اور صنعت کاروں'' کی برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔

آخری بات ! میمنی بولی : آخر میں مجھے یہ بات کہنے کی اجازت دیجئے کہ ہم سب کو اپنی شناخت، اپنے میمن ہونے کی پہچان کو قائم اور برقرار رکھنا ہے۔ میمنی بولی، دراصل ہماری شناخت اور ہماری پہچان یہی بولی ہے۔ اگر ہم اس کو گلے سے لگالیں اور اپنے گھروں، کاروبار، ہر جگہ بولیں تو ہماری شناخت برقرار رہ سکتی ہے۔ اب یہ ہم پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اپنی میمنی بولی کو ایک مکمل اور بھرپور زبان کے طور پر ترقی دیں۔ میں نے اس موضوع پر یعنی میمنی زبان پر ایک بھرپور اور تفصیلی مضمون لکھا ہے جو شائع بھی ہو چکا ہے اور آپ کو یہ جان کر یقیناً بے حد مسرت ہوگی کہ ہماری برادری کے رسالوں اور جرائد نے میمنی میں بھی مضامین شائع کرنے شروع کر دیئے ہیں جو رومن رسم الخط میں ہیں۔ کراچی کے ماہنامہ میمن عالم، ماہنامہ میمن سماج، ماہنامہ میمن بلیٹن، بمبئی کے میمن ویلفیئر (گجراتی) اور برطانیہ کے میمن بلیٹن (انگریزی) نے اپنے شماروں میں اس طرح کے مضامین شامل اشاعت کئے ہیں۔

ایک دل دکھانے والی بات : بعض لوگ اس قسم کی باتیں کر کے ہمارا دل دکھاتے ہیں اور ہمیں اذیت دیتے ہیں کہ میمن ہمیشہ اس سمت کی طرف پیش قدمی کرتا ہے جہاں اسے دو روپے کا فائدہ نظر آتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ سچ ہو مگر میرے خیال میں یہ آدھا سچ ہے اور پورا سچ نہیں۔ اصل اور حقیقی سچ یہ ہے کہ **''میمن کماتا ہے، دوسروں کو دینے کے لئے''** یہ مکمل سچ ہے۔ یعنی میمن اپنے لئے کچھ نہیں کماتا، جو کچھ کماتا ہے، اسے کھاد کی طرح دوسری فصلوں کے حصول کے لئے کھیتوں میں بو دیتا ہے۔ یعنی اس کی سرمایہ کاری کر دیتا ہے۔ جس سے دوسروں کو روزگار بھی ملتا ہے اور کاروبار بھی اور ملک و برادری میں خوشحالی آتی ہے۔

آپ نے یہ قدیم بات ضرور سنی ہوگی، ایک بات جو ہم طویل عرصے سے سنتے آرہے ہیں یہ ہے کہ اگر میمن کے گھر میں صرف اتنا تیل ہے جس سے اس کے گھر کا چراغ روشن ہو سکے اور اس کے علم میں یہ بات آجاتی ہے کہ اس کے گھر کے برابر یا محلے میں جو مسجد ہے اس میں چراغ نہیں جلا اور وہاں تاریکی ہے تو وہ میمن اپنے گھر میں اندھیرا کر دے گا اور اپنے گھر میں موجود تیل سے اپنے محلے یا علاقے کی مسجد کے چراغ کو روشن کر دے گا۔ یہ ہے جذبہ میمنوں کا جو انمول ہے۔ میری بہنو اور میرے بھائیو! آپ کا اسی عظیم اور بے مثال برادری سے تعلق ہے، یہ خداترس اور نیک تاجروں وصنعت کاروں کی برادری ہے جس پر ہم سب کو ہی فخر ہونا چاہیے۔

(میمن ویلفیئر بمبئی کے بعد یہ مقالہ روزنامہ وطن گجراتی میں تین اقساط میں شائع کیا گیا تھا)

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

کمپیوٹرائزڈ کارڈ

کے سلسلے میں ضروری ہدایت

چھان بین کے لئے (For Scrutiny Purpose)

کمپیوٹرائزڈ کارڈ کے لئے نیچے دیئے ہوئے دستاویزات جمع کرانے ہوں گے۔

☆ درخواست گزار کے CNIC کارڈ کی کاپی

☆ والد کا بانٹوا میمن جماعت اور CNIC کارڈ کی فوٹو کاپی یا

☆ والد کے انتقال کی صورت میں Death Certificate اور بھائی / چچا (خونی رشتہ دار) کا بانٹوا میمن جماعت اور CNIC کارڈ کی فوٹو کاپی

☆ درخواست گزار کی دو عدد فوٹو 1x1 1/4

شادی شدہ ممبران کے لئے

☆ نکاح نامہ کی فوٹو کاپی یا تاریخ اور اگر درخواست گزار صاحب اولاد ہو تو بچوں کے ''ب فارم'' کی فوٹو کاپی اور 18 سال سے بڑوں کی CNIC کی فوٹو کاپی

☆ بیوی یا شوہر کے CNIC کارڈ کی فوٹو کاپی

☆ دستاویزات مکمل نہ ہونے کی صورت میں فارم جمع نہیں کیا جائے گا۔

آپ سے تعاون کی گزارش کی جاتی ہے

سکندر محمد صدیق اگر

کنوینر لائف ممبر شپ کمیٹی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

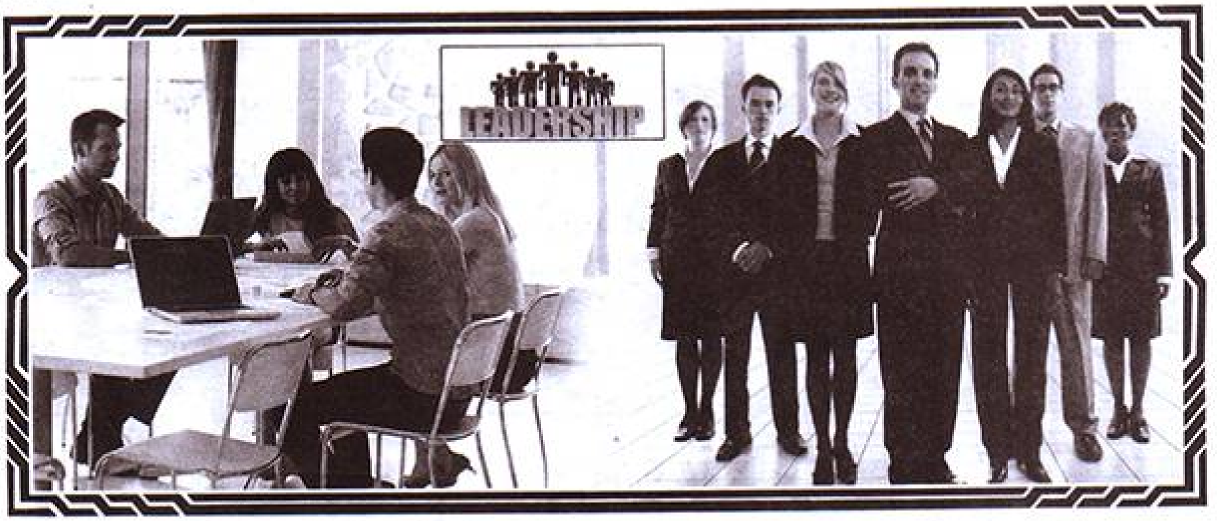

اپنے رویوں، خیالات اور نظریات میں نرمی خلوص کی علامت ہے

HOW TO IMPROVE DISCUSSION?

بحث وتکرار کو مفید بنائیں

تحریر : جناب کاشف عبدالستار موسانی

بحث وتکرار کوئی پسند نہیں کرتا لیکن تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ روزمرہ کے تعلقات کا حصہ ہے اور خاص طور پر میاں بیوی کی زندگی میں جہاں چوبیس گھنٹوں کا ساتھ ہو، وہاں بحث ہونا کوئی نئی چیز نہیں لیکن اگر آپ اپنی آخری لڑائی کو یاد کریں تو آپ محسوس کریں گے کہ بحث مکمل بے معنی نہیں تھی۔ بحث کے دوران ایسی باتیں بھی سامنے آسکتی ہیں جن پر ہوسکتا ہے کہ ہم عام حالات میں بات کرنا پسند نہ کرتے ہوں، لیکن غیر معمولی حالات میں دل میں چھپی بات منہ پر آجاتی ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ چیز آپ کے پارٹنر کے لیے بہت اہم ہو لیکن اس نے کبھی اس کا آپ سے اظہار ہی نہ کیا ہو۔ امریکا میں انسانی تعلقات کی ماہر جیسیکا پیڈیکولا کہتی ہیں کہ بحث کو اہمیت نہ دینے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہم سامنے والے ہی کو اہمیت کے قابل ہی نہ سمجھیں اور یہ بہت خطرناک رویہ ہے۔

خاص طور پر میاں بیوی کی زندگی میں تو اس کی بالکل کوئی گنجائش نہیں۔ ہم اس رشتے میں دوسرے سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ ''میں آپ سے بحث نہیں کرسکتا یا کرسکتی۔'' جیسیکا کہتی ہیں کہ میاں بیوی کو بہرحال چاہتے یا نہ چاہتے ہوئے مسئلے پر بات کرنا ہی پڑتی ہے۔ بحث کے دوران سامنے آنے والی کچھ چیزیں نہ صرف ہمارے تعلقات کی بہتری میں معاونت کا باعث بن سکتی ہیں بلکہ شادی شدہ زندگی میں موجود ٹیڑھے راستوں

کو سیدھے راستوں میں بدلنے کیلئے سنگ میل بھی ثابت ہوسکتی ہے۔ انہوں نے کچھ اہم باتوں کی نشان دہی کی ہے، آیئے ان پر غور کرتے ہیں۔

مسئلے پر بات کریں : مفکرین کہتے ہیں کہ بحث کے دوران بعض اوقات کوئی ایسا مسئلہ درپیش آجاتا ہے جسے بہر حال نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ہوسکتا ہے کہ آدمی سوچے کہ فی الحال اس مسئلے کو دبانا یا اس پر زیادہ بات نہ کرنا تنازع سے بچنے کا آسان حل ہے۔ لیکن ہر بار ایسا نہیں کیا جاسکتا۔ اگر آج نہیں تو کل آپ کو اس پر بات کرنا ہی پڑے گی۔ سماجی معاملات ہوں یا سیاسی معاملات بحث کے دوران ہمیشہ آپ کا رویہ لچکدار ہونا چاہیے، ایسا نہیں ہوگا تو آپ بھول جائیں کہ وہ مسئلہ کبھی حل ہوگا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اڑ جانا تعلقات کی بہتری میں ہمیشہ رکاوٹ ہوتا ہے۔ آپ کی سوئی بحث کے دوران ایک ہی معاملے پر اٹک کر نہیں رہنی چاہئے۔ اپنے رویوں، خیالات اور نظریات میں ایک دوسرے کے لیے جگہ رکھیں۔ جب دو افراد اور بالخصوص میاں بیوی میں کوئی ایسا ایشو سامنے آجائے جسے ماضی میں دونوں چھیڑنے سے گریز کرتے رہے ہوں تو بہتر ہے اس بار اگر وہ زیر بحث آگیا ہے تو اسے نہ ٹالا جائے۔ اسے مسئلے کو حل کرنے کا ایک موقع جان کر تعلقات میں بہتری لانے کی کوشش کی جائے۔

بحث کو لاحاصل ہونے سے بچائیں : سمجھدار لوگ کہتے ہیں کہ اگر آپ بحث کے دوران صرف اپنی باری کے انتظار میں رہتے ہیں اور دوسرے کے موقف کو غور سے نہیں سنتے تو اس بات کے امکانات ہیں کہ آپ دس گھنٹے بھی بولتے رہیں گے تو سوائے مغزماری کے کچھ حاصل نہیں ہوگا لیکن اگر آپ واقعی یہ سوچ کر اپنے سامنے والے کی بات سنتے ہیں کہ وہ کہنا کیا چاہتا ہے یا کسی بھی متنازع ایشو پر اس کی سوچ کیسی ہے؟ تو آپ اس بحث کو ضائع ہونے سے بچاسکتے ہیں۔ اسی طرح بحث کو مفید بنانے کے لیے ضروری ہے کہ آپ تضحیک آمیز الفاظ سے گریز کریں اور سامنے والے کو نیچا دکھانے کی فکر میں نہ لگے رہیں۔ اگر آپ کا مقصد ہر صورت اپنی بالا دستی قائم کرنا اور اپنے ہی موقف کو درست اور حتمی سمجھنا ہے تو تعلقات وہیں پہ کھڑے رہیں گے جہاں ہیں بلکہ ہوسکتا ہے کہ تعلقات کی نوعیت اور پیچیدہ ہونے لگے لیکن اگر آپ سامنے والے کے حقیقی جذبات اور ان کے پیچھے چھپی وجوہات کو مدنظر رکھیں گے تو آپ کو پتا چلے گا کہ اس مسئلے کی جڑ کیا ہے، اسی صورت میں آپ کے تعلقات کی بگڑتی تصویر کو بہتر رخ دے سکتے ہیں اور آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ کس طرح لڑائی کے بعد بھی ایک دوسرے سے خود کو جوڑے رکھنا ہے۔

سمجھوتے کی طرف آئیں : آپ گزرے ہوئے وہ لمحات یاد کریں جب آپ کی شدید تو تو میں میں ہورہی تھی۔ آپ دونوں غصے کے انتہائی درجے پر تھے۔ ٹمپریچر بہت بڑھا ہوا تھا۔ اس دوران بھی کچھ باتیں ایسی ہوئی ہوں گی جس پر آپ نے کہا۔ ”آپ درست کہہ رہے ہیں مگر۔“ ”آپ نے مانا ہوگا کہ کچھ ایشوز ایسے تھے جس پر آپ دونوں کی رائے ایک تھی لیکن درمیان میں اگر مگر لیکن وغیرہ کے الفاظ آجاتے ہیں۔ آپ نے انہی ”اگر مگر“ کو ختم کرنا ہے، آپ کو کسی بھی زیر بحث مسئلے کے منطقی انجام تک آنا چاہیے۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ آپ دوسرے کو پیچھے دھکیل کر اپنا راستہ بنائیں۔ آپ دونوں کو ایک ساتھ آگے بڑھنے کے لیے راستہ بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہی تعلقات کو بہتری کی طرف لے جانے کا طریقہ ہے۔ بحث کے دوران ایسے معاملات کو سامنے لائیں جن پر سمجھوتہ کی ضرورت ہے تاکہ تکرار کے بعد پیار کی منزل نصیب ہو۔

علم کے چراغ جلا کر جہالت کے اندھیرے دور کیجئے
اپنا، اپنی برادری اور اپنے ملک کا مستقبل روشن بنایئے۔

کاوش انتخاب

جناب عبدالعزیز ولی

اس کے دونوں جانب بنی ہوئی پتھر کی عمارتیں 1885ء اور 1920ء کے درمیانے عرصے کی تعمیرات ہیں

لکشمی داس اسٹریٹ

تحقیق و تحریر: جناب اقبال اے رحمٰن

کھارادر کپڑا مارکیٹ کا علاقہ ہے، یہ تین فرلانگ کی چوڑی گلی لکشمی داس اسٹریٹ کہلاتی ہے، جو ایک مارواڑی سیٹھ ٹھاکر لالجی لکشمی داس سے منسوب تھی۔ 1990-91 میں عراق امریکہ جنگ کے دوران یار لوگوں نے اسے صدام حسین روڈ کا نام دے دیا تھا، مگر یہ نام چلا نہیں، اس اسٹریٹ کا ایک سرا نیو نہام روڈ ہے اور دوسرا ایم اے جناح روڈ، مسٹر نہام کراچی میں پانی کی فراہمی کے لئے بنائی جانے والی اولین کمیٹی کے رکن تھے بعد میں اس سڑک کا نام تبدیل ہوا اور معروف گجراتی صحافی و مدیر فخر ماتری کے نام سے منسوب ہو گیا، فخر ماتری ملت گجراتی، حریت اردو اور لیڈر انگریزی کے مدیر اعلیٰ تھے۔ قائداعظم کی جائے ولادت یعنی وزیر مینشن بھی اسی سڑک یعنی نیو نہام روڈ پر ہے۔

لکشمی داس اسٹریٹ کے دونوں جانب قائم بڑی اور چوڑی دکانیں پتھر کی بنی جن عمارتوں کے نیچے واقع ہیں سنہ 1885 اور 1920 کے درمیانی عرصے کی تعمیرات ہیں، یہ دکانیں دراصل ٹیکسٹائل ملوں اور ٹیکسٹائل ڈسٹری بیوٹرز کے دفاتر تھے، سادگی کے دور میں سیٹھ لوگ ایسے ہی دفاتر پسند کرتے تھے، ملحقہ علاقوں یعنی کھارادر سے لے کر سول اسپتال کے علاقے تک میں ان کی رہائش ہوتی تھی، 90 فیصد کاروبار میمن برادری کے ہاتھ میں تھا، اکا دکا آفس سوداگران دہلی والوں کے تھے۔ چنیوٹ کے لوگ بعد میں آئے، اسی طرح کی بڑی بڑی دکانوں پر مشتمل گوردھن داس مارکیٹ بھی اسی گلی میں ہے، جس کا دوسرا دروازہ ایم اے جناح روڈ پر کھلتا ہے۔ یہ کشادہ مارکیٹ اس زمانے میں جائداد کی قدر کے اعتبار سے مہنگی ترین مارکیٹ تھی، جہاں لاکھوں کا کاروبار ہوتا تھا، اسی مارکیٹ کے لکشمی داس اسٹریٹ والے سرے پر ایک ٹھیلے میں مونگ پھلی یا تل اور گڑ کی آمیزش سے تیار کردہ گزک جسے کھارادر میں پھلی پاک یا چکی کہا جاتا ہے بہت مشہور ہے۔ 80 کی دہائی سے قائم اس ٹھیلے کی یہ ایسی سوغات ہے جس کا کوئی ثانی نہیں، بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ کراچی تو کجا پوری دنیا میں ایسی چکی ملنا ناممکن ہے، جب ہی تو آپ جس وقت بھی ان کے اسٹال پر جائیں ایک آدھ گاہک ایسا کھڑا ہوا ملے گا جو بیرون ملک مقیم پاکستانی ہو گا یا پھر بیرون ملک اپنے کسی عزیز کے لئے لینے آیا ہو گا، یہ انڈین گجرات کی سوغات ہے، مگر سعودی عرب میں مقیم ہمارے ایک انڈین گجراتی دوست کو کراچی میں بنی یہ سوغات بھجوائی تو انہوں نے بھی دانتوں تلے انگلی داب لی۔ مشہور زمانہ کوچین والا مارکیٹ کا مرکزی دروازہ بھی اسی گلی میں کھلتا ہے۔

میمن برادری کے تقسیم سے قبل جونا گڑھ سے چلے آئے طریقہ کار کے مطابق مارکیٹ جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد کھلتی تھی، اس لیے اس دن ہاف ڈے ہوتا تھا۔ اس گلی میں 70 کی دہائی میں ایک نئی سرگرمی کا آغاز ہوا، خلیجی ریاستوں میں پاکستانی محنت کشوں میں سے میمن محنت کشوں نے دبئی سے جاپانی سوٹ اور پینٹ پیس لا کر یہاں کھڑی سیٹھوں کی گاڑیوں پر رکھ کر بیچنا شروع کیا، بات پھیلی تو کاروبار بڑھا اب دوسری چیزیں

جیسے پرفیوم، گھڑیاں، ٹرانسسٹر اور ٹیپ ریکارڈر بھی بکنے لگیں، سارے کام کی آڑ میں اسمگل شدہ سامان کی ترسیل بھی شروع ہوگئی اور یہ اسٹریٹ ''چور گلی'' کے نام سے معروف ہوگئی۔ اس گلی سے گزرنا عذاب ہوگیا کہ آپ گلی سے گزر رہے ہیں تو آپ کے ساتھ ساتھ کوئی نہ کوئی لڑکا چلنا شروع ہوجاتا اور اس کے منہ سے رٹے ہوئے الفاظ آپ کی قوت سامعہ یا قوت برداشت کا امتحان لینا شروع ہوجاتے ''ہاں پینٹ پیس سوٹ پیس گھڑی مڑی سینٹ وائن اوپن کتاب'' گلی سے گزرتے گزرتے تین چار تو ایسے ٹکرا ہی جاتے۔ اس کاروبار کی مقبولیت نے موتن داس مارکیٹ کو جنم دیا۔ اسی گلی کے عقب میں چھاگلہ اسٹریٹ ہے، چھاگلہ فیملی اسماعیلی برادری کا ایک معتبر خاندان تھا، ان کے سرخیل وزیر علی چھاگلہ آغا خان جماعت خانہ کھارادر کے چیف مکھی تھے۔ اسی خاندان کے ایک بزرگ داتو سیٹھ کے نام سے کھارادر میں چھاگلہ داتو مسافر خانہ تھا جو اندرون سندھ سے آئے زائرین کی سہولت کے لیے قائم کیا گیا تھا، مسافر خانہ کی پتھروں سے بنی یہ خوبصورت عمارت فوارے اور وسیع دالان سے آراستہ تھی۔ چھاگلہ اسٹریٹ اب ''اسمٰعیل گیگا'' اسٹریٹ بن گئی ہے۔ اسمٰعیل گیگا کتیانہ میمن برادری سے تعلق رکھتے تھے، کپڑے کا کاروبار تھا، چھاگلہ اسٹریٹ میں ان کا آفس آج تک قائم ہے۔

اس گلی کے ایک کونے پر کچھی کھتری برادری سے تعلق رکھنے والے یامین بھائی کا فرائی اسٹال ہے، سموسے تو ہم کھاتے رہتے ہیں، مگر یامین بھائی نے سموسے کو نئی جہت دی ہے، بار بی کیو اور ملائی بوٹی سموسہ ان کی ایجاد ہے گلی کے اختتام ایم اے جناح پر ہوتا ہے، جہاں سامنے ہی میری ویدر ٹاور سر اٹھائے کھڑا ہے۔ 1886ء میں یہ ٹاور برٹش دور کے کمشنر کراچی سر ولیم میری ویدر کی یاد میں تعمیر کیا گیا تھا جس کی ڈیزائننگ معمار کراچی سر جیمس اسٹریچن نے کی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ٹاور پر یہودیوں کا متبرک نشان ''ڈیوڈ اسٹار'' بنا ہوا ہے، مگر ایسا نہیں، نشان ہے ضرور مگر ڈیوڈ اسٹار سے ملتا جلتا ہے۔ (بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی۔ مطبوعہ اتوار 26 جنوری 2020ء)

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی
فوری موبائل پیغام رسانی (SMS) کی سہولت
بانٹوا میمن جماعت کی آگاہی کے لئے ہمہ وقت باخبر رہنے کے لیے توجہ فرمائیے!!
بانٹوا میمن جماعت کے تمام Events کی اپ ڈیٹس حاصل کرنے کے لئے اپنے موبائل میں
Write Message میں جا کر ٹائپ کریں
FOLLOW BMJNEWS اور بھیج دیجئے 40404 پر
تعاون کے طلب گار
محمد شعیب ابو طالب دوجکی
کنوینر آئی ٹی کمیٹی
فون: 32728397 - 32768214
پتہ: بانٹوا میمن جماعت خانہ ملحقہ حور بائی حاجیانی اسکول،
یعقوب خان روڈ، نزد راجہ مینشن کراچی

Wise decision makers are
more likely to be successful

کامیابی - چند اصول
ان پر عمل کر کے سب حاصل ہو سکتا ہے

تحریر : جناب محمد سلمان ایم عارف سلاٹ، سیکنڈ ایئر

Salman Arif

ہمارے نوجوان اور خاص کر ہمارے طالب علم ساتھی ہر وقت الجھن میں رہتے ہیں۔ وہ بہت کچھ بلکہ سب کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر مسئلہ یہ ہے کہ ان کی راہ نمائی کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اسی لیے یہ لوگ پریشان رہتے ہیں۔ ان کے سامنے کوئی واضح مقصد بھی تو نہیں ہے نا!۔ ذرا سوچیے کہ جب ہمارے نوجوان اس قسم کے مسائل سے دوچار ہوں گے تو معاشرے کی ترقی میں اپنا کردار کیسے ادا کر پائیں گے؟

ترقی اور خوشحالی کے لیے ضروری ہے کہ معاشرے میں ایسے ادارے موجود ہوں جو منظم انداز میں نوجوانوں کے مستقبل کی منصوبہ بندی کرسکیں اور انھیں مفید مشورے دے سکیں۔ ترقی ہر فرد اور معاشرے کا بنیادی ہدف ہوتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی فرد اپنی کم علمی، سستی اور کوتاہی کی وجہ سے اپنے اہداف کا تعین نہ کر سکے۔ جب تک کسی فرد اور معاشرے میں تین خصوصیات موجود نہ ہوں، ترقی کا خواب حقیقت کا روپ نہیں دھار سکتا۔

واضح مقصد : سفر کسی بھی قسم کا ہو، واضح مقصد کے بغیر طے نہیں ہوسکتا۔ آپ نے کبھی کوئی ایسا مسافر دیکھا ہے جسے معلوم ہی نہ ہو کہ اسے کراچی جانا ہے یا کوئٹہ اور اسے کس گاڑی میں سوار ہونا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ ایسا مسافر صرف وقت اور پیسہ ضائع کرے گا اور اسے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ والدین اور دیگر ریاستی اداروں کی ذمے داری ہے کہ وہ طلبا کے رجحان کو پرکھنے کی کوشش کریں اور انھیں ان کی دلچسپی کے شعبوں میں آگے

بڑھنے کے مواقع فراہم کریں۔ بدقسمتی سے ہمارے معاشرے کا یہ چلن ہی نہیں رہا ہے۔ ایسی صورت حال میں طلبہ و طالبات پر دہری ذمے داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ترقی کے بند دروازے کھولنے کی سرتوڑ کوشش کریں۔ جو لوگ یہ سوچ کر گھر سے باہر نکلتے ہیں کہ آج ہمیں کیا کرنا ہے یہ راستے میں سوچ لیں گے۔ ایسے نوجوان سنگین غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ وہ کبھی اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتے۔

قانون قدرت ہے کہ جب تک انسان کا سانس چل رہا ہے اسے زندگی بسر کرنی ہے۔ اب اس کی مرضی ہے کہ وہ اپنی زندگی بے بسی سے گزارے یا پھر حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرے۔ مستقبل کے حوالے سے ایک واضح مقصد طے کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اس کے لیے مختلف ذرائع سے مدد لی جاسکتی ہے۔ والدین کی طرف سے راہ نمائی میسر نہ ہو تو اساتذہ کرام، سینئر طلبہ و طالبات اور دوستوں سے بے دھڑک مشورہ کریں۔ ان مشوروں کو سامنے رکھتے ہوئے نتائج اخذ کرلیں اور مستقبل کی مکمل منصوبہ بندی کریں۔ یقیناً یہ منصوبہ بندی کئی برسوں پر محیط ہوگی اور پھر اس پر جی جان سے عمل درآمد شروع کردیں۔

اعتدال : ترقی کا راستہ طے کرنے کے لیے ضروری ہے کہ جو ہدف طے کیا جائے اسے مسلسل محنت سے حاصل کیا جائے۔ آنکھوں کے سامنے ہر وقت ہدف موجود رہے۔ تو محنت میں لطف آجاتا ہے۔ آپ نے منصوبہ بندی میں جو ضمنی اہداف طے کیے ہیں انھیں مسلسل ذہن میں رکھیں۔ اپنی رفتار میں اعتدال قائم کریں تاکہ آپ تھکے بغیر سفر طے کرسکیں۔ آپ نے لمبی دوڑ کے مقابلے یقیناً دیکھے ہوں گے۔ اس میں تمام رنرز ایک مخصوص رفتار کے ساتھ آگے بڑھتے رہتے ہیں۔ آغاز میں وہ پوری قوت کے ساتھ دوڑتے ہیں۔ اس کے بعد وہ ایک اعتدال سے دوڑتے چلے جاتے ہیں۔ بعض اوقات یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ ہلکی رفتار سے دوڑ رہے ہیں اور اس سے زیادہ تیز رفتاری سے دوڑا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ صرف ہمارا احساس ہی ہوتا ہے جو بہر حال درست نہیں ہوتا۔ کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ آپ اپنی منصوبہ بندی پر اعتدال کے ساتھ عمل درآمد کرتے چلے جائیں۔ اگر اعتدال سے ہٹ کر محنت کریں گے تو آپ جلد تھک جائیں گے۔ آپ کو اپنی منزل حاصل کرنے کے لیے ایک طویل سفر طے کرنا ہے، اس لیے اسی قدر محنت کریں جس کے نتیجے میں تھکاوٹ نہ ہو اور آپ تسلسل کے ساتھ آگے بڑھتے چلے جائیں اور ہر ہدف حاصل کرتے چلے جائیں۔

دیانت داری : یہ ایک ایسی فطری صلاحیت ہے جو کسی کامیاب فرد یا کامیاب معاشرے کے لیے لازمی شرط کا درجہ رکھتی ہے۔ اگر یہ صلاحیت باقی نہ رہے تو کامیابی ناپائیدار رہتی ہے۔ انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے معاشرے دونوں کے ساتھ دیانت دارانہ برتاؤ کرے۔ معاملے کی نوعیت کوئی بھی ہو، بددیانتی کا شائبہ تک نہیں ہونا چاہیے۔ اگر آپ معاشرے کے ساتھ دیانت دارانہ برتاؤ کریں تو اپنے لیے بھی دیانت دار رہیں گے بہ صورت دیگر آپ اپنے ساتھ بھی غیر محسوس انداز میں بددیانتی کے مرتکب ہوں گے۔

ہر فرد اپنے ساتھ دیانت دار نہ ہو، کامیابی اس کا مقدر ہو ہی نہیں سکتی۔ ایک انسان کے مفادات، دوسرے انسانوں سے وابستہ ہوتے ہیں۔ پیدائش سے موت تک اسے دوسرے لوگوں کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر دوسرے لوگ اس کے ساتھ مخلصانہ اور دیانت دارانہ انداز میں تعاون نہ کریں تو وہ اپنے مقاصد اور مفادات کیسے حاصل کرے گا اور منزل تک کیسے پہنچے گا؟

اس طرح دیگر لوگوں کو بھی کامیابی کے لیے آپ کے دیانت دارانہ تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ آپ لوگوں کے ساتھ بددیانتی کریں اور جواب میں ان سے دیانت داری کی توقع رکھیں۔ ایسے میں آپ کو دیانت داری کی توقع کرتے ہوئے شرمندگی ہوگی۔ اگر

آپ پھر بھی دیانت داری کی توقع کریں تو آپ مکافات عمل کا شکار ہو جائیں گے۔

یہ ایک فطری بات ہے کہ آپ دوسروں کے ساتھ جیسا برتاؤ کریں گے خود بھی اسی قسم کے برتاؤ کے مستحق ٹھہریں گے۔ جو انسان کسی دوسرے انسان کو مخلصانہ مشورہ نہ دے سکے خود اس کی مخلصانہ راہ نمائی کون کرے گا۔ اس لیے دوسروں کے لیے دیانت دارانہ طرز عمل اختیار کرنے میں آپ کی اپنی بھلائی ہے۔ یہ آپ اور معاشرے دونوں کی ترقی کے لیے ضروری ہے۔ اب تو آپ یقیناً سمجھ گئے ہوں گے کہ مستقبل میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے آپ کو کیا کرنا ہے؟ تو تیار ہو جایئے اور خم ٹھونک کر میدان میں آجایئے۔ میدان آپ کے سامنے ہے اور کامیابی بالکل سامنے کھڑی ہے۔

شدید گرمی

اس سال گرمیوں کے دوران احتیاط برتیں اور دوسروں کا خیال رکھیں

وہ جن کو خطرہ لاحق ھے

☆60سال سے زائد عمر کے افراد
☆چار سال سے کم عمر بچے
☆شوگر کے مریض
☆دل کے امراض میں مبتلا افراد
☆ہائپر ٹینشن وغیرہ کے مریض

گرمی سے بچائو کے لئے ہم کیا کرسکتے ھیں؟

☆انتہائی ضرورت کے بغیر باہر جانے سے گریز کریں۔
☆ہلکے رنگوں والے ہلکے پھلکے اور ڈھیلے کپڑے پہنیں۔
☆جہاں تک ممکن ہو سایہ دار جگہ پر بیٹھیں۔
☆بار بار غسل کے ذریعے جسم کو ٹھنڈا رکھیں۔
☆باہر جاتے وقت سر پر گیلا کپڑا ضرور رکھیں۔
☆وقت بوقت پانی پیتے رہیں، چاہے پیاس ہو یا نہیں۔
☆بجلی یا ہاتھ کے پنکھے کا استعمال کریں
☆گھر میں اگر ایئر کنڈیشنر ہے تو اس کا استعمال کریں ورنہ گھر کی کھڑکیاں کھلی رکھیں۔
☆اپنے گھر اور محلے کے بزرگوں اور کم عمر کے بچوں کا خصوصی خیال رکھیں۔

جسم کی نمی کو برقرار رکھنے کے لئے
دن بھر کے دوران جسم کو درکار پانی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے
دن میں زیادہ سے زیادہ مقدار میں پانی یا جوس پیجئے۔

بانٹوا میمن جماعت کی طرف سے برادری کو آگاہی کے لئے

تنقید نہیں تعریف۔ دوسروں کے دل جیتنا سیکھیں

عام زندگی میں دوسرے افراد پر تنقید کرنا اور یہ جائزہ لینا کہ ان کے ساتھ کیا غلط ہوا ہے، ان میں کیا خامیاں ہیں، انتہائی آسان ہے۔ فلاں تو موٹی یا بہت زیادہ دبلی ہے۔ بہت زیادہ تیز ہے یا بہت زیادہ خاموش، رہتی ہے، زیادہ سمجھ دار یا بہت زیادہ احمق۔ بہت زیادہ شوخ ہے یا انتہائی بور ہے، قد بہت لمبا ہے یا چھوٹا ہے، انتہائی بدذوق ہے یا خوش ذوق، گویا صرف آپ ہی وہ واحد شخصیت ہیں، جو ہر لحاظ سے پرفیکٹ ہیں؟ مگر یہ سچ نہیں، گرچہ آپ اپنے اندر انفرادیت رکھتی ہیں، مگر آپ مکمل طور پر پرفیکٹ نہیں ہیں اور نہ ہی کوئی انسان مکمل فٹ ہے، ہر انسان کے اندر کمزوریاں اور خامیاں ہیں مگر ہم اپنی کامیوں سے انتہائی رازدارانہ انداز میں آگاہ ہوتے ہیں، جب کہ دوسروں میں خامیاں تلاش کرتے ہیں تاکہ خود کو بہتر محسوس کریں، یہ کوئی اچھی روش نہیں۔

کیا آپ نے کبھی نوٹ کیا ہے کہ جب کوئی خراب موڈ میں ہوتا ہے تو وہ دوسروں پر زیادہ تنقید کرتا ہے، بہ نسبت اس شخص کے جو بہتر محسوس کر رہا ہو۔ دراصل جب آپ کا موڈ خراب ہوتا ہے تو آپ کسی حد تک عدم تحفظ کا شکار ہو جاتی ہیں اور دوسروں کو کم تر ثابت کرنے کی کوشش میں اس عدم تحفظ کو دور کرتی ہیں۔

اصل نکتہ یہ ہے کہ اگر آپ اس طرح کا طرز عمل جاری رکھتی ہیں تو کوئی بھی آپ کا ساتھ نہیں چاہے گا جیسے ہی ان کی پیٹھ مڑے گی، آپ ان پر تنقید شروع کر دیں گی۔ اپنے دوست یا چاہنے والوں کھونے اور خاندان کے افراد سے الگ تھلگ ہونے کا خطرہ نہ مول لیں، بلکہ ہم آپ کو چند ایسی ٹپس دے رہے ہیں، جو آپ کو یہ بتانے میں مدد دیں گی کہ جب آپ کا کسی پر تنقید کا موڈ ہے تو کیا کرنا چاہیے۔ کبھی اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ آپ دوسروں کو کنٹرول کر سکتی ہیں یا انہیں بدل سکتی ہیں۔ ہر ایک کی اپنی فطرت اور عادات واطوار ہوتی ہیں اور آپ کی اپنی، کیا آپ پسند کریں گی کہ آپ کے خاندان یا دوستوں میں سے کوئی آپ پر یہ پابندی لگائے کہ کیا کہنا ہے اور کیا کرنا ہے۔

کسی پر بھی تنقید کرنے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کریں۔ مثلاً کسی کے ہیئر اسٹائل اور میک اپ پر کچھ کہنے سے پہلے ایک منٹ ٹھہر کر یہ سوچ لیں کہ سامنے والے شخص پر ان ریمارکس کا کیا اثر پڑے گا اور وہ کیسا محسوس کرے گا۔

ہمیشہ تنقید برائے تنقید کے بجائے تنقید برائے تعمیر پر عمل کریں۔ جب آپ کسی کی عادتوں پر پریشانی یا جھنجھلاہٹ کا شکار ہوں یا کوئی ایسی پریشان کن صورت حال سامنے آجائے، تو ہر چیز کو اس کے حال پر چھوڑنے کی عادت ڈالیں، اس طرح آپ زیادہ پرسکون نظر آئیں گی۔ خراب موڈ یا کسی کی ایذا رسانی کو دوسروں پر تنقید کر کے بھڑاس نکالنے کے بجائے دوسرے طریقوں سے اپنا دھیان بٹانے کی کوشش کریں جیسے کوئی نئی سی ڈی سن کر یا گھر کے افراد کے ساتھ باہر گھومنے کا کوئی پروگرام بنا کر۔ اس طرح آپ مایوسی کے جال سے بھی باہر نکل سکیں گی اور سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ جب آپ میں برداشت اور صبر کا مادہ آجائے گا، تنقید کی عادت ختم ہو جائے گی تو آپ زیادہ تحفظ اور اعتماد کا مظاہرہ کریں گی، بہ نسبت کسی کا دل دکھا کر اس سے تعلق توڑنے کے! ہے نا؟

بہنوں کا دسترخوان

بیف فرائیڈ رائس

اجزاء: بیف دو سو گرام (انڈرکٹ)، چاول دو کپ، ہرا پیاز دو عدد، شملہ مرچ ایک عدد، گاجر ایک عدد، لہسن چار سے پانچ جوے، انڈے تین عدد، ووسٹر ساس دو کھانے کے چمچے، کالی حسب ضرورت، سفید مرچ حسب ضرورت، نمک حسب ذائقہ، تیل حسب ضرورت۔

ترکیب: چاول ابال لیں۔ گرم تیل میں گوشت کے چھوٹے ٹکڑے ڈال کر نرم کرلیں۔ گوشت جب گل جائے تو اس میں انڈے پھینٹ کر شامل کردیں۔ اس کے بعد تمام سبزیاں شامل کر کے چار سے پانچ منٹ تک پکائیں۔ اب ابلے ہوئے چاول اور باقی مصالحہ اور ووسٹر ساس شامل کر کے تین سے چار منٹ تک مزید تیز آنچ پر پکائیں۔ آپ کا مزیدار بیف فرائیڈ رائس تیار ہے۔

وائٹ قورمہ

اجزاء: چکن آدھا کلو، پیاز دو عدد، سبز الائچی چار عدد، جاوتری دو ٹکڑے، زیرہ ایک چائے کا چمچہ، ثابت کالی مرچ ایک چائے کا چمچہ، ادرک لہسن کا پیسٹ ایک کھانے کا چمچہ، ہلدی آدھا چائے کا چمچہ، نمک حسب ضرورت، تیل آدھا کپ، کیوڑہ ایک چائے کا چمچہ، ادرک ایک کھانے کا چمچہ (لمبی باریک کٹی ہوئی)۔

ترکیب: سب سے پہلے پیاز پیس لیں۔ کڑاہی میں تیل ڈال کر پسی ہوئی پیاز اس میں فرائی کرلیں اب اس میں ادرک لہسن کا پیسٹ، زیرہ اور چکن شامل کریں اور بھون لیں۔ اس کے بعد ایک کپ پانی ڈال دیں اور ہلکی آنچ پر پکنے کے لیے چھوڑ دیں۔ جب پانی خشک ہوجائے تو اس میں الائچی پیس کر شامل کریں اور ساتھ ہی جاوتری کے پسے ہوئے ٹکڑے بھی ڈال دیں۔ تھوڑی دیر بعد کیوڑہ ڈال کر آنچ بند کردیں اور کٹی ہوئی ادرک اور ہرا دھنیا کے ساتھ سجا کر پیش کریں۔

مرچی مصالحہ

اجزاء: موٹی مرچ چھ سے سات عدد، لیموں دو عدد (رس نکال لیں)، پسی ہوئی کھٹائی ایک چائے کا چمچ، پسا ہوا دھنیا ایک چائے کا چمچ، پسا ہوا زیرہ آدھا چائے کا چمچ، کٹی ہوئی لال مرچ آدھا چائے کا چمچ، چاٹ مصالحہ آدھا چائے کا چمچ، لال مرچ پاؤڈر آدھا چائے کا چمچ، ہلدی پاؤ چائے کا چمچ، نمک حسب ذائقہ، تیل دو کھانے کے چمچے۔

ترکیب: فرائی پین میں تیل اور تمام مصالحے ڈال کر بھون لیں، تھوڑا سا پانی بھی شامل کرلیں۔ ہری مرچیں درمیان سے چاک کرلیں اور ان میں یہ مصالحہ بہت کم مقدار میں بھرلیں۔ بھری مرچوں کو باقی مصالحے میں شامل کرلیں۔ دو سے تین منٹ کا دم دیں۔

مینگو آئس کریم

اجزاء: آم گودا نکلے ہوئے آدھا سیر، عرق گلاب چھ قطرے، چینی ایک

پاؤ، الائچی چھ دانے، دودھ ایک کلو۔

ترکیب: آم کے گودے کو بلینڈر میں خوب باریک کرلیں اب اس آمیزے کو ابلے ہوئے دودھ میں شامل کرلیں اور مکسچر سے اچھی طرح یکجان کریں اب اس میں الائچی کے دانے اور چینی شامل کردیں اور پھر مکسچر چلائیں اور پھر آمیزے کو برف کے سانچے میں ڈال کر اوپر سے عرق گلاب کے قطرے شامل کریں اور فریج میں رکھ دیں۔

کیری کی چٹنی

اجزاء: کیری آدھا کلو، چینی 750 گرام، پانی ڈھائی کپ، باریک کٹی ادرک دو کھانے کے چمچ، باریک کٹا لہسن دو کھانے کے چمچ، سفید سرکہ ایک کپ، ثابت لال مرچ پندرہ عدد، کٹی لال مرچ ایک چائے کا چمچ، نمک آدھا چائے کا چمچ۔

ترکیب: کیریوں کو باریک سلائس میں کاٹ کر ایک گھنٹے کے لیے پانی میں بھگو کر رکھیں۔ اس کے بعد چھلنی میں چھان لیں۔ اب ایک برتن میں چینی اور اڑھائی کپ پانی ڈال کر پکائیں اور اوپر آنے والے جھاگ کو ہٹاتے رہیں۔ جب چینی حل ہوجائے تو اس میں سلائس میں کٹی کیریاں شامل کریں اور بیس منٹ تک ہلکی آنچ پر پکائیں۔ جب کیریاں آدھی گل جائیں تو باریک کٹی ادرک اور باریک کٹا لہسن بھی ڈال دیں۔ ادرک لہسن کی خوشبو آنے لگے تو سفید سرکہ، ثابت لال مرچ، کٹی لال مرچ اور نمک ڈال کر ہلکی آنچ پر پکائیں۔ جب گاڑھا سیرپ بن جائے اور بلبلے اوپر آنے لگیں تو چولہے سے ہٹالیں۔ کیری کی چٹنی تیار ہے۔

تربوز ملک شیک

اجزاء: تربوز ایک کلو، دودھ آدھا کلو، لال شربت ایک کپ، کریم آدھا کپ، برف حسب ضرورت، پودینہ گارنش کے لئے، بادام پستے چار کھانے کے چمچ (باریک کٹے ہوئے)۔

ترکیب: بلینڈر میں تربوز، دودھ، لال شربت، کریم اور برف ڈال کر اچھی طرح بلینڈ کریں۔ اب بادام پستے ڈالیں اور پودینے سے گارنش کرکے پیش کریں۔

کنا

اجزاء: گوشت مٹن یا بیف ایک کلو، ادرک لہسن دو چائے کے چمچ، مرچ پاؤڈر دو چائے کے چمچ، دھنیا پاؤڈر ایک چائے کا چمچ، ہلدی آدھا چائے کا چمچ، پیاز (کٹی ہوئی) ایک عدد، دہی (پھینٹی ہوئی) آدھا پاؤ، نمک ڈیڑھ چائے کا چمچ، کالا زیرہ ایک چائے کا چمچ، آٹا ڈیڑھ چائے کا چمچ، تیل 3/4 کپ۔

ترکیب: دو کپ پانی میں ادرک لہسن، گوشت، مرچ، دھنیا، ہلدی، نمک، پیاز اور تیل ڈال کر پکائیں جب گوشت گل جائے تو بھون کر دہی ڈالیں اور مزید بھونیں پھر اس میں پانی ڈال کر شوربہ کریں جب ابال آجائے تو آدھے کپ میں آٹا گھول کر ڈالیں۔ ساتھ ہی کالا زیرہ بھی ڈال دیں جب شوربہ گاڑھا ہوجائے تو چولہا بند کردیں گرم نان کے ساتھ پیش کریں۔

☆ مہندی کے پھول سرکہ میں پیس لیں پھر پیشانی اور بالوں پر اچھی طرح لیپ لیں جو لوگ دھوپ میں یا آگ کی بھٹیوں کے سامنے کام کرتے ہیں ان کے لئے بے حد مفید ہے۔

☆ ایک پاؤ دودھ میں ایک چٹکی میٹھا سوڈا ڈال کر دودھ کو ابال لیں اور پھر کسی ٹھنڈی جگہ پر رکھ دیں۔ دودھ نہیں پھٹے گا۔

☆ پان کے داغ دودھ اور پیاز کے باریک چورے کے ملنے سے دور ہوسکتے ہیں۔

☆ مٹی کا تیل روئی سے لگا کر داغ صاف کرلیں۔ اسپرٹ سے بھی گھاس کا دھبہ اتر سکتا ہے۔ بعد میں سرف اور گرم پانی سے دھولیں۔

☆ اگر لیموں کو تازہ اور رسیلا رکھنا ہو تو لیموں کو کسی برتن میں رکھ کر اوپر سے خشک نمک ڈال دیں، لیموں تازہ اور رسیلے رہیں گے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

1- ڈنکن میکن ٹائر (1812 - 1724ء) اسکاٹ لینڈ کا سب سے بڑا شاعر لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تھا۔

2- ڈومینیکا کے جزیرے کی عورتیں اپنے مردوں سے مختلف زبان بولتی ہیں۔

3- شہنشاہ اکبر نے اپنی سلطنت میں بڑی بڑی سڑکوں پر 25 فیٹ اونچے مینار نما سنگ میل بنوائے تھے۔

4- تبت کا یاک ایک ایسا جانور ہے جس کا سر گائے کا، دم گھوڑے کی، جسم جنگلی بھینسے کا، بال جنگلی بکری کے، سینگ بیل کے اور آواز سور کی سی ہوتی ہے۔

5- عمودی (کھڑی) لکیر افقی (آڑی) لکیر سے بڑی نظر آتی ہے لیکن یہ واقعہ ہے کہ دونوں برابر ہیں۔

6- افریقہ کے آورس قبائل دھوپ سے بچنے کے لیے چھتری کے بجائے گھاس کی بنی ہوئی چھت سر پر اوڑھے پھرتے ہیں۔

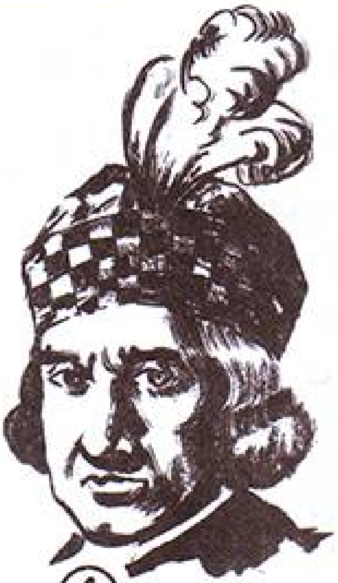
①

②

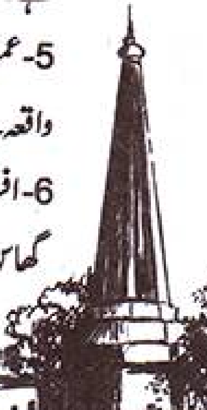
③

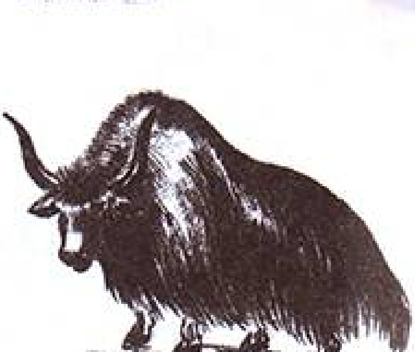
④

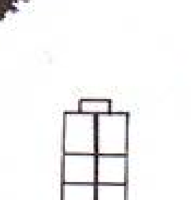
⑤

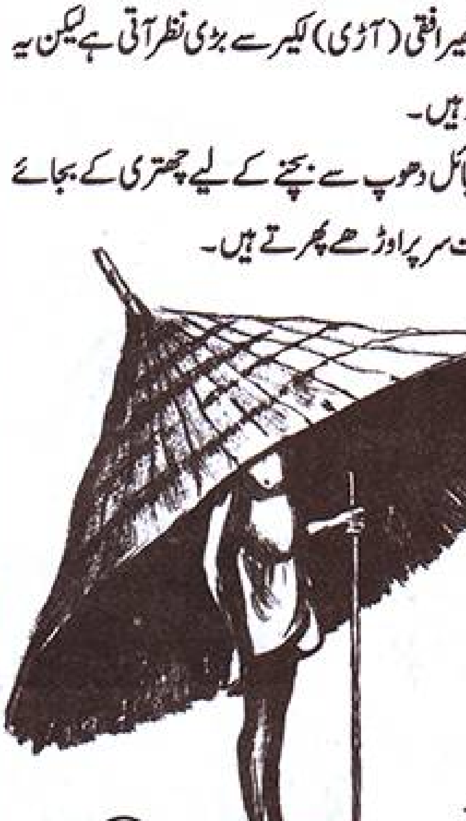
⑥

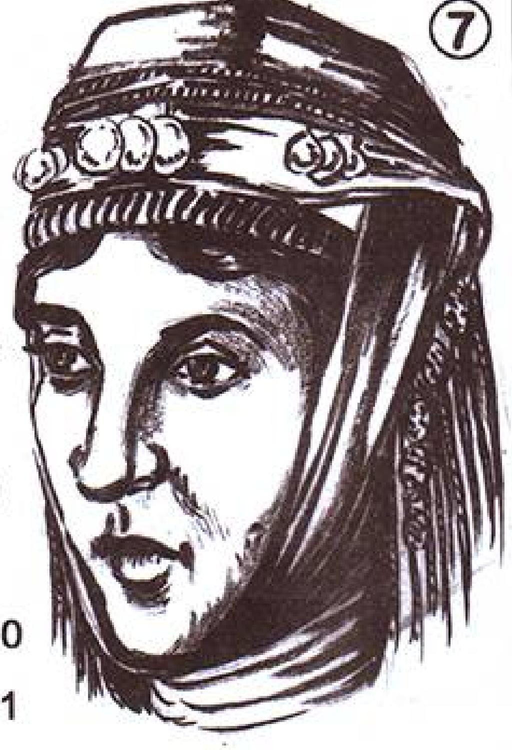

⑦

کیا آپ جانتے ہیں؟

7- ترکی کے یورک قبیلے کی دوشیزہ زندگی میں صرف ایک بار ہی شادی کر سکتی ہے چاہے شادی طے ہونے کے بعد نکاح سے پہلے ہی اس کا منگیتر مر جائے۔

8- امریکہ کا سب سے پہلا مصنف ڈومنگو آگسٹن جس نے اپنی پہلی کتاب امریکہ کی سرزمین پر 1568ء میں لکھی۔

9- یہ موٹر کار 1869ء میں سناپی (نیو ہمیپ شائر) میں ای ایم کلف نے بنائی اور چلائی۔

10- جیمس بک جس نے زندگی بھر پانی نہیں پیا۔

11- جنرل لوپیز جس نے میکسیکو کی قدیم فوج کی رہنمائی کی، اس کی ایک ٹانگ لکڑی کی تھی۔

⑧

⑪

⑩

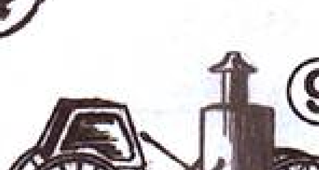

⑨

دلچسپ
شگوفے

پینسل

☆ بچہ: وہ پینسل کتنے کی ہے؟ دکاندار: کون سی؟ بچہ: وہ ایک روپے والی۔

محبت

☆ مالک: کیا تمہیں جانوروں سے محبت ہے؟ نوکر: ہاں جناب، خاص طور پر بھنے ہوئے مرغ سے۔

قہقہہ

☆ ایک آدمی سڑک کے کنارے کھڑا زورزور سے ہنس رہا تھا۔ ایک آدمی نے پوچھا! ’’میاں ابھی تمہیں آدمی مار رہے تھے اور تم یہاں کھڑے ہنس رہے ہو۔ اس آدمی نے قہقہہ لگایا اور کہا، ’’میں اس لیے ہنس رہا ہوں کہ وہ جس آدمی کو مارنا چاہتے تھے میں وہ نہیں ہوں۔‘‘

مصور

☆ ایک شخص کو تصویر بنانی نہیں آتی تھی۔ ایک دن اس نے اپنے ایک دوست کی الٹی سیدھی لکیریں کھینچ کر تصویر بنا دی اور پھر تصویر دیکھ کر بولا۔ ’’آہ، جمال، تم کتنے بدل گئے ہو۔‘‘

انسان

☆ ایک آدمی نے اپنے دوست سے کہا: ’’اگر میں کہیں جا رہا ہوں اور میرے پیچھے ایک بلی چلی آ رہی ہو تو کیا میرے لیے یہ نیک شگون ہے یا برا؟‘‘ دوست نے اس کے جواب میں کہا، ’’یہ تو اس بات پر منحصر ہے کہ آپ انسان ہیں یا چوہے۔‘‘

پروفیسر

☆ ایک پروفیسر کلاس میں لیکچر دے رہے تھے: ’’وہ آگے بڑھتا گیا، نہ اس نے ادھر دیکھا نہ ادھر، کسی کو کی دوستی، کسی کی دشمنی اسے نہ روک سکی۔ جو اس کے راستے میں آیا اسے پچھتانا پڑا۔ بتایئے وہ کون تھا؟‘‘ ایک آدمی نے اٹھ کر کہا، ’’بس ڈرائیور۔‘‘

میوہ

☆ ایک عربی نے کوئی سستا گھوڑا خریدا۔ گھوڑا خرید کر وہ جانے لگا تو اس نے تاجر سے پوچھا: ’’بھئی، سچ سچ بتا دو کہ اس میں کوئی عیب تو نہیں ہے؟‘‘ تاجر نے کہا، ’’کوئی عیب نہیں ہے، صرف ایک پاؤں میں کھجور کے برابر زخم ہے۔ پیٹ میں انگور کے برابر گٹھلی ہے۔ پشت میں نارنگی کے برابر پھوڑا ہے اور پٹھے پر اخروٹ کے برابر معمولی سا زخم ہے۔‘‘ عربی بولا: ’’گدھے! تو گھوڑے بیچتا ہے یا میوہ؟‘‘

براعظم

☆ استاد شاگرد سے: دنیا میں کل کتنے براعظم ہیں؟ شاگرد (تھوڑی دیر بعد): سات براعظم ہیں۔ استاد: شاباش تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ شاگرد: پیچھے والے لڑکے سے۔

مکان

☆ کرایہ دار: عجیب واہیات مکان ہے۔ میں نے رات کو یہاں فرش پر چوہے لڑتے ہوئے دیکھے۔ مالک مکان: تو کیا پچاس روپے میں مرغوں کی لڑائی دیکھنا چاہتے ہیں آپ؟

ہنسیں گائیں

ہارن

☆ ایک خاتون کی گاڑی ایک مصروف ترین سڑک کے بیچوں بیچ خراب ہوگئی۔ خاتون نے کافی کوشش کی کہ گاڑی اسٹارٹ ہو جائے مگر وہ نہ ہوئی۔ اتنے میں خاتون کی گاڑی کے پیچھے گاڑیوں کی ایک لمبی قطار لگ گئی۔ ہارن پر ہارن بج رہے تھے۔ سب سے زیادہ ہارن خاتون کی گاڑی کے پیچھے کھڑے کار کا ڈرائیور بجا رہا تھا۔ اس پر خاتون کو سخت غصہ آیا۔ اپنی گاڑی سے اتریں اور پچھلی کار کے ڈرائیور کے پاس جا کر بولیں: ’’میں آپ کی گاڑی کا ہارن بجاتی ہوں۔ اتنی دیر میں آپ میری گاڑی اسٹارٹ کر دیں۔‘‘

سبزی

☆ ایک خاتون ایک پولیس افسر کے پاس آئیں اور بولیں: ’’جناب، میرے شوہر ایک ہفتے پہلے آلو خریدنے گئے تھے مگر ابھی تک واپس نہیں آئے۔‘‘ انسپکٹر بولا، ’’محترمہ: اب آپ ایسا کریں کہ کوئی اور سبزی پکا لیں۔

نوٹ

☆ ایک شخص ہمیشہ منشی پریم چند کی کتابیں خریدا کرتا تھا۔ دکاندار نے اس سے پوچھا: ’’منشی پریم چند آپ کے پسندیدہ مصنف ہیں؟‘‘ اس شخص نے جواب دیا، ’’نہیں، یہ بات ہرگز نہیں۔ مجھے تو کتابیں پڑھنے کا شوق ہی نہیں ہے۔ دراصل ایک مرتبہ ان کی کتاب میں سے مجھے پچاس روپے کا نوٹ ملا تھا۔‘‘

فضول

☆ ایک نئے نئے امیر بننے والے آدمی سے ان کے ایک بہت پرانے غریب دوست کی ملاقات ہوئی تو غریب دوست نے کہا، ’’کیا تم نے مجھے نہیں پہنچانا۔‘‘ ’’میں فضول لوگوں کو نہیں پہچانتا۔‘‘ امیر آدمی نے جواب دیا۔ غریب آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا: ’’مگر میں پہچانتا ہوں۔‘‘

محنت

☆ باپ نے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا، ’’بیٹا: محنت دنیا میں اپنا انعام ضرور دیتی ہے۔ اب تم ہی دیکھو، میں جس دکان کا مالک ہوں اس پر پچاس روپے ماہوار پر ملازمت کرتا تھا مگر ان تھک محنت سے آج اس کا مالک ہوں۔ بیٹے نے جواب دیا: ’’درست ہے ابو، مگر اب وہ دور نہیں رہا۔ اب تو دکاندار ایک ایک پیسے کا حساب رکھنے لگے ہیں۔‘‘

جیل

☆ ٹکٹ چیکر: تم نے ٹکٹ کیوں نہیں خریدا؟ مسافر: کیوں کہ اس ملک کی ہر چیز ہماری ہے۔ ٹکٹ چیکر: تو پھر جیل بھی جایئے وہ بھی تو آپ ہی کی ہے۔

کنجوس

☆ ایک کنجوس کا لڑکا سو روپے کا نوٹ نگل گیا۔ اس نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح نوٹ نکل آئے مگر نہ نکلا۔ آخر وہ بچے کو لے کر بینک گیا اور بولا: ’’اسے میرے اکاؤنٹ میں جمع کر لو۔ اس کے پیٹ میں سو روپے ہیں۔‘‘

احسان کر کے بھول جائیے

اپنی شخصیت کو لوگوں کے لئے پسندیدہ بنانا یا نہ بنانا ہمارے اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو اپنے اچھے رویے اور اچھے اخلاق سے دوسروں کو اپنا گرویدہ بنا سکتے ہیں۔ دوسروں کے دکھوں اور ان کے غموں کو بانٹ کر اور مشکل وقت میں ان کی مدد کر کے ہمیں حقیقی راحت محسوس ہوتی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں چند باتوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی مہربانیاں زندگی کو مٹھاس اور شیرینی دیتی ہیں اور بڑی مہربانیاں اسے عظیم بنا دیتی ہیں۔ یہ درست ہے کہ دوسروں کی مدد کر کے ان پر مہربانی کر کے خود ہماری زندگی آسودہ ہو جاتی ہے سہگل کا کہنا ہے کہ ’’زندگی کا مقصد مسرت نہیں بلکہ تکمیل انسانیت ہے‘‘ یعنی ہماری زندگی کا اولین مقصد دوسروں کے کام آنا ہے اور تکمیل انسانیت اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ سامنے والے پر مہربانی کریں اور وہ بھی اس طرح کریں کہ اپنی کی گئی مہربانی کا احساس تک نہ دلائیں۔ بعض نوجوان بہت ہمدرد اور نرم دل کے مالک ہوتے ہیں دوسروں کی مدد کر کے اور ان کے مشکل وقت پر کام آ کر وہ حقیقی خوشی محسوس کرتے ہیں۔ کسی کو خوشی دینا اور اس کے آنسو پونچھ لینا بہت بڑی عبادت ہے۔ وہ شخص ہمیشہ دوسروں کی نگاہوں میں معتبر رہتا ہے جو دوسروں کے مشکل وقت میں کام آتا ہے اور اپنی کی گئی نیکی کو کبھی زبان پر بھی نہیں لاتا اگر اس چیز کو ہم اسلامی نقطہ نگاہ سے دیکھیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ رب کریم کا یہ حکم ہے کہ دوسروں پر احسان کرو اور احسان کرنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت محبوب اور پسندیدہ شخص ہوتا ہے۔ کچھ نوجوان ایسے بھی ہوتے ہیں جو صرف ان لوگوں کے کام آتے ہیں جن سے ان کے کچھ مفادات ہوتے ہیں اور اپنے احسان کے بدلے میں وہ اپنے مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ عام لفظوں میں اسے ہم گیو اینڈ ٹیک یعنی ’’کچھ دو اور کچھ لو‘‘ کہتے ہیں، عموماً ایسا بھی ہوتا ہے کہ سامنے والا جب ہمارے کام کا نہیں ہوتا تو ہم بھی اس کی مدد نہیں کرتے حالانکہ حقیقی احسان تو یہ ہے کہ ہم سامنے والے کی بے غرض ہو کر مدد کریں اور اس کو کبھی نہ جتائیں۔ احسان کر کے ہمیں بھول جانا چاہیے کیونکہ کسی پر احسان کر کے اسے بھول جانا بہت عظیم لوگوں کی نشانی ہے۔

یہ بھی فطری چیز ہے کہ اگر آپ کسی پر احسان کرتے ہیں تو یہ چاہتے ہیں کہ وہ شخص بھی آپ کے احسان کی قدر کرے، اس طرح آپ احسان کر کے خوشی محسوس کرتے ہیں کیونکہ یقیناً احسان فراموش کو ہم بالکل پسند نہیں کریں گے لہذا احسان کرنے والے کی قدر کرنی چاہیے احسان جتانا کم ظرفی ہے۔ کچھ نوجوان دوسروں کے کام تو بہت آتے ہیں لیکن کبھی جوش یا غصے میں آ کر اپنے کیئے گئے احسانوں کو جتانے لگتے ہیں۔ اس طرح وہ سامنے والے کے دل میں اپنی عزت گنوا بیٹھتے ہیں اور اس کی نظروں سے گر جاتے ہیں۔ کسی دانشور کا کہنا ہے کہ احسان ایک ایسی نیکی ہے جس کو اگر جتایا نہ جائے تو اس کا بہت جلد اور بہت بڑا ثواب ملتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کسی پر احسان کر کے اس پر نہ جتانا ثواب کے کاموں میں سے ایک ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ’’سب سے بڑا فخر یہ ہے کہ فخر نہ کرو‘‘ وہ انسان ہی عظیم ہے جو اپنے آپ کو عظیم نہ سمجھے لہذا دوسروں پر احسان کر کے ایسا فخر نہیں کرنا چاہیے جس میں غرور کی آمیزش ہو۔ اکثر لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو سامنے والے پر احسان اس نیت سے کرتے ہیں کہ اسے اپنے سامنے جھکایا جا سکے۔ اسے اپنے احسانوں تلے اتنا دبا دیا جائے تاکہ وہ ان کے سامنے کبھی سر نہ اٹھا سکے۔ ایسے لوگ احسان کے اصل معنی و مفہوم سے ناواقف ہوتے ہیں۔ وہ لوگ انتہائی کم ظرف ہوتے ہیں جو دوسروں کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کسی کا کہنا ہے کہ احسان کر کے جتانے سے احسان نہ کرنا ہزار درجے بہتر ہے۔ لہذا احسان ضرور کیجئے لیکن بغیر کسی غرض اور لالچ کے اور کبھی کسی موقع پر بھی اسے جتانے کی غلطی ہرگز مت کیجئے۔ یقین کیجئے کہ احسان نہ جتانے سے آپ کے سامنے والا ہمیشہ آپ کی عزت و قدر کرے گا بشرطیکہ وہ احسان فراموش نہ ہو۔ احسان کر کے بھول جائیے۔ پھر دیکھیے آپ کی روح کو کیسی سرشاری ملتی ہے۔

THALASSAEMIA MAJOR

تھیلیسیمیا میجر خون کی ایک مہلک اور لاعلاج بیماری

ایک ایسا موذی مرض، جو بچوں کو والدین سے وراثت میں ملتا ہے

Thalassaemia Major Patiemts Need

BLOOD TRANSFUSIOM

EVERY 15 TO 20 DAYS

Please Donate BLOOD
& SAVE LIFE
of Thalassaemia Patients

تھیلیسیمیا کے بچے کو زندہ رکھنے کیلیے
15 سے 20 دن میں خون دینا پڑتا ہے

ایسی نوبت ہی کیوں آئے!

ہمارا خواب تھیلیسیمیا سے پاک بانٹوا میمن برادری

غور کیجئے! آپ کے خون کا عطیہ **3** معصوم زندگی بچا سکتا ہے

خدارا آگے بڑھیئے اور ایسے مریضوں زندگی بچانے کے لئے خون کا عطیہ دیں جو آپ کی جان کا صدقہ بھی ہے

اپنی آئندہ نسل کو تھیلیسیمیا کے موذی مرض سے بچانے کے لئے اپنا خون ٹیسٹ ضرور کروائیں۔

رشتے جوڑے ہوئے
(منگنیاں)

مئی 2020ء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ
1	محمد ولید محمد سہیل حاجی ہارون آکھاوالا کا رشتہ مریم محمد توفیق محمد صدیق بھوڈا سے طے ہوا	2 مئی 2020ء
2	عبدالقادر محمد توفیق ولی محمد کسباتی کا رشتہ ادیبہ عبدالوارث عبدالستار لوبھیا سے طے ہوا	13 مئی 2020ء
3	محمد عامر محمد صدیق عبدالحبیب گیریا کا رشتہ نہال بانو غلام نبی اقبال کرنول والا سے طے ہوا	16 مئی 2020ء
4	محمد یوسف عبدالقادر عبدالعزیز بھنگڑا کا رشتہ عمیمہ رضوان حاجی حبیب شیرڈی والا سے طے ہوا	18 مئی 2020ء
5	محمد سلمان محمد حنیف ابا عمر چھتنی کا رشتہ مصباح محمد یونس عبدالستار سے طے ہوا	20 مئی 2020ء
6	مصطفیٰ عبدالجبار محمد سلیمان مائے منی کا رشتہ ماہ محمد صدیق ابا قاسم مینڈھا سے طے ہوا	30 مئی 2020ء

بانٹوا میمن برادری کے بچوں کا رشتہ دیگر برادری میں طے ہوا

مئی 2020ء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ
1	بلال احمد محمد سلیم محمد حسین موٹروالا کا رشتہ حورین فاطمہ عبدالواحد ابا طیب گڑھ والا سے طے ہوا	19 مئی 2020ء

Wedding Day

جو رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے

(شادی خانہ آبادی)

مئی 2020ء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ
1	محمد یحییٰ مناف حسین داؤد کھانبلا والا کی شادی یسریٰ توصیف امان اللہ گڈوان والا سے ہوئی	17 اپریل 2020ء
2	معین یوسف ولی محمد دھامیا کی شادی مدیحہ آفتاب ابوبکر کوڑیا سے ہوئی	20 اپریل 2020ء
3	محمد رضا غلام حسین ولی محمد کی شادی ہمنا محمد ادریس عبدالستار موتی سے ہوئی	10 مئی 2020ء
4	محمد بلال محمد جاوید عبدالعزیز کوڑی والا کی شادی سعدیہ الطاف حسین اسماعیل پوٹھیا والا سے ہوئی	17 مئی 2020ء
5	مدثر غلام حسین عبدالستار کھانانی کی شادی دانیہ نفیس اختر پیر انصاری سے ہوئی	17 مئی 2020ء
6	صفان الطاف جان محمد بلوانی کی شادی آمنہ محمد شہید عبدالعزیز لدھا سے ہوئی	27 مئی 2020ء
7	محمد بلال محمد یوسف عبدالعزیز بکیا کی شادی ثمرین وسیم محمد سلیم ملا سے ہوئی	30 مئی 2020ء
8	محمد فرحان محمد الیاس ایوب بھرم چاری کی شادی حفصہ رفیق حبیب موسانی سے ہوئی	31 مئی 2020ء

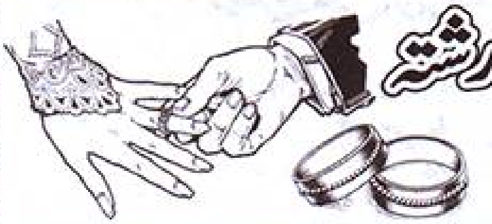

بانٹوا میمن برادری کے بچوں کا رشتہ دیگر برادری میں طے ہوا

MAY 2020

S.NO	NAMES	DATE
1	☆......Bilal Ahmed Muhammad Saleem Muhammad Hussain Motorwala with Hurrain Fatima Abdul Wahid Aba Tayyab Gadagwala	19-05-2020

وہ جو ہم سے بچھڑ گئے

(انتقال پر ملال)

إِنَّا لِلَّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں۔ اور ہم یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

بانٹوا انجمن حمایت اسلام کی جانب سے موصولہ مرحومین کی فہرست کا گجراتی سے ترجمہ

یکم مئی 2020ء ۔۔۔ 31 مئی 2020ء ٹیلی فون نمبر: بانٹوا انجمن حمایت اسلام 32202973

تعزیت: ہم ان تمام بھائیوں اور بہنوں سے دلی تعزیت کرتے ہیں جن کے خاندان کے افراد اللہ رب العزت کے حکم سے انتقال کر گئے۔ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

صدور، جنرل سیکریٹری اور اراکین مجلس منتظمہ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

نوٹ: مرحومین کے اسمائے گرامی بانٹوا انجمن حمایت اسلام کے "شعبہ تجہیز و تکفین" کے اندراج کے مطابق شائع کئے جا رہے ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت / زوجیت	عمر
-1	یکم مئی 2020ء	حاجی محمد اقبال آدم ایدھی	70 سال
-2	3 مئی 2020ء	نجمہ عبدالستار پنکھیڑا بیوہ ہارون سلاٹ	70 سال
-3	5 مئی 2020ء	اباعمر حاجی سلیمان کٹیا	80 سال
-4	5 مئی 2020ء	زہرہ سلیمان کھانانی بیوہ جان محمد بھوری	90 سال
-5	7 مئی 2020ء	محمد عبدالرحمٰن کھانانی	71 سال
-6	8 مئی 2020ء	فریدہ طیب چکنا بیوہ احمد عبدالرحمٰن جانگڑا	72 سال
-7	9 مئی 2020ء	محمد یونس آدم دوجکی	74 سال
-8	10 مئی 2020ء	محمد ہارون نوی والا	85 سال
-9	11 مئی 2020ء	زبیدہ ابراہیم ناویڈیا بیوہ اباحسین کالیا	78 سال
-10	11 مئی 2020ء	محمد ذاکر محمد یونس کسباتی	38 سال
-11	12 مئی 2020ء	خدیجہ اباعمر مینڈھا زوجہ عمر نور مینڈھا	86 سال
-12	17 مئی 2020ء	زرینہ اسماعیل اڈوانی زوجہ عبدالعزیز عبدالستار دائی	75 سال

نمبر شمار	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت /زوجیت	عمر
-13	19 مئی 2020ء	اقبال سلیمان ابراہیم پولانی	70سال
-14	19 مئی 2020ء	کلثوم حاجی عیسیٰ ڈنڈیا	64سال
-15	19 مئی 2020ء	عابدہ یوسف پٹیل زوجہ محمد انور غازی پورہ	60سال
-16	20 مئی 2020ء	امینہ حاجی آدم واداز وجہ حاجی موسیٰ بالا گام والا	90سال
-17	23 مئی 2020ء	محمد سلیم اسماعیل کسباتی	60سال
-18	23 مئی 2020ء	زہرہ عبدالستار ڈھیسڈیا زوجہ ابوبکر حاجی عثمان گاندھی	74سال
-19	23 مئی 2020ء	امان اللہ سلیمان چھنی	69سال
-20	23 مئی 2020ء	شیرین نور محمد ایدھی	40سال
-21	28 مئی 2020ء	نسیم حبیب طیب گاندھی زوجہ زکریا گاندھی	69سال
-22	28 مئی 2020ء	رابعیہ عبدالرحمٰن سانڈھیاوالا زوجہ عبداللطیف (یونس) مانگرول والا	78سال
-23	28 مئی 2020ء	محمد ایاز محمد اقبال بھنڈا	48سال
-24	29 مئی 2020ء	زین محمد ذکر پولانی (طیارہ حادثہ)	40سال
-25	29 مئی 2020ء	سارہ زوجہ زین پولانی (طیارہ حادثہ)	37سال
-26	29 مئی 2020ء	ابراہیم زین پولانی (طیارہ حادثہ)	14سال
-27	29 مئی 2020ء	عثمان زین پولانی (طیارہ حادثہ)	11سال
-28	29 مئی 2020ء	محمد صدیق زین پولانی (طیارہ حادثہ)	3سال
-29	30 مئی 2020ء	محمد عرفان عبدالرحمٰن گھانی والا	48سال
-30	30 مئی 2020ء	حاجی زکریا حاجی رحمت اللہ دوجکی	80سال
-31	30 مئی 2020ء	روبینہ ابا عمر حاجی آدم کھڈیاوالا زوجہ شعیب علی محمد ٹن والا	50سال
-32	31 مئی 2020ء	حاجی یوسف ابا عمر دادا	77سال
-33	31 مئی 2020ء	زبیدہ ولی محمد کھڈیاوالا زوجہ عثمان کوٹھاری	85سال

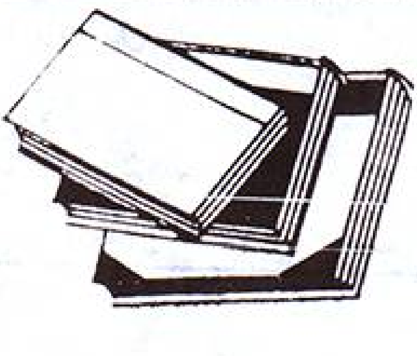

Engagement

MAY 2020

S.NO	NAMES	DATE
1	☆......Muhammad Waleed Muhammad Sohail Haji Haroon Akhawala with Mariam Muhammad Taufiq Muhammad Siddiq Bhatda	02-05-2020
2	☆......Abdul Qadir Muhammad Taufiq Wali Muhammad Kasbati with Adeeba Abdul Waris Abdul Sattar Lobhia	13-05-2020
3	☆......Muhammad Amir Muhammad Siddiq Abdul Habib Gheria with Nahal Bano Ghulam Nabi Muhammad Iqbal Karnolwala	16-05-2020
4	☆......Muhammad Yousuf Abdul Qadir Abdul Aziz Bhangda with Umama Rizwan Haji Habib Sherdiwala	18-05-2020
5	☆......Muhammad Salman Muhammad Hanif Aba Umer Chatni with Misbah Muhammad Younus Abdul Sattar	20-05-2020
6	☆......Mustafa Abdul Jabbar Muhammad Suleman Maimini with Maha Muhammad Siddiq Aba Qasim Mendha	30-05-2020

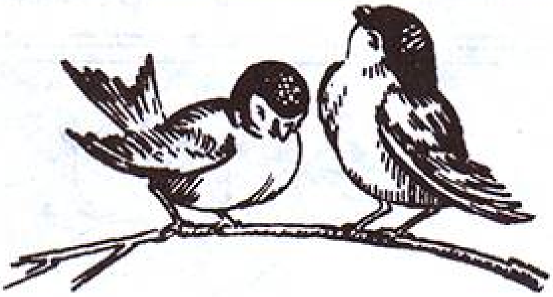

Wedding

MAY 2020

S.NO	NAMES	DATE
1	☆......Muhammad Yahya Munaf Hussain Dawood Khamblawala with Yusra Tauseef Amanullah Ghadwanwala	17-04-2020
2	☆......Moin Yousuf Wali Muhammad Dhamia with Madiha Aftab AbuBaker Kudiya	20-04-2020
3	☆......Muhammad Raza Ghulam Hussain Wali Muhammad with Hamna Muhammad Idrees Abdul Sattar Moti	10-05-2020
4	☆......Muhammad Bilal Muhammad Jawed Abdul Aziz Kotriwala with Sadia Altaf Hussain Ismail Pothiawala	17-05-2020
5	☆......Mudassir Ghulam Hussain Abdul Sattar Khanani with Dania Nafees Akhter Peer Ansari	17-05-2020
6	☆......Safan Altaf Jan Muhammad Bilwani with Amna Muhammad Shaheed Abdul Aziz Ladha	27-05-2020
7	☆......Muhammad Bilal Muhammad Yousuf Abdul Aziz Bikia with Samreen Wasim Muhammad Saleem Mullah	30-05-2020
8	☆......Muhammad Farhan Muhammad Ilyas Ayub Bharamchari with Hafsa Rafiq Habib Moosani	31-05-2020

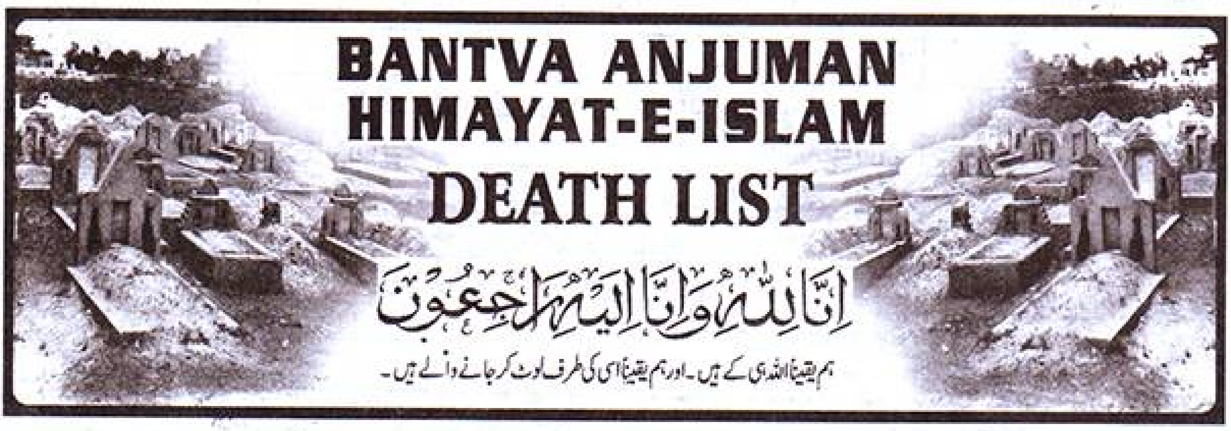

BANTVA ANJUMAN HIMAYAT-E-ISLAM

DEATH LIST

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں۔ اور ہم یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

1st May to 31st May 2020

Bantva Anjuman Himayat-e-Islam

Contact No. 32202973 - 32201482

S.No.	Date	Name	Age
1	01-05-2020	Haji Muhammad Iqbal Adam Adhi	70 years
2	03-05-2020	Najma Abdul Sattar Pankhida widow of Haroon Silat	70 years
3	05-05-2020	Aba Umer Haji Suleman Katiya	80 years
4	05-05-2020	Zohra Suleman Khanani widow of Jan Muhammad Bhuri	90 years
5	07-05-2020	Muhammad Abdul Rehman Khanani	71 years
6	08-05-2020	Farida Tayyab Chikna widow of Ahmed Abdul Rehman Jangda	72 years
7	09-05-2020	Muhammad Yunus Adam Dojki	74 years
8	10-05-2020	Muhammad Haroon Naviwala	85 years
9	11-05-2020	Zubeida Ibrahim Navadia widow of Aba Hussain Kaliya	78 years
10	11-05-2020	Muhammad Zakir Muhammad Younus Kasbati	38 years
11	12-05-2020	Khatija Aba Umer Mendha w/o. Umer Noor Mendha	86 years
12	17-05-2020	Zarina Ismail Advani w/o. Abdul Aziz Abdul Sattar Dai	75 years
13	19-05-2020	Iqbal Suleman Ibrahim Polani	70 years
14	19-05-2020	Kulsoom Haji Essa Dandia	64 years
15	19-05-2020	Abeeda Yusuf Patel w/o. M. Anwer Ghazipura	60 years
16	20-05-2020	Amina Haji Adam Dada w/o. Haji Moosa Balagamwala	90 years

S.No.	Date	Name	Age
17	23-05-2020	Salim Ismail Kasbati	60 years
18	23-05-2020	Zohra Abdul Sattar Dhisidia w/o. Abu Baker Haji Usman Gandhi	74 years
19	23-05-2020	Amanullah Suleman Chatni	69 years
20	23-05-2020	Shireen Noor Muhammad Adhi	40 years
21	28-05-2020	Nasim Habib Tayyab Gandhi w/o. Zakaria Gandhi	69 years
22	28-05-2020	Rabi Abdul Rehman Sandhiawala w/o. Abdul Latif (Yunus) Mangrolwala	78 years
23	28-05-2020	Muhammad Ayaz Muhammad Iqbal Bhatda	48 years
24	29-05-2020	Zain Muhammad Ziker Polani (Plane Crash)	40 years
25	29-05-2020	Sara w/o. Zain Polani (Plane Crash)	37 years
26	29-05-2020	Ibrahim Zain Polani (Plane Crash)	14 years
27	29-05-2020	Usman Zain Polani (Plane Crash)	11 years
28	29-05-2020	Muhammad Siddiq Zain Polani (Plane Crash)	3 years
29	30-05-2020	Muhammad Irfan Abdul Rehman Ghaniwala	48 years
30	30-05-2020	Haji Zakaria Haji Rehmatullah Dojki	80 years
31	30-05-2020	Rubina Aba Umer Haji Adam Khadiawala w/o. Shoaib Ali Muhammad Tinwala	50 years
32	31-05-2020	Haji Yousuf Aba Umer Dada	77 years
33	31-05-2020	Zubeida Wali Muhammad Khadiawala w/o. Usman Kothari	85 years

* * *

Printed at: **Muhammed Ali --- City Press**
OB-7A, Mehersons Street, Mehersons Estate,
Talpur Road, Karachi-74000. **PH : 32438437**
Honorary Editor: **Anwar Haji Kassam Muhammad Kapadia**
Published by: **Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu**
At **Bantva Memon Jamat (Regd.)**
Near Raja Mansion, Beside Hoor Bai Hajiani School, Yaqoob Khan Road, Karachi.
Phone: 32728397 - 32768214 - 32768327
Website : www.bmjr.net **Email:donate@bmjr.net**

بانٹوا میمن جماعت
قیام 2 جون 1950

ભમરેજી ઘાલ કર

મેમણી હઝલ

'યાકુબ' કલુડી

ડેખારમાં કિતાબને વરખેજી ઘાલ કર
હીરે જા ખ્યાલ છડ અને કકરેજી ઘાલ કર

જો બાગમેં અચેને છડી ડકે ફૂલેં જો રસ
મતલબ વિગર જે એરે તું ભમરેજી ઘાલ કર

બંગલા મિડે ડિફેન્સમેં ડેખારમાં દલાલ
લ્યારીમેં અચ ને ડેઢિયે કમરેજી ઘાલ કર

જિન જે બદનજી ખાલ તા ગુન્ડા ગીની વિયા
બોટી યે ના ચખિયાસી ઉન બકરેજી ઘાલ કર

મિઠઠાયું ખેન જેરા કિડા રિયા અચું ગભૂર
મોંઘાઈ નાહરી ડારિયે મુમરેજી ઘાલ કર

કિન તોરંસે બચીને ઉડાસી ભગા અચું
ખારાધર, મૂસાલેન જે ખતરેજી ઘાલ કર

કેરો લગે તો સાફ ઈલાકો ડિફેન્સજો
છડ હિન્જી ઘાલ, શહેરજે કચરેજી ઘાલ કર

બકરેં ને ગાયેં વાસે ના મંડીમેં ખ્વાર થી
'યાકુબ' બોયમેંસે તું હકરેજી ઘાલ કર

શબ્દકણિકા

માણસ પોતાની જાતે જ પોતાના માટે મુશ્કેલીઓ પેદા કરે છે, બીજા લોકો તો એ મુશ્કેલીમાં ઉમેરો જ કરે છે.

બેલગાડીથી રોકેટ

અ. સત્તાર ગોપાલાની (મહુંમ)

ચાલીચાલી થાકયા, પગમાં પડયા છાલા,
દૂર દેશાવર જાવું, પણ વાહન કેમ બનાવું ?

માનવની આ જાત, વિચારે દિન ને રાત,
ઈન્સાની અભિલાષા, સદા રાખે છે આશા

સોંચી જોઈ વિચારી, શોધી કોઈ સવારી
શોધ્યા પહેલાં પૈડાં, બનાવી બેલગાડી

પૃથ્વીનું પહેલું વાહન, બીજી ઘોડાગાડી
વાપર્યું માનવે બળ, ઝાડના કાપ્યા થડ

તેમાંથી કોતરી નૌકા, બન્યું વાહન જળ
જોઈ વરાળની શકિત, મળી ગતિની યુકિત

શોધ્યું મજાનું એન્જીન, જોડ્યાં તેમાં ડબ્બા
બની ગઈ પૂરી ટ્રેન, સફરમાં સુખ ને ચેન

ચડયો ફરી વિચારે, શોધું કંઈક વધારે
જો આકાશે ઊડાય તો ઝડપી પંથ કપાય

સાત સમંદર પાર, જલ્દીથી પહોંચાય
બનાવ્યા મોટા જેટ, માનવીને કિંમતી ભેટ

શોધ્યું એક અણુ, તાકત અનેક ગણું
બન્યું તેનું બળતણ, થયું રોકેટનું ચણતર

ગયું રોકેટ અવકાશે, ગૃહોમાં લઈ જાશે
સાંભળો સાયન્સના દેવો, ઈન્સાન બન્યો છે કેવો

ખોલો એના માથાં, બાંધે કજીયાના ભાથા
લાગે બધાને થડકો, દુનિયાનો કરશે ભડકો

શાંતિ મળે ન ચેન, હરહાલમાં રહે બેચેન
કરો રીસર્ચ ભેજાનું, આમ બને છે કેમ ?

★ જયારે ગુસ્સો આવે ત્યારે કંઈપણ બોલ્યા પહેલા દસ સુધી ગણો, ને બહુ ગુસ્સો આવે તો સો સુધી ગણવાનું શરૂ કરી દો.

તે પણ બંધ કરી દેવામાં આવી છે. નાના ઝાપાને તોડી પાડવામાં આવેલ છે તેના બવરની હાલત કાંઈક ઠીક છે દુકાનો, મકાનો મોજુદ છે. ખાયવાલા હકીમ સાહેબ જ્યાં દવાખાનું રાખેલ હતા તે મકાન પણ સલામત છે.

ત્યાંથી મદ્રસએ ઈસ્લામીયા તરફ ગયા .જે બિલ્કુલ સારી હાલતમાં છે અને ત્યાં વિદ્યાર્થીઓ ભણી રહ્યા છે યતીમખાનાને કન્યાશાળામાં ફેરવી દેવામાં આવેલ છે. ખાસ નોંધવાની વાત બંને ઈમારતોની ઉદઘાટનક્રિયા જે જે ૧૯૧૬ તથા ૧૯૧૮માં શેઠ હુસેન કાસમ દાદા તથા દરબાર સાહેબ શેર બુલંદખાનજીના હસ્તે થઈ હતી જેની તકતીઓ પોતાની જગ્યાએ બરાબર લાગેલી છે શેઠ હુસેન કાસમ દાદાનો બગીચો (બાગ) પણ મૌજુદ છે.

મસ્જીદોમાં ફકત જુમા મસ્જીદની હાલત કંઈક ઠીક કહી શકાય બાકીની હાલત સારી નથી બેઅદબી કરાઈ રહી છે. પેશાબ પાયખાના પડેલા હોય છે ભમરીયો કુવો પણ મોજુદ છે. બે-પાંચ મુસલમાનો સિવાય કોઈ જોવામાં આવેલ નહી. વેપાર ધંધાની પણ કોઈ સારી જોગવાઈ નથી. મોંઘારત અહીં આ જેવીજ છે. કોઈ કોઈ વસ્તુના ભાવ અતરેથી પાંચ-દસ ટકા ઓછા છે પણ આવક બહુજ ઓછીના કારણે જીવન ગુજરાન બહુજ મુશ્કીલ જેવો ગંભીર છે.

મુંબઈ પણ જે એક વખત મનહર નગરી તરીકે પ્રખ્યાત અને સાફ સફાઈમાં પોતાનું અલગ સ્થાન ધરાવતું હતું તે પણ બહુંજ ખરાબ હાલતમાં છે. ઘણીજ વસ્તી અને સફાઈના અભાવે તેની સ્હામે આપણું કરાચી શહેર તેમને ઘણું જ સારૂં લાગ્યું. ત્યાં ખાવા-પીવાની, ઉઠવા-બેસવાની સગવડનો બહુજ અભાવ જેથી બહુજ અકળામણ થઈ.

સોનેરી વાતો

- મૌનને બુઝદિલી સમજનારા બેવકૂફ છે.
- શબ્દનો પ્રહાર માત્ર પ્રહારને પાત્ર વ્યકિત ઉપર જ કરો.
- અકસ્માત એક કસોટી છે, જેના પર માણસની હિંમત અને સમય સૂચકતાને પારખવામાં આવે છે.
- મનુષ્યનું ચારિત્ર્ય એવી માળા છે જેનું એક મોતી નીકળી જાય તો બધાં મોતીઓ વેરાઈ વિખરાઈ જાય છે.
- પછડાટથી બચવું હોય તો ઠોકર ખાવાથી બચો.
- કાયર સો વાર અને બહાદુર એક વાર મરે છે !
- ઘણા ઊંચા પર્વત ઉપરથી નહીં, ચીકણી માટીમાં લપસી પડે છે !
- નફરતથી બચતા રહો કેમકે જિંદગી ઘણી ટૂંકી છે.
- ભલાઈની ખુશ્બૂ પવનની વિરૂદ્ધ દિશામાં પણ પહોંચી જાય છે.
- વિનયતા એવું વૃક્ષ છે, જે હૃદયમાં ઊગે છે અને વાણી વડે ફળ આપે છે.
- સાંભળનાર બોલનાર કરતાં વધુ શેખે છે.
- ક્રોધ બુદ્ધિને ખાઈ જાય છે.
- મધ્યમાર્ગી કોઈનો મોહતાજ નથી થતો
- સીધી અને સાફ વાત કરવાથી નુકસાન ઓછું, લાભ વધારે થાય છે.
- તમે અગર કોઈનું બૂરૂં નથી કર્યું તો યાદ રાખો કોઈ તમારૂં પણ બૂરૂં કરી નહીં શકે.

ત્યાંથી તેઓ બાંટવા પુગા જ્યાં રેલ્વે સ્ટેશન તેજ જગ્યાએ જે હાલતમાં હતું તેજ હાલતમાં છે. હુસેન પુરાના બધા મકાનો જેમના તેમ છે અહી ભાઈઓનો વસવાટ છે. પોસ્ટ ઓફિસ કોહીનુર સીનેમા તેની સામે ભાઈ વલીમોહંમદ ટન વાલી હોટલ ચાલુ હાલતમાં જેમની તેમ છે. હાજી અ.હબીબ શેઠ કલકત્તાવાલાની હોસ્પિટલ જેમાં ડોકટર એમ.ડી. ખાન બેસતા હતા તે પણ મોજુદ પણ બંધ પડી છે.

હાજી કાસમ લવાઈનો પાલો મોજુદ છે ત્યાં હજી પણ લાકડાનો વેપાર થાય છે તેની બરાબરમાં તેઓએ બનાવેલ બિલ્ડિંગ પણ ઊભી છે અલબત્ત હાજી સુલેમાન નવટાંકીઆવાલો પાલો તોડી પાડવામાં આવેલ છે. ગોશ્ત માર્કેટ પણ મૌજુદ છે તેની બરાબરથી શરૂ થતી મીહુમીયા પીરવાલી કબ્રસ્તાન સપાટ મેદાન બનાવી દેવાઈ છે ફકત મજુર મૌજુદ છે અને તે મેદાનને બસ સ્ટાન્ડ બનાવી લેવામાં આવેલ છે. મોહમેડન લાયબ્રેરી મોજુદ છે પણ તેનાં જે કિંમતી પુસ્તકો હતા તે એક પણ જોવામાં આવતા નથી અને તે હવે નગર પંચાયત (મ્યુનીસીપાલીટી)માં ફેરવી દેવાય છે ત્યાં હજી સુધી જન્મનોંધના રજીસ્ટર ૧૯૨૦થી તે પછીના મોજુદ છે તે અગાઉના નથી અને જન્મ સર્ટીફિકેટ ફકત બે રૂપિયાની નજીવી ફીસ ભરી તેજ વખતે મેળવી શકાય છે. શેઠ હાજી આદમ હુસેન કાસમ દાદાની બેઠક (યંગ મેમણ કલબ) પણ જેમની તેમ હજી સુધી ઊભી છે. બુખારી પીરવાલી કબ્રસ્તાનને બગીચામાં ફેરવી નાખવામાં આવેલ છે ફકત દરગાહ જોવામાં આવે છે.

મ્હોટાં ઝાંપાને તોડી પાડવામાં આવેલ છે અને ત્યાં કોઈ રોનક કે માણસોની આવક-જાવક નથી વખતે પાંચ-દસ માણસો જોવામાં આવે છે. ઝાપાના અંદરના બધા મકાનો મોટો બંગલો આગાસી ફરીયો શેઠ હુસેન કાસમ દાદાના રહેણાંકનો ભવ્ય મહેલ જેવો મકાન સાંકળી શેરી, નાનો બંગલો બધા તોડી પાડવામાં આવેલ છે ફકત મીનારાવાલી મસ્જીદ અને બાંટવા મેમણ અંજુમનવાલી કન્યાશાળા સિવાય બીજું કંઈ પણ જોવામાં આવતું નથી સપાટ મેદાન છે કાટમાળ પણ નહી.

ખડાવાળ તરફ બકાલા માર્કીટ જેમની તેમ છે. મ્હોટી છે મ્હોટી સ્કૂલ તથા હાજી અ.હબીબ શેઠ કલકત્તાવાલાએ બંધાવેલ મકાનો હાજી મુસા બીડીયાવાલી મસ્જીદ અંજુમનની ઝનાના હોસ્પિટલ કાળીયાવાસ તેમજ ખાટાવાડમાં શેઠ હાશમ હાજી અ.ગની બાલાગામવાલાએ તે વખતે બંધાવેલ બિલ્ડિંગ પણ મૌજુદ છે જ્યાં તેઓ જોવા માટે ગયા હતા ત્યાં સિંધના હીક ભાઈઓ રહે છે જેઓએ તેમને માનથી બોલાવેલ બેસાડેલ મીઠાઈ ખવરાવેલ ચા-પાણી પીવરાવેલ પણ દાઊદ મહાલ જેવી ભવ્ય ઈમારતનું પણ નામ નીશાન નથી.

ત્યાંથી તળાવ (તરામે) તરફ ગયા ત્યાં હજી પંચોતેર ટકા મકાનો સલામત છે જેમાં ગીભોવનદાસ મંછારામ પંડયાની લુલીઆ સ્કૂલ તેની લાઈનમાં શેઠ મોહંમદ જુસબ જાંગડાએ બંધાવેલ બિલ્ડિંગ ગટર લાઈનના સીગ્નલ સ્ટોરીના મકાનો શેઠ હાજી આદમ હાજી પીરમોહંમદ ઈશાકવાલી બિલ્ડિંગને સ્ટીમરના નામથી મશ્હુર હતી તે બાઈ ખતીજા ફોદીવાલી બિલ્ડિંગ ત્યાં ઝુલેખાબાઈ પારેખવાલી બિલ્ડિંગ તેની સામે શેઠ અબાઉમર હાજી દાદા બામણા શાહવાલાઓની બિલ્ડિંગ જોવામાં આવી હતી. બાંટવા મેમણ જમાઅતનું ભવ્ય જમાતખાનું પણ સલામત છે ઘણા શેર તરફ અસ્લમપુરાના મકાનો સલામત છે કોર્ટ તેજ જગ્યાએ ચાલુ હાલતમાં છે તેના પાછળની કન્યાશાળા પણ ચાલુ હાલતમાં છે જેલ બંધ કરી દેવામાં આવી છે હવે કેદીઓને માણાવદર જેલમાં રાખવાનો બંદોબસ્ત કરાયો છે. જેલની બાજુમાં જે પોલીસ લાઈન હતી

આજનું બાંટવા

Aba Ûmer

લખનાર : અબાઉમર લઠ્ઠ

જનાબ હાજી અ.સત્તાર હાશમ હાજી અ.ગની બાલાગામવાલા થોડા વર્ષોં પહેલા ભારતનો પ્રવાસ કરી આવેલા હતા. તેઓ તક ઝડપી આપણી માતૃભૂમિ બાંટવા પણ જઈ આવ્યા. તેઓ જ્યાં જ્યાં જઈ શકયા છે તેનું વર્ણન કરેલ છે. આશા છે કે આપણી બિરાદરીના ભાઈ-બહેનોને જાણ માટે આ વાંચન જરૂર પસંદ આવશે એમ સમજી આ વર્ણન કરવાની કોશીશ કરેલ છે.

પોતાના આ પ્રવાસમાં તેઓ તારીખ ૩૦-૧૨-૮૦ના રાજકોટ પુગા તેમના જણાવ્યા મુજબ રાજકોટના સુધારા વધારા અને શહેરની પ્રગતિ જેમાં વેપાર ધંધા સાથે નવીન બાંધકામ (મલ્ટીસ્ટોરી બિલ્ડિંગો) સહિત સારી પ્રગતિ થઈ છે. તારીખ ૩૧-૧૨-૮૦ના તેઓ રાજકોટ મેમણ બોર્ડીંગ હાઉસની મુલાકાતે ગયા હતા જ્યાં તેઓ અભ્યાસ અર્થે તે વખતના બોર્ડર હતા. પોતાના તે વખતના ફોટાઓ, તે વખતની રહેણીકરણી તથા વ્યવસ્થા જેવીજ હાલત પણ જોઈ તેમને સંતોષ થયો. ફકત ફેરફાર એટલો થયો છે કે હવે ત્યાં ખાવા પીવાની સગવડ બંધ કરવામાં આવી છે. હાલમાં ત્યાં બેતાલીસ બોર્ડરો છે જે બધાય મેમણ બિરાદરીના અભ્યાસ અર્થે રહે છે અને ખાવા પીવાનો બંદોબસ્ત બહાર હોટલમાં કરેલ છે. હાલમાં આ જગ્યા એક કરોડ દસ લાખમાં મંગાય છે જે વ્યવસ્થાપકો વેચાણ કરવા વિચારી રહ્યા છે. અગવડ ફકત એ વાતની આવી રહી છે કે આ રકમ મેમણ બિરાદરીના લાભાર્થે અહીંઆ જ ખર્ચાવી જોઈએ કે પૂરા ભારતમાં બોર્ડીંગ હાઉસની બિલ્કુલ બાજુમાં જ આકાશવાણી (રેડીયો સ્ટેશન) રાજકોટ બ્રોડકાસ્ટીંગ હાઉસ સ્થાપવામાં આવેલ છે.

ત્યાંથી તેઓ ગોંડલ થઈને જેતપુર ગયા જ્યાં વેપાર ધંધા તથા ડાઈંગ અને પ્રિન્ટિંગની સારી પ્રગતિ જોઈ ખુશી થઈ ત્યાંથી તેઓ જુનાગઢ જવા રવાના થયા ત્યાં પણ સારી પ્રગતિ જોવામાં આવી. ખાસ કરીને જુની યાદગારોમાં દાતારની ટેકરી ડેમ તેમજ ત્યાંથી રોનક તેમને બહુ જ પસંદ આવેલ. ખાસ નોંધવાની વાત નવાબ સાહેબનો મહેલ જેમાં તેઓ રહેતા હતા જે આપણા વખતમાં જોવા મળતો ન હતો તેનું નિરીક્ષણ કરવાની પણ તક મળી ગઈ. ખાસ કરીને તેમાં રહેવાની, બેસવા ઉઠવાની જગ્યા બહુ જ સારી હાલતમાં છે જ્યાં નવાબ સાહેબના મહેમાન તરીકે પૂરા કાઠિયાવાડના રાજરજવાડાઓના વડા આવી રહેતા (ઉતરતા) હતા સભાઓ અને રાજદ્વારી (રાજકીય) મીટીંગો યોજાતી હતી. ખાસ જોવા લાયક જગ્યાઓ છે.

ત્યાંથી તેઓ શાપુર પુગા જ્યાં કાઠિયાવાડમાં મ્હોટો હાઈડ્રો ઈલેકટ્રીક પાવર પ્રોજેકટ સ્થાપવામાં આવેલ જે આજુબાજુના પચાસ માઈલ સુધીના ગામોને ઈલેકટ્રીક પુગાવશે અને ખલીમાંથી તેલ કાઢવાના (સોલ્વન્ટ એકસ્ટન્સન) સ્થાપવામાં આવેલ છે જે બીજા ગામોમાં માણાવદરમાં પણ છે જે એક સફળ ઉદ્યોગ તરીકે કામ કરી રહ્યા છે ત્યાંથી તેઓ માણાવદર ગયા અહીંયા પણ સારી રોનક હતી. અહીં બે જીનીંગ ફેકટરીઓ કામ કરી રહી છે. ખાંભલાની જીનીંગ ફેકટરી બંધ કરી દેવામાં આવી છે.

ધણીને ખુશ કરવાનો હતો.

આપણા રસૂલે પાક બહુ ખુશમિજાઝ અને ખુશ અખ્લાક હતા કયારેય આપ (સ.અ.વ.) કોઈનું દિલ દુખાવતા ન્હોતા અને દરેક સાથે મોહબ્બત અને નરમાશથી વાત કરતા હતા. આપનો ચહેરો મુબારક હંમેશા ખીલેલ રહેતો અને ઝબાન મુબારકમાં એટલી મીઠાશ હતી કે દરેકના દિલને મોહી લેતી.

એક વખત એક માણસ આપના દરવાજે આવ્યો અને અંદર આવવાની રજા માંગી તો આપે (સ.અ.વ.) ફરમાવ્યું એને અંદર આવવા દો પણ એ પોતાના કબીલાનો સારો માણસ નથી. જ્યારે તે અંદર આવ્યો તો આપે (સ.અ.વ.) તેનાથી નરમાશ અને પ્યારથી વાત કરી. જ્યારે તે ચાલ્યો ગયો તો હઝરત આઈશા (રદી.) એ હેરાન થઈને પુછયું : "યા રસૂલુલ્લાહ આપની નજીક એ સારો માણસ ન્હોતો છતાંયે આપે (સ.અ.વ.) એની સાથે નરમાશ અને મોહબ્બતથી વાતચીત કરી.

આપે (સ.અ.વ.) ફરમાવ્યું : "અલ્લાહની નજીક સૌથી ખરાબ માણસ એ છે કે જેની બદજબાનીના કારણે લોકો એનાથી હળવું મળવું મુકી દે. મદીનામાં એક વખત દુકાળ પડયો. એક સાહેબ નામે ઈબાદ બીન શરજીલ ભુખથી મજબુર થઈને એક બગીચામાં ઘુસી ગયો અને અમુક ફુલ તોડીને ખાઈ ગયો અને થોડા પાસે રાખી લીધા. બગીચાના માલીકે તેને પકડીને માર્યો અને પછી કપડાયે ઉતરાવી લીધા. ઈબાદ ને લઈને બગીચાનો માલીક ફરીયાદ લઈને આપ (સ.અ.વ.)ની ખીદમતમાં હાજર થયો આપે (સ.અ.વ.) ફરમાવ્યું એજ હાલ હતા તો આપ એને નરમાશ અને મોહબ્બતથી સમજાવતા એ ભુખ્યો હતો તો એને ખાણું ખવડાવત અને પછી આપે (સ.અ.વ.) ઈબાદને કપડા પાછા અપાવ્યા અને ઘણું બધું અનાજ પોતાની પાસેથી અપાવ્યું.

એક વખતે એક બદદુ આવ્યો અને આપ (સ.અ.વ.) પાસેથી કંઈક માંગ્યું આપે (સ.અ.વ.) એને આપ્યું અને પછી પુછયું ખુશ છો ? નહીં ! આપે (સ.અ.વ.) મારી સાથે કંઈ પણ તો નથી કર્યું.

બદદુની આવી ગુસ્તાખી પર સહાબાઓ ગુસ્સે થઈને મારવા દોડયા. આપે (સ.અ.વ.) ઈશારાથી એમને મનાઈ કરીને ઘરમાંથી કંઈક વધુ લાવીને એને આપ્યું. તે ખુશ થઈ ગયો અને દુઆ દેતો દેતો જવા લાગ્યો.

આપ (સ.અ.વ.) પછી બહુ જ મોહબ્બતથી ફરમાવવા લાગ્યા તારા પહેલાંના વલણથી મારા સાથીઓને માઠું લાગ્યું શું તું એ પસંદ કરે છે કે જે કંઈ તું હવે કહી રહ્યો છે ? તો પછી એ લોકોના સામે એમ કહી દે જેથી કરીને તારા તરફથી એમના દિલ સાફ થઈ જાય.

તેણે કહ્યું હું એમજ કહીશ. બીજે દિવસે આપે (સ.અ.વ.) સહાબાએ કીરામની સામે એને એજ સવાલ કર્યો તું મારા (સ.અ.વ.)થી ખુશ છે ?

તેણે કહ્યું બેશક ! અને પછી દુઆ દેવા લાગ્યો.

આપે (સ.અ.વ.) ફરમાવ્યું એક શખ્સની ઉંટણી ભાગી ગઈ લોકો એની પાછળ દોડતા હતા અને ઉંટણી આગળ આગળ ભાગતી હતી. માલીકે બીજા લોકોને કહ્યું તમે સૌ રોકાઈ જાવ. એ ઉંટણી છે અને હું જ એને સમજું છું. લોકો રોકાઈ ગયા ઉંટણી એક જગ્યાએ રોકાઈ ગઈ અને ઘાસ ચરવા લાગી. માલીકે તેને પકડી લીધી. મારી (આ સ.અ.વ.) અને આ બદદુની મીસાલ એવી તમે એને મારી નાખત તો એ બિચારો દોઝખમાં જાત.

* * *

હુઝુર (સ.અ.વ.)ની પાક ઝીંદગીનું અનોખું વલણ

"મીઠો સ્વભાવ"

અઝીઝ ગીરડી

Mr. Abdul Aziz

રસૂલે પાક (સ.અ.વ.) બહુ હસમુખા અને ખુશમિજાઝ હતા. કયારેક આપ લોકો સાથે મઝાક પણ કરી લેતા હતા. પરંતુ એમની મઝાક પણ બહુ પાકીઝા અને પ્યારી હોતી.

એક વખત એક આંધળા માણસે આપની ખીદમતમાં હાજર થઈને અરજ કરી. અય અલ્લાહના રસૂલ શું હું જન્નતમાં દાખલ થઈ શકીશ ?

આપે (સ.અ.વ.) ફરમાવ્યું ના ભાઈના આંધળા જન્નતમાં નહીં જઈ શકે !

આંધળો રડવા લાગ્યો તો આપે (સ.અ.વ.) હસતાં હસતાં ફરમાવ્યું : ભાઈ કોઈ આંધળો અંધ હોવાની હાલતમાં જન્નતમાં દાખલ નહીં થાય પણ એની આંખો રોશન થશે અને પછી અંદર જશે. સાંભળીને આંધળો ખુશ થઈ ગયો.

એક વખત એક બુઢી સહાબીયા આપની ખીદમતમાં હાજર થઈ અને દરખાસ્ત કરવા લાગી કે મારા માટે જન્નતની દુઆ કરો. આપે (સ.અ.વ.) ફરમાવ્યું કોઈપણ બુઢી જન્નતમાં નહીં જાય. તે પણ રોવા લાગી આપે મુસ્કરાતાં ફરમાવ્યું કે બુઢીઓ જન્નતમાં નહીં જાય પણ જવાન થઈને જશે. આથી એ બુઢી ખુશ થઈ ગઈ.

એક વખતે આપની દુધમાતા ઉમ્મે ઐમને (રદી.) આપની પાસેથી એક ઉંટની માંગણી કરી આપે (સ.અ.વ.) કહ્યું કે હું ઉંટનું બચ્ચું આપીશ.

તેણીએ કહ્યું હું ઉંટના બચ્ચાને શું કરીશ ? આપે (સ.અ.વ.) ફરમાવ્યું હું તો આપને ઉંટનું બચ્ચું જ આપીશ ? આથી તેણી નારાજ થઈ ગઈ આપે એક ખાદીમને ઈશારઃ કર્યોં ને તેણે એક જવાન ઉંટ લાવીને ઉમ્મે ઐમનને (રદી.) આપી દીધું. હવે આપે (સ.અ.વ.) મુસ્કરાઈને ફરમાવ્યું શું આ ઉંટનું બચ્ચું નથી ? દરેક ઉંટ ઉંટનું બચ્ચું જ હોય છે સાંભળીને ઉમ્મે ઐમન (રદી.) હસતાં હસતાં ચાલી ગઈ.

એક વખતે એક સહાબીએ હાજર થઈને અરજ કરી યા રસૂલ્લાહ મારા શૌહર બીમાર છે એની તંદુરસ્તી માટે દુઆ કરો. આપે ફરમાવ્યું તમારા ધણી એજ છે ને જેની આંખમાં સફેદી છે ? તેણી હેરાન પરેશાન થઈ ગઈ અને ઘેર જઈને પતીની આંખ ખોલીને જોવા લાગી. તેણીના ધણીએ કહ્યું શું વાત છે? કહેવા લાગી કે રસૂલુલ્લાહે (સ.અ.વ.) ફરમાવ્યું છે કે આપના ધણીની આંખમાં સફેદી છે. ધણી હસીને કહેવા લાગ્યો શું કોઈ એવો ઈન્સાન પણ છે જેની આંખમાં સફેદી ન હોય. હવે તેણી આપ (સ.અ.વ.)ના મઝાકને સમજી ગઈ કે એમાં આપ (સ.અ.વ.)નો મકસદ તેના

અમીર માનવીનું ગરીબ દિલ

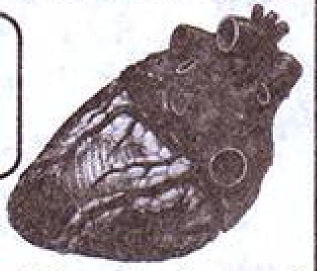

વર્ષો વિદા થતાં જાય છે. યુગો બદલાય છે. જમાનો બદલાય છે અને જમાનાની આ રફતારમાં તણાતો માનવી બદલાય છે. માનવી તો બદલાય છે સાથે માનવીની વ્યાખ્યા બદલાય છે અને તેને સંબંધિત દરેક વસ્તુની વ્યાખ્યા બદલાઈ ગઈ છે.

માનવ બે પ્રકારના હોય છે. એક ‘અમીર’ અને બીજો ‘ગરીબ’. સાધારણ રીતે આપણે આપણી ભાષામાં એવા માનવીને ગરીબ ગણીએ છીએ જેની પાસે દૌલત નથી. જીવન જીવવા પુરતા સાધનો નથી. એની પાસે પૈસા નથી અને એ પૈસા વિનાના માનવી પાસે ભોગવિલાસના સાધનોનો અભાવ છે અને આવા સંપત્તિ વિનાના માનવીની ગણના આપણે ‘ગરીબ’ તરીકે કરીએ છીએ.

બીજા પ્રકારના માનવી પાસે જીવન જીવવા પુરતા તથા તેથી વિશેષ દૌલતનો ભંડાર હોય છે અને એની એ દૌલતને સહારે તેના જોરે તેની વૈભવતાનું પ્રદર્શન કરતો રહે છે ! સમાજમાં પોતાનું સ્થાન જાળવવા તે તેની દૌલતનું અવનવા માર્ગે જાહેરાત કરતો ફરે છે. આવા લોકોને સમાજ ‘અમીર’ તરીકે ઓળખાવે છે.

પરંતુ વાસ્તવિકતામાં ‘અમીર’ અને ‘ગરીબ’ના બે પ્રકાર છે ! એક છે તે દૌલતના ‘અમીર-ગરીબ’ બીજા છે તે દિલના ‘અમીર-ગરીબ’. માનવી જેટલો દૌલતની રીતે અમીર હોય છે દિલનો એટલો જ ઘણી વખત ગરીબ હોય છે. જ્યારે દૌલતનો ગરીબ માનવી દિલનો એટલો જ કદાચ અમીર હોય છે !

આજે ‘પૈસો’ જ માનવીનું એક માત્ર કેન્દ્ર અને ધ્યેય બની ગયું છે. પૈસો જીવન જીવવા માટે ખૂબ જરૂરી છે તે ચોક્કસ પરંતુ આ પૈસાના ભોગે કરાતી હત્યાઓ, અપકૃત્ય, હીન અને અધર્મ કૃત્ય કરતા માનવી આજે ડગલે ને પગલે નજરે પડે છે ! માનવતા તે જાણે આજના માનવોનું વર્તન જોઈ એવી ભાગી છે કે, લાગે છે કે ક્યારેય પાછી નહીં ફરે !

માનવ જેમ જેમ પૈસો ભેગો કરતો જાય છે તેમ તેમ તેનું દિલ સંકોચાતું જાય છે અને તેથી દયાને રહેવા માટેની જગ્યા ઓછી થતી જાય છે. અત્યંત પૈસો આવતાં દિલ વધુ સંકોચાય છે અને ‘દયા’નું સ્થાન નહિવત થઈ જાય છે. અઢળક સંપત્તિ આવતાં તેનું ‘દિલ’ ‘દયા’ના સ્થાનને કાઢી ફેંકે છે અને એ દયાના સ્થાનને ફગાવી દેતાં માનવીનું દિલ ગરીબ બની જાય છે. જ્યારે ગરીબ માનવે ‘દયા’ને ઉચ્ચ સ્થાન આપ્યું હોવાથી ગરીબ માનવોનું દિલ અમીર રહે છે.

* * *

ગુઝારીશ

આપના તરફથી અપાનારી ઝકાતની રકમમાંથી જમાતના જરૂરતમંદ સભ્યોને તાલીમી સ્કોલરશીપ, આર્થિક સહાય વસાહત મદદ શાદી મદદ તરીકે અપાય છે.

બાંટવા મેમણ જમાત (રજી.)

બાંટવા મેમણ જમાઅત (રજી.) કરાચીનું મુખપત્ર

મેમણ સમાજ

ઉર્દુ-ગુજરાતી માસિક

Memon Samaj

Honorary Editor:
Anwar Haji Kassam Muhammad Kapadia
Published by:
Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu

THE SPOKESMAN OF
BANTVA MEMON JAMAT
(REGD.) KARACHI

Graphic Designing
A. K. Nadeem
Hussain Khanani
Cell : 0300-2331295

Printed at : City Press
Muhmmed Ali Polani
Ph : 32438437

June 2020 Ziquad 1441 Hijri - Year 65 - Issue 06 - Price 50 Rupees

હમ્દે બારી તઆલા

-'સાબિર' થારિયાણી

લાખો સલામ કાં ન હો ખાલિકના એ વલી ઉપર
મોકલે ખુદ ખુદા સલામ પ્યારા એ મુજ નબી ઉપર

ફર્શ ઝમીને ફખ્ર છે તારી એ રહેબરી ઉપર
અર્શ બરીને નાઝ છે તારી એ રહબરી ઉપર

આજે અનોખી શાનથી આવી બહાર જગ મહીં
ઝિક્ર છે મુસ્તફા તણો ફૂલ ઉપર, કળી ઉપર

મુર્દાદિલોના દિલ મહીં જિન્દગી જે ફૂંકી ગઈ
રૂહે હયાત છે ફિદા એની એ જિન્દગી ઉપર

તું તો બને છે દોસ્ત, પણ લોકો કરે છે દુશ્મની
છે આ અજબ કે પ્રેમ છે તુજને એ દુશ્મની ઉપર

રંકથી પ્રેમ તેં કર્યો તારી તવંગીરી મહીં
દર્દને દિલથી પ્રેમ છે તારી તવંગીર ઉપર

રાહે ખુદામાં આપની જોઈને સબ્ર મુસ્તફા
શર્મ કરે છે દુશ્મનો નિજની સિતમગરી ઉપર

રાહતો રંજ પણ ગયા, દર્દ ગયું, ખુશી ગઈ
આપ દયા કરો હવે 'સાબિર' બેકસી ઉપર

(પાકિસ્તાનનો ગુજરાતી ઈતિહાસમાંથી)

ના'તે રસૂલે મકબુલ

બાબુ હમીદ 'ગુમનામ' (મર્હુમ)

ન પૂછો હૃદયમાં આ શાની ખુશી છે
હબીબે ખુદાની મુહબ્બત મળી છે

મદીનાથી મળશે હુઝૂરીની દાવત
હૃદયમાં એ આશા અવિચળ રહી છે

દસે દિશાથી એક જ સદા સાંભળું છુ
નબીજી, નબીજી, નબીજી, નબી છે

કરો યા શફીઉલવરા દસ્તગીરી !
હવે મોત મારા સિરાને ખડી છે

અતા જામે કવસર હો સાકીએ કવસર !
તૃષાતુર હૃદયની એ આશા રહી છે

કરી દો કૃપાની નજર યા મુહમ્મદ !
તડપ દીદની ઉગ્ર દિલમાં બની છે

ગદા હોય કે શાહ દર પર નબીના
બધાની સદા નેક આશા ફળી છે

જમાનાની નજરે હું 'ગુમનામ' છું પણ
નબી પ્રેમમાં નેકનામી મળી છે